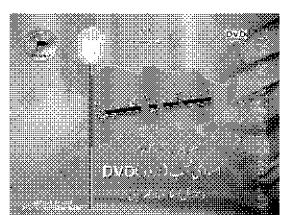


یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

من جانب۔



سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کنیٰ

DVD
version

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

لَبِيكَ يَا حُسْنِي

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

NOT FOR COMMERCIAL USE

فهرست

صفحہ نمبر

4	پیش لفظ
7	پہلی مجلس
28	دوسری مجلس
50	تیسرا مجلس
71	چوتھی مجلس
87	پانچویں مجلس
100	چھٹی مجلس
117	ساتویں مجلس
136	اٹھویں مجلس
151	نوبیں مجلس



مجالس شبیر



مجموعہ تقاریر

حافظ احمدیت مولانا شیخ شبیر سیدن بنجی مرموم

پیش لفظ

مولانا شیخ شبیر حسن بخاری مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کو پا ٹھنچ ضلع اعظم گزہ (بندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دہیں کے دینی مدارس میں حاصل کی پھر مدرسہ الوداعیہ لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ بجف اشرف تشریف لے گئے۔ چھتیس برس تک باب مدینہ العلم کے زیر سایہ علم دین کی تبلیغ و ترویج کرتے رہے۔ آپ کی علمی کاؤشوں کو دیکھتے ہوئے آیت اللہ سید محمد الحکیم اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو اپنا دیکل خاص مقرر فرمایا۔ جس کی پاداش میں صدام نے آپ کو زندان میں ڈالا اور کتنی مرتبہ زندان میں مولا نا کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن باب مدینہ العلم کو آپ سے دین کی خدمت لینا مقصود تھی۔ لہذا اپسے اسہاب میا فرمائے کہ آپ مجنون طور پر عراق سے فتح کر اقیم امامت کے آنکھوں تاجدار امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ تقریباً ۲۳ برس تک آستان قدس رضوی کے مقام حر عاملی میں دین کی ترویج کرتے رہے اور دنیا بھر کے زائرین کے لئے مجالس امام مظلوم برپا کرتے رہے۔ آپ کے ہزاروں طلباء بجف اشرف اور مشد مقدس سے فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف مقامات پر دین محمد و آل محمد کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی علمی کاؤشوں کو دیکھتے ہوئے حکومت ایران نے آپ کو ایک خاص مقام اور مجھد کا درجہ دیا۔ عربی، فارسی اور اردو زبان میں آپ کے علمی دروس مشد مقدس میں بہت سے طلباء کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ کی لاہوری بندوستان، بجف اشرف اور مشد مقدس میں موجود ہے۔ جس میں ایسی نادر و نایاب کتب بھی موجود ہیں جو کہ کسی بھی لاہوری میں موجود نہیں۔ مولا نا شیخ شبیر حسن بخاری مرحوم نے ستر کی دہائی میں پاکستان آتا شروع کیا۔ پہلی بار آپ عراق سے تشریف لائے پھر کوپا ٹھنچ اور اس کے بعد مشد مقدس سے تشریف لاتے رہے۔ تقریباً چودہ برس تک آپ نے عزا خانہ گلستان زہراء میں مجالس عزا سے خطاب فرمایا۔ اس کے علاوہ پاکستان کے

دوسرے شروع میں بھی خطاب فرمایا۔ ہر سال آپ کا قیام عام طور پر دو اڑھائی ماہ رہا کرتا تھا اور لاہور ہی کو مرکز رہائش قرار دیتے تھے اس دوران آپ مسلسل درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور ہزاروں مومنین آپ سے فضیاب ہوتے۔ مولانا مرحوم کا مجالس پڑھنے کا اپنا ایک خاص انداز تھا جو کہ زیادہ تر دروس پر مشتمل ہوتا تھا۔ فضائل و مصائب کے بیان کے ساتھ ساتھ اعمال و سائل دینیہ پر بہت زور دیتے۔ نماز، روزہ، علاوت قرآن اور اہمیت حصول علم دین ان کا خاصہ تھا۔ مولانا مرحوم نے کبھی بھی عافل و مجالس کے لئے معافہ طے نہیں کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بعض جگہ یہ دیکھتے ہوئے کہ کسی مومن کی معاشی حالت درست نہیں اور اس وجہ سے وہ مجالس نہیں کردار بے تو ان کو خود اصرار کر کے عشرہ پڑھا اور کوئی معافہ اگر دیا بھی گیا تو خوش اسلوبی سے واپس کر دیا۔ ان کے کافی دروس کی ریکارڈنگ میرے پاس محفوظ ہے۔

مومنین کے اصرار پر ان کا ایک عشرہ مجالس شائع کیا جا رہا ہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جو کچھ اور جس طرح آپ نے بیان فرمایا یعنی اس کو پیش کیا جائے تاکہ مومنین اس سے استفادہ کر سکیں۔ اگر اس کوشش نے مقبولیت حاصل کی تو انشاء اللہ ہاتھی مجالس کو بھی پیش کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ جناب علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم کے مجموعہ تقاریر کا نام کفایت الواطئین مولانا شیر حسن تجھی مرحوم نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ مولانا مرحوم کی تقاریر کو شیپڑ سے تحریر میں لانے کے لئے مولانا سید ابو رضا زینیبی نے جو کاؤشیں کیں وہ آپ کے سامنے ہیں میں ان کا انتقال ممتوں ہوں۔ نہ صرف تحریر بکھر پروف ریڈنگ اور دریںگی میں بھی آپ نے بہت محنت کی اس کا اجزہ تو سرکار جناب سیدہ سے ہی ملے گا۔ لیکن پھر بھی اگر کمپوزنگ میں کوئی کمی کی رہ گئی ہو تو وامن عف میں جگہ دیں۔

۱۹۹۵ء میں ہمارے اہل خانہ اور کچھ دوست احباب قیادت عراق و ایران کے لئے تشریف لے گئے وابسی پر مشد مقدس میں مولانا شیخ شیر حسن تجھی مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بت اصرار کرنے پر آپ نے عشرہ حرم گلستان زہراء میں پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن افسوس وقت

نے وفات کی۔ ہمارا قافلہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۵ء کو واپس لاہور پہنچا۔ چند ہی دنوں کے بعد آئے آباد سے مولانا رضوان حیدر رضوی صاحب نے فون پر مولانا کے انتقال کی رو فرمائی۔

حکومت ایران نے مولانا مرحوم کی بیت بندستان سے مشد لے جانے کا انتظام کیا اور اپ کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ مجھنامہ رت میں اسلام نہیں پورے اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔ چالیس روز بعد مجالس بربا ہوئیں اور قرآن خوانی ہوتی رہی۔ میرے بڑے بھائی خلیفہ سید حیدر مددی اور چھوٹے بھائی خلیفہ سید سجاد مددی جتازے میں شریک ہوئے اور خلیفہ خاندان کی نمائندگی کی۔

مولانا شیخ شبیر حسن بحقی مرحوم کو حافظ الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ نجف اشرف اور مشد مقدس ہی نہیں بلکہ کہیں بھی جب مومنین یا علماء کو حدیث و نجف البلاغہ کے سائل در پیش ہوتے تو وہ آپ سے رجوع کرتے۔ ان کی مجالس کا طریقہ امتیاز اقوال و احکامات آئندہ طاہرین و مصونین علیہ السلام تھا اور اس پر بجا طور پر فخر فرماتے تھے۔ نجف اشرف کے چھٹے کو بار ہایاد کرتے اور اکثر آبدیدہ ہو جاتے تھے مولانا مرحوم اتنے علم و قابلیت کے باوجود انتہائی سادہ اور منکر المزاوج شخصیت کے حامل تھے۔ مومنین کو محافل و مجالس میں آنے والے حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ان کے حلقوں میں بلا تخصیص ہر فرد کے لوگ تھے۔ برادران الجلت بھی ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

آخر میں ملتوں ہوں کہ مولانا شیخ شبیر حسن بحقی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ توحید حلاوت فرمائیں۔

والسلام

محاج دعا

خلیفہ سید حسن مددی

مجلس اول

الحمد لله العلي العظيم حسبنا الله ونعم الوكيل نعم المولى و
 نعم النصير بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي يا يبلغ لا يبلغ
 مدحته القائلون ولا يحصى نعماءه العادون ولا يودي حقه
 المجتهدون الذي لا يدركه بعد الهمم ولا يناله غوص الفطن الذي
 ليس لصفته حد محدود ولا نعت موجود ولا وقت معنود ولا اجل
 ممدود فطر الخلاق بقدرته ونشر الرياح برحمته ووتد بالصغرور
 ميدان ارضه والصلة والسلام على العبد المويد الرسول المسدد
 المصطفى الامجد المحمود الاحمد حبيب الله العالمين ابى
 القاسم محمد واله الطيبين الطابرين المعصومين ولعنة الدائمه
 الباقيه على اعدائهم اجمعين من الان الى يوم الدين اما بعد فقيد قال
 الله سبحانه تبارك وتعالى في محكم كتابه ومقتن خطابه وقوله
 الحق ان الله اشتري من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة
 يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعداً عليه حقاً في
 التورته والانجيل والقرآن

خداوند زمین و آسمان کا لاکھ لاکھ شتر ہے کہ اس نے اس سال پھر ہمیں نفرت فرزند
 بنت اشقلین کی عزاداری اور ماتم داری کی توفیق عطا کی۔ یہ قرآن کریم کی کسی چھوٹی سے
 چھوٹی آیت کے بارے میں۔ کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس
 کے ہر ہر پللو پر روشنی پڑے چکی۔ اس کے تمام گوشے بیان ہو چکے اب کوئی گوشہ باقی نہیں

ہے یہ قرآن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی آیت کے بارے میں یہ کبھی بھی نہیں کہا جا سکتا اور وقت نزول سے الی یومناہندا آج کے دن تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔

اب ظاہر ہے کہ الم حسین علیہ اسلام کا ہر مسلم اور ہر مومن پر ۔ یہ دس روز یہ عشرہ ۔ انشاء اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ موضوع ہو حسین اور اصحاب حسین اور انشاء اللہ اس کے متعلق بیان ہو گا۔ سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لجئے یہ جان لجئے اور اس امر سے آگہ ہو جائے ۔ سب سے پہلے خداوند کرم زمین و آسمان بندوں سے دین چاہتا ہے ۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ میرا ہر بندہ دین دار ہو ۔ وہ دین چاہتا ہے وہ نہ ہب چاہتا ہے لارینی کو دوست نہیں رکھتا۔ لاذہ بیت کو وہ دوست نہیں رکھتا اور دین دار کو وہ دوست رکھتا ہے۔ کیماں دین چاہتا ہے ۔ کس طرح کا دین چاہتا ہے ۔ وہ خالص دین چاہتا ہے۔ بندوں سے دین چاہتا ہے۔ اور خالص دین چاہتا ہے وہ دین جو خالص نہ ہو وہ اس کا دین نہیں ہے۔ اور اس کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے وہ تو خالص دین چاہتا ہے اعلان کرتا ہے الا لله دین الخالص یہ قرآن ہے اس میں اعلان ہو رہا ہے کہ خالص دین میرا ہے الا حرفاً تنبیہ یہ آگہ کرنے کیلئے ۔ جب کوئی مطلب اہم ہوتا ہے اور کسی مطلب کی طرف متوجہ کرنا اور منظور کروانا ہوتا ہے اس موقع پر یہ الا استعمال ہوتا ہے کہ کوئی اہم مقصد ہے۔ چیزے حضور نے غدیرِ خم میں پہلے خطبہ آپ نے دیا۔ حد و شاء کے دریا بھانے کے بعد ۔ جب اصل مطلب بیان کرنا چاہا تو اس سے پہلے آپ نے فرمایا الا آگہ ہو جاؤ۔ خبردار فتن کرنے مولہ پہلے الا تو جب کوئی اہم مسئلہ ہوتا ہے کسی اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروانا مقصود ہوتی ہے تو اس پر الا استعمال ہوتا ہے۔ الا لذہ دین الخالص ۔ خالص دین میرا ہے وہ اللہ کا دین ہے اور جو خالص نہ ہو وہ اللہ کا دین نہیں ہے۔ اللہ کا دین کونسا دین ہے جو خالص ہو۔ خالص دین کے

کیا یعنی ہیں خالص دین کے کئے ہیں خالص دین کیا ہے یعنی خالص عبادت، خالص عمل یہ دین خالص کو کہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے جو بات بھی کہوں گا وہ آیت ہو گی۔ بغیر آیت کے نہیں ہو گی فعبد اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کو اللہ کی مخلصین لہ الدین دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے۔ صرف ہمارے نبی حضرت ﷺ سے ہی اللہ خالص دین نہیں چاہتا بلکہ انبیاء سلف کی امتوں سے بھی وہ خالص دین چاہتا تھا۔ سورۃ بینہ پڑھیے ارشاد ہوتا ہے **وَمَا تَفْرَقَ الظِّنُونُ إِلَّا مَنْ بَعْدَ جَاهَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لِهِ الدِّينَ حَنَفِاءً وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَوْمَ الزَّكُورَةِ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيمَةِ يَأْهُلُ كِتَابَ فَرَقَةٍ فَرَقَةٌ نَّمِيزٌ نَّمِيزٌ لَا مِنْ بَعْدِ مَاجَاءِهِمْ الْبَيِّنَةُ مَغْرِبِيلٌ آتَنَےِ کے بعد۔ قرآن آنے کے بعد۔ یہ نہیں ہوئے دلیل آنے کے بعد فرقہ فرقہ ہوئے وما امرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ إِنَّمَا حُكْمُهُمْ دِيَارِيَہ تھا مگر اس چیز کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ مخلصین لہ الدین دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے وہ خالص دین چاہتا ہے خالص عبادت اور جو خالص نہ ہو وہ عبادت اللہ کو نہیں چاہتے۔ سب سے پہلے عبادت میں جو ملاوٹ آئی یہ کس نے کی۔ اللہ کتاب نے کی۔ یہود و نصری نے وما امْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لِهِ الدِّينَ حَنَفِاءً باطل سے نکلا کر یہ حکم دیا گیا نماز قائم کرو**

الحاصل خداوند زمین و آسمان دین چاہتا ہے۔ کوئا دین، خالص دین، غیر خالص اس کا دین نہیں ہے آیت ہے **إِلَّا لِلَّهِ دِينُ الْخَالِصُ وَهُوَ خَالِصُ دِينِ اَنَّسٍ** اس کا صاف کہ دیا ہے خالص دین یعنی خالص عبادت، خالص عمل فعبد اللہ مخلصین لہ الدین خالص دین، خالص عبادت کیا ہے خالص عبادت وہ جو خلوص سے ہو جو اخلاص سے

ہو خالص عبادت یعنی جس میں کسی حرم کی کوئی طاولت نہ ہو خالص عبادت جو خلوص اور انداز سے ہو خالص ہو کیا مطلب یعنی جس معینود کی عبادت کر رہا ہے از رو انداز ہو یعنی اسے لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرے۔ مستحق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت کرے۔ یہ ہے خالص عبادت۔ صلوٽ

یعنی کوئی اور غیر اس میں شامل نہ ہو کوئی مقصد اس میں شامل نہ ہو اصلًا۔ مستحق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا۔ لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا یہ ہے خالص عبادت۔ اگر جنم کے ذر سے عبادت کرے تو یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ جنم کے خوف سے جنم کے ذر سے کہ اگر میں عبادت نہیں کروں گا تو جنم میں مجھے ڈال دیا جائے گا۔ اس لئے عبادت کرے تو یہ بھی عبادت خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ اس کا فرض ہے اس عبادت کو اس نے باطل قرار نہیں دیا۔ عبادت ہے اور صحیح ہے مگر خالص نہیں ہے۔ یعنی جنم کے ذر سے عبادت ہے تو عبادت صحیح ہے۔ مگر خالص نہیں ہے۔ یہ تو اس کا فضل ہے۔ یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے اسے صحیح قرار دیا۔ اس نے تقبل کر لیا مگر خالص عبادت نہیں ہے یہ عبادت جنم کے ذر سے عبادت اپنے نفس کی سلامتی کیلئے ہے اپنی خانکت کیلئے ہے۔ اگر کسی ذریعے سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنم میں نہیں داخل کرے گا تو یہ عبادت بھی نہیں کرے گا سمجھ رہے ہیں آپ۔ یہ عبادت بھی نہیں کرے گا۔ یقین ہو جائے کسی ذریعے سے کسی طریقے سے کہیں سے یہ معلوم ہو جائے کہ جناب ادھر سے برات نہ دے دیا گیا ہے۔ نماز بھی نہیں پڑھے گا۔ روزے بھی نہیں رکھے گا اور بھی کوئی عبادت نہیں کرے گا۔ لیکن یہ عبادت یہ تو نوکروں کی سی عبادت ہے۔ جیسے بادشاہ کا نوکر ہے۔ اس کسی آدمی کا نوکر ہے۔ یہ خدمت کرتا ہے بادشاہ کی۔ سلطان کی خدمت کرتا ہے کیا اسے مستحق خدمت سمجھ کے

وہ اس لیئے خدمت کرتا ہے کہ اگر میں خدمت نہیں کرتا تو اندر یہ ہے کسی نقصان کے بچنے کل فذ اور ظاہری محمل کے دفعیہ کیلئے وہ خدمت کرتا ہے وہ خالص اسے مستحق خدمت سمجھ کر کہ یہ سلطان یا حاکم مستحق خدمت ہے۔ اس لیئے خدمت نہیں کرتا وہ تو اپنے مغلہ کیلئے اپنی حفاظت کیلئے یہ کرتا ہے۔ فذ اجتنم کے ڈر سے جو عبادت ہو وہ عبادت اگرچہ صحیح ہے۔ وہ درست ہے بری الذمة ہو جائے گا۔ اسے عذاب نہیں دوا جائے گا بلکہ وہ خالص عبادت نہیں ہے۔ فذ اس طرح کی طمع میں لائج میں حوروں غلن کی لائج میں جنت کی طمع میں عبادت۔ یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے یہ عبادت تو اپنے فائدے کیلئے ہے۔ اگر کہیں سے یہ معلوم ہو جائے کہ عبادت کریں یا نہ کریں بہر حال جنت ہمیں ملے گی تو وہ چھوڑ دے گا۔ وہ نماز کے قرب بھی بھی نہیں جائے گا۔ روزے کے قرب بھی نہیں جائے گا۔ جو زمان کے قرب نہیں جائے گا اور دوسرا عبادتوں کے قرب بھی نہیں۔ اگر علم ہو جائے کہ بھوکو بغیر رحمت بغیر مشقت جنت مل جائے گی تو وہ کوئی عمل نہیں کرے گا۔ فذ اس کی بھی یہ عبادت خالص نہیں ہے جنت کی طمع میں حوروں غلن کی طمع میں انواع و اقسام کے سیروں کی طمع میں لائج میں عبادت یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ صحیح ہے۔ خالص عبادت وہ ہے جو مستحق عبادت ہے لائق عبادت سمجھ کے عبادت کی جائے۔ صلوٽ لائق عبادت مستحق عبادت سمجھ کے اگر عبادت کی تو وہ ہے خالص عبادت۔ جو اللہ کا دین ہے جو وہ چاہتا ہے جو اسے پسند ہے جو وہ چاہتا ہے وہ خالص عبادت چاہتا ہے خالص دین چاہتا ہے لائج میں تو ایسے ہو گی۔ جس طرح کوئی بڑے آدمی کی تقدیم حکم کرے کسی مقصد کیلئے۔ بہر حال خلوص اور اخلاص کا مظاہرہ کرے۔ ہاتھ بھی چوم لے معاشر بھی کرے۔ کس لیئے کوئی اپنا مقصد نکالنے کیلئے۔ اپنا الوسید حاکرنے کیلئے۔ کوئی مقصد ہے مثلاً۔

و دیکھانے کیلئے کر رہا ہے مگر اس سے کوئی مقصد کوئی فائدہ حاصل کرنا ہے اس لئے وہ خدمت کر رہا ہے۔ یہاں بھی ایسے ہی جنت کی طبع میں عبادت کر رہا ہے۔ یاد رکھیجئے میں آپ کو دھوکا دے سکتا ہوں آپ کو دیکھانے کیلئے کر سکتا ہوں اپنا مطلب نکالنے کیلئے۔ آپ تو دھوکے میں آ جائیں گے مگر وہ قادر مطلق جس پر کوئی شہ مختی نہیں ہے۔ یعنی دل میں جو خیال آتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے۔ صلوات

للہ ما فی السموات و ما فی الارض جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمینوں میں ہے سب کچھ اسی کا ہے دافی صدور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ تم اسے ظاہر کرو یحاسبکم بالله اللہ اس کا حساب تم سے لے گا یعلم ما فی الارض و ما یخرج منها و ما ینزل من السمااء ان الله لا یخفف عليه شی فی الارض ولا فی السمااء کوئی شہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے ہر شہ کا علم ہے عالم بھا قبل ابتدائہا امیر المؤمنین کا ارشاد ہے وہ اشیاء کو خلق کرنے سے پہلے تمام اشیاء کو جانتا تھا اس سے کوئی شہ مختی نہیں نہ زمین میں کوئی شہ اس سے پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں کوئی شہ اس سے پوشیدہ ہے ہر شہ کا اسے علم ہے۔ لہذا دہاں اگر دیکھانے کیلئے یا کسی اور مقصد کیلئے تو وہ اس کے علم میں ہے اگر ذرہ ہتھل بھی عمل میں کسی سے شابہ ہو وہ اپریشن کر کے نکل لے گا۔ اس سے کوئی چیز مختی نہیں رہ سکتی تو خالص عبادت جو جنت کی طبع میں ہو وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ جنم کے ذر سے وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ ریاء اور دیکھانے کیلئے یا شانے کیلئے کوئی بھی عبادت خالص نہیں ہے خالص عبادت وہ ہے جو لاائق عبادت سمجھ کے متحق عبادت سمجھ کے کرے۔ یعنی متحق عبادت سمجھ کے چاہئے جنت دے یا نہ دے۔ جنم میں لے جائے یا نہ لے جائے وہ لاائق

عبدت ہے - ستحق عبدت ہے - اس کی عبدت ہونا چاہئے - یہ ہے خالص عبدت صلوات۔

خالص عبدت یہ ہے لیکن کب اور کس وقت - یہ عبدت تابع ہے محبت کے خلوص خالص اور غیر خالص یہ موقوف ہے کس پر محبت کے اوپر - اس لئے کہ محبت کی خاصیت ہے یاد رکھئے محبت کی خاصیت ہے کہ محبت محب کو محبوب کی طرف سمجھنے کر لے جاتی ہے - اگر محبت ہے تو یہ محبت اسے سمجھنے کر لے جائے گی اور محب کو نہ اپنے فائدے کا خیال ہوتا ہے - محبت میں نہ ضرر کا خیال ہوتا ہے بلکہ خود اس کو اپنا خیال بھی نہیں رہتا محبت میں صلوات

یہ ایک ایسی چیز ہے کہ خود محب کو اپنا خیال نہیں رہتا کہ وہ کس عالم میں ہے - اس کے پیش نظر تو صرف محبوب ہے اس کی نظر صرف محبوب پر ہے اور اس کی چیز پر اس کی نظر نہیں ہے مثل سے سمجھے مجھے دیکھئے خداوند عالم نے اولاد کی محبت دی ہے والدین کو دیکھئے اولاد کی محبت میں مل بپ کتنی زحمتیں اخalta ہیں کتنی تکلیفیں اخalta ہیں - کتنی مشتتیں برداشت کرتے ہیں اولاد کی محبت میں - مل کو دیکھئے ہیئے کی محبت میں ساری رات جاگ کر گزار دیتی ہے - بپ کتنی زحمتیں کرتا ہے کیا کیا کرتا ہے اولاد کی محبت میں وہ آپ کے پیش نظر ہے - آپ انساف سے بتلائیں کبھی بھی آپ کے دل میں مل کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ اولاد آگے چل کے مجھے فائدہ پہنچائے یا مجھے نقصان پہنچائے گی - یہ کوئی خیال نہیں آتا دہلی تو صرف اس اولاد کا وجود مطلوب ہے - اس اولاد پر نظر ہے کہ وہ اولاد مجھ جائے تمام تکلیفیں برداشت ہو رہی ہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے - آئندہ چل

کے یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گ۔ اچھا سلوک کرے گا یا نہیں کرے گا یہ لڑکا کبھی خیال نہیں آتا۔ محبت میں اس طرح کا خیال نہیں آیا کرتا یاد رکھئے گا کہ جب اللہ کی محبت دل میں آ کر راغب ہو جائے تو وہ بھی یہ خیال ہی نہیں آئے گا کہ وہ جنت میں لے جائے گا یا جنم میں۔ وہ تولائق عبادت سمجھ کے عبادت کرے گا اس لئے خیال ہی نہیں آئے گا دل میں وہ تو سخت عبادت ہے۔ دل میں خیال ہی نہیں آتا کہ وہ جنت میں لے جائے یا جنم میں یہ ہے محبت۔ محبت خدا اللہ کی محبت ایک بہت بڑا مرتبہ ہے جو میں آگے بتاؤں گا انشاء اللہ۔ یاد رکھئے گا کہ محبت قلبی صفت ہے یہ ہم ہے سینہت قلبی کیفیت کام اور ہے محبت قلبی صفت ہے لہذا اس میں شدت بھی ہے ضعف بھی ہے۔ محبت شدت اور ضعف دونوں سے متصف ہوتی ہے محبت کے درجات میں مرتب ہیں۔ ظاہر ہے آپ کے انبیاء کو جو اللہ سے محبت ہے ظاہر ہے کہ جو ہم گناہ گاروں کو جو محبت ہے انبیاء کو وہ ہم سے کسیں زیادہ ہے بلکہ اس محبت کا ہم اندازہ ہی نہیں لگائے۔ نبیوں کو جو خدا سے محبت ہے آئندہ طاہرین کو جو خدا سے محبت ہے اس کا اندازہ لگایا جانا نہیں جاسکتا کہ کتنی محبت ہے۔ جس طرح اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ اس کو ان سے کتنی محبت ہے۔ صلوات۔

یہ کوئی سمجھ نہیں سکتا لہذا خود مناجات میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ انت ربی کم احباب تو میرا رب ہے وسا جیسا میں دوست رکتا ہوں فجعلنى کما تحب اور تو مجھ کو ایسا اپنا بندہ بنالے جیسا تو دوست رکھتا ہے صلوات۔

یہ اندازہ لگاتا بہت مشکل ہے جیسے ان کے درجات ان کے مقامات ان کے کمالات، فضائل و مناقب ان کا اندازہ لگاتا بڑا مشکل ہے اسی طرح اس محبت کا۔ ہاں ہم گناہ گاروں کی محبت کا اس کے کچھ عالم میں اس کے کچھ آثار ہیں۔ صفات ہیں ان کے ذریعے سے ہم

سمجھ سکتے ہیں۔ اگر وہ علامٰ ہم میں پائے جاتے ہیں تو کچھ بچھے ہم سے محبت ہے اور اگر وہ علامٰ نہیں ہیں تو محبت نہیں۔

تو اگر واقعی اللہ کی محبت ہو گی اگر یہ محبت خدا ہے تو وہاں کوئی سوال ہی نہیں ہے نہ طمع ہے نہ خوف ہے جہاں محبت نہیں ہو گی وہاں یا جنت کی طمع میں یا جنم کے خوف سے تمام عالم امکان میں آپ جائزہ لیں نظرِ الہیں کہیں خالص عبادت آپ کو نہیں ملے گی خالص عبادت کہاں ملے گی۔ آپ جائزہ لیں تو عبادت جنت کی طمع میں ہو گی یا جنم کے خوف سے ہو گی یا ریاء یا کوئی اور مقصد ہو گا۔ خالص عبادت آپ کو نہیں ملے گی لیکن میں آپ کو ہتاوں میرے علم میں ہے میں جانتا ہوں 14 مقابلات ہیں جہاں آپ کو خالص عبادت ملے گی وہ ہیں محمد آل محمد صلوات۔

خالص عبادت کہاں ملے گی صرف محمد و آل محمد کے پاس تشدید میں آپ پڑھتے ہیں اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شريك له و اشهد... "محمدنا" میں اس امریکی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد ہیں و رسولہ اور اس کے رسول ہیں مرتبہ عبودت کو سمجھیں۔ رسالت سے پہلے ذکر فرمایا مسراج پر جب بلایا ہے۔ برائق سواری بھیج کر۔ جب اپنے حبیب کو بلایا ہے یہ نہیں کہا کہ میں اپنے حبیب کو بلا رہا ہوں۔ اس لفظ عبد کو استعمال فرمایا سبحان الذی اسری بعده لیلا صلوات۔

عبودت سے یہ کہیں آپ کو نہیں ملے گا یہ مناجات ہیں صرف آل محمد کے سرالہ فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کا ارشاد گرای ہے الہی ما عبد تک حنّمعاً فی جنتک ولا خوفا من نارک بل وجدتک هلا للعذۃ فعـبـ اے میرے عبود میں جنت کی طمع میں تیری عبادت نہیں کرتا جنم کے خوف سے تین

عبدات نہیں کرتا بل وجدتک اهلا للعبادہ مجھے کو جنت اور جنم سے کیا مطلب ہے
میں نے تمھے کو لائق عبادت پایا ہے سبق عبادت پایا اس لیئے میں تمہی عبادت کرتا ہوں
صلوات۔

تو خالص عبادت اس کا مطلب یہ ہوا کہ نجات صرف محمد و آل محمد کیلئے ہے۔ نجات ان کیلئے
کیوں اس لیئے کہ اس نے خلقت کی غرض ہی بتلایا۔ ما خلفت الجن والانس
الا يعبدون جن اور انس کو عبادت کے لیئے خلق کیا اور عبادت کسی چاہئے فبعد اللہ
مخلصین لہ الدین خالص عبادت مطلوب ہے تو خالص عبادت کہیں نہیں سوائے محمد و
آل محمد کے۔ تو نجات صرف محمد و آل محمد کے لیئے اور ان کے علاوہ کسی کے لیئے نجات
نہیں ہے۔ بیان سے معلوم ہوا تھا کہ اپنے فضل و کرم سے کہ محمد و آل محمد
کے علاوہ اور اپنے بندوں کو جنت میں لے جائے۔ ان کی نجات چاہتا ہے۔ تو اس نے کیا
کیا۔ جہاں خالص عبادت تھی۔ ان ہی میں سے جن کے پاس خالص عبادت تھی۔ اس نے
روح اور نفس اور جان کو اس نے خرید لیا۔ صلوات۔

وہ لے جانا چاہ رہا ہے اس نے خریداً محمد و آل محمد سے کہ جہاں خالص عبادت ہے
۔ اب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ذریعہ ہونا چاہتے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر
نہیں ہو سکتی تھی۔ نجات کی۔ محمد و آل محمد کے علاوہ غیر محمد و آل محمد کے کوئی تدبیر اس سے
بہتر نہیں ہو سکتی تھی کہ جو خالق ارض سماءے نے تدبیر نکل۔ محمد و آل محمد کی جان نفس روح
اس نے خریداً ان اللہ اشتربی من المؤمنین انفسهم یہ آیت ہے اگر آپ اس
سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو کم سے کم چیزے چاہتے میں طالب علم ہوں اپنی جہالت دور کرنے
کے لئے آج بھی مولیٰ کے دربار میں ایک علی کے پاس سے دوسرے علی کے پاس ہوں۔

بھج رہے ہیں آپ میں کئی کتنی سمجھتے کے حلب سے اس کے اوپر تین چار عشرے پڑھ سکتا
ہوں تو آپ بتائیں جب مجھ بھیسا جالل طالب علم چار عشرے پڑھ سکتا ہے تو وہاں کے علماء
جو عالم دین ہیں جن کے پاس علم ہے۔ صلوٰات۔

اشتری لفظوں کے معنی بھج لجئے آپ ان اللہ اشتري من المؤمنين ان عربی زبان میں
حرف شبہ باقاعدہ یقیناً دیکھنے اللہ کے اور بھی بہت سے نام ہیں یہ نہیں کہا ان
الرحمن ان الرحيم بلکہ کما اللہ اسم ذات ہے۔ اللہ یعنی ذات کہ جس کی طرف کل
خلقون جب ہر طرف اسباب ختم ہو جائیں۔ جس کی طرف خود خلقون متوجہ ہوتی ہے وہ ہے
اللہ ان اللہ یعنی جامع جمیع صفاتِ کمالیہ کی بھی صفت کمال کو اس سے سلب نہیں کیا جا
سکتا اور وہ کسی صفتِ شخص کی طرف اس کی نسبت دی جاسکے۔ دیکھئے خریدنے والا کون
بے عیب ذات ان اللہ یقیناً اللہ نے اشتري یہ فعل ہاضی ہے اس نے خریدا یا کب خریدا
قرآن نازل ہونے سے پہلے خریدا یعنی قرآن نازل نہیں ہوا۔ ان اللہ اشتري اور بعثت رسول
سے پہلے اللہ نے خریدا کس سے خریدا من المؤمنین کب خریدا کوئی ذکر نہیں ہے بلاؤ اس ط
خریدا یا بلاؤ اس ط خریدا جراحت کے توسط سے خریدا یا جراحت کے پیدا ہونے سے پہلے خریدا
ان اللہ اشتري من المؤمنين انفسهم یقیناً اللہ نے خریدا من المؤمنين مومنین
سے خریدا کیا چیز خریدی انہم ان کی جانوں کو خریدا و اموالهم اور ان کے مالوں کو خریدا
صلوات۔

یہ گری جو آپ تھوڑی دری کو بروادشت کریں گے یاد رکھیئے اتنی ہی قیامت کی گری دور
ہو گی وہاں کی گری انشاء اللہ اس سے نجات حاصل ہو گی۔ جتنی دری آپ بنیٹھے رہیں گے
آپ یہ نہ سمجھئے میں نے دیئے ہی کہ دریا خطابت ہے، خطابت وغیرہ نہیں ہے میرے

سائنس جب تک ممبر پر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں یہ مخصوص کا فریان ہے تو قرآن اور اللہ بیت سے ہٹ کر میں کوئی بات نہیں کہتا صلوٽ۔

انَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ مِمَّا بَلَى مِنْهُمْ فَخَرَدَ إِلَيْهِمْ
أَنفُسَهُمْ أَنفُسُهُمْ جَعَلَهُمْ هُنَّ فِي نَفْسٍ كَيْفَ يَرَوْنَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ أَوْ أَنْ
كَمْ مَالُوا كَمْ خَرَدُوا سَبَلَ لِيَا دِيَا کیا اس کے بدله میں جب خریدا ہے کس قیمت میں
خریدا ہے بان لهم الجنہ یہ عوض اس بدله میں کہ ان کیلئے جنت قرار دی ہے۔ دیکھئے
یہ لام ہے یاد رکھیے لام لتملیک ملکیت کیلئے آتا ہے۔ بان لهم الجنہ کیوں
جناب جب آپ کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس چیز کے آپ مالک ہوتے ہیں۔ اور اس قیمت کا
مالک کون ہوتا ہے صاحب بینے والا۔ ان کی جانوں کا مالک کون خدا اور جنت جو قیمت ہے
اس کے بدله میں اس کے مالک یہ ہیں۔ عربی میں ہے بان لهم الجنہ ان کے لیے
جنت ہے اللہ خرید کیا متنی ہوا۔ مل زید کی ملک ہے لام لتملیک مالک بنائے کیلئے بان
لهم الجنہ اللہ نے ان کے کیلئے بدله میں کیا دیا ہے۔ جنت دی۔ تو یہ اب مالک ہیں
اللہ نے اس کے بدله میں ان کی جانوں کو خریدا مل کو خریدا تو جنت کس کی ملک ان کی
ملک ہے اور مالوں کا اور جانوں کا مالک اللہ جنت میں جانا چاہ رہے ہیں ہیں۔ اب جنت جن
کی ملکیت ہے جن کو چاہتے جنت دے جن کا مل ہے صلوٽ۔

مالک تو یہ ہیں قرآن کہہ رہا ہے عربی زبان ہے مالک کے کہتے ہیں۔ جس کو اس نے
تعریف کا حق دے دیا ہے۔ اب یہ جنت ہے پورا تصرف کا حق کس کو ہے محمد و آل محمد بھی
نہیں ہیں یاد رکھیے گا پورا حق کس کو ہے یہ جاننا چاہتا ہوں مومنین وہ کونے مومنین ہیں۔
جن سے اللہ نے ان کے جان دمل کو لیا مومنین سے مراد کونے مومنین۔ ان کی علاقوں

جائیں لہی آیت میں ان کی علامتیں بیان کیں ان کی پہلی علامت کہ یقائلون فی
 سبیل اللہ یہ فعل مضارع ہے۔ اللہ کی راہ میں وہ لزیں گے۔ جن مومنین سے ان کے
 نفوں کو اور مال کو خریدا ہے ان کی ایک صفت یہ ہے یقائلون فی سبیل اللہ اللہ
 کی راہ میں وہ لزیں گے۔ کب پیغمبر کے معبوث ہونے کے بعد۔ یہ لزیں گے جملہ کریں گے
 قتل کریں گے۔ منافقین کو قتل کریں گے۔ نیقتلون وہ قتل کریں گے دوسرا صفت اور
 تیری صفت کہ یقائلون اور پھر اللہ ہی کی راہ میں میدان جنگ میں قتل ہو جائیں گے۔ یہ
 تین صفتیں ہیں اللہ کیلئے لزیں گے اللہ کی راہ میں قتل کریں گے اور اللہ کی راہ میں قتل ہو
 جائیں گے۔ اب آپ دیکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ان میں سے کوئی بھی اس آیت کا
 مصدق نہیں ہے۔ اولاً تو انبیاء میں اکثر دیشترہ ہیں کہ جنہیں موقع ہی نہیں ملا۔ لڑنے کا
 جہاد کرنے کا اور جو لڑے تو وہ میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ تو خاتم النبین بھی نہیں
 ہوئے۔ خاتم النبین نے جہاد کیا ہے۔ اس میں کوئی جنگ نہیں ہے جہاد کیا کفار مشرکین
 منافقین مگر میدان جنگ میں خاتم النبین قتل نہیں ہوئے۔ امیر المؤمنین بھی نہیں
 امیر المؤمنین نے جہاد کیا۔ مگر امیر المؤمنین میدان جنگ میں نہیں۔ اللہ کی راہ میں جنگ میں
 نہیں قتل ہوئے لہذا اس آیت کا مصدق امیر المؤمنین بھی نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ اللہ کی راہ
 میں مسجد میں شہید ہوئے۔ امام حسن وہ بھی نہیں۔ انہیں ملا موقع لڑنے کا۔ امام زین
 العابدین بھی نہیں ہیں۔ امام محمد باقر بھی نہیں ہیں۔ یہ تمام آئمہ کوئی بھی نہیں ہیں۔ جو
 میدان میں لڑے مگر میدان جنگ میں شہید نہیں ہوئے یہ آیت مخصوص ہے حسین اور
 اصحاب حسین علیہ السلام کے ساتھ۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ یہ آیت حسین اور اصحاب حسین
 کے ساتھ مخصوص ہے اور محلوں میں بتلاؤں گا آپ کو۔ تو جنت کا مالک کون..... جنت کس

کی ملکیت ہے یہ حسین کی ملکیت ہے۔ جنت کے مالک حسین ہیں تو جو خریدا اللہ نے آکر جو حسین سے مستک ہو جائے۔ ایک بات عرض کرنا چاہ رہا ہوں غور سے سننے گا۔ اب وقت نہیں دیکھئے خالص عبادت اللہ چاہتا ہے خالص دین، خالص عمل، خالص عبادت، خالص عمل، نماز عبادات میں بہت اہم عبادت ہے۔ کسی حالت میں ساقط نہیں ہے۔ لیکن وہ رکعت نماز کوئی خالص پڑھے۔ تو وہ لوہے کا چتا چباتا ہے نماز پڑھے گا۔ کبھی وہ بازار میں ہو گا۔ سارے وہ خیالات جو کبھی نہیں آتے وہ سارے نمازوں میں آئیں گے۔ یہ بہت برا کام ہے۔ عبادت نماز پڑھی اور خیالات آگئے۔ خالص عبادت جس میں کوئی نہ جنت کی طمع نہ جنم کا ذر اور نہ ریاء۔ کوئی عبادت وہ ہے حسین مظلوم پر گریہ اس گریہ میں کچھ نہیں۔ یہاں سامنے مصیبت۔ سامنے کیا ہوتی ہے۔ رونے والے کے یہ مصیبت ساتا جاتا ہے اس لیے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا من ذکر مصائبنا امام فرماتے ہیں جو ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور ان مصائب کو یاد کر کے جو مصائب ہم پر پڑئے جو مظالم ہم پر ہوئے رونے ویکی تو کان معنا فی در جتنا یوم القيامہ تو وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہو گا۔ آپ نے مطلب نہیں سمجھا۔ کیا مطلب ہے سامنے کی چیز ہے نور کی خاصیت ہے۔ یہ نور جس کا ہو چراغ کا نور۔ چراغ کے ساتھ ہو گا چراغ مگر میں ہو گا تو اس کا نور بھی اور اگر کرے میں چراغ کو لے جائیں تو نور اس کے ساتھ ساتھ۔ آنتاب جب نکلے گا تو اس کا نور بھی ہو گا۔ غروب تک۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ آنتاب نکلا ہو اور نور نہ ہو۔ بھی ایسا ہوا یا آنتاب غروب کر گیا اور نور باتی ہو۔ وہ نور ساتھ جائے گا۔ ایک حدیث پڑھے رہتا ہوں۔ موصوم نے فرمایا کہ شیعہ کو شیعہ کیوں کہتے ہیں انہا سمیت شیعہ شیعہ شیعہ کو شیعہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ ہماری متابعت کرتے ہیں۔ ہماری مشابت

کرتے ہیں۔ ہمارے بچپے بچپے آتے رہتے ہیں خلق و امن شعاع نور نایا ہماری نور کی شعاع سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو ہاتھے جمل شعاع ہو گی وہاں یہ ہوں گے۔ تو جمل یہ ہوں گے کان معنا فی درجاتنا یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کا ترتیب ہے حضرت نے فرمایا کہ من ذکر مصائبنا و بکی وابکی لم تبک عینہ یوم تبک العیون جو ہماری مصیبتوں کو بیان کرے اور خود روئے اور دوسروں کو رو لائے تو کیا ہو گا لم تبک جس دن ساری آنکھیں رو رہی ہوں گی اس دن اس کی آنکھ نہیں روئے گی کل عین باکیہ یوم القيامہ لا عین بکت علی الحسین فانها ضاحکہ مستبشرة بنعیم الجنه ہر آنکھ روز قیامت کے دن گریہ کرے گی سوائے اس آنکھ کے جو دنیا میں لام حسین پر روئی ہے۔ وہاں یہ خوشحال ہو گی۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا من جلس مجلس سایوحی فی امر و نالم یمت قلبہ یوم تموت القلوب اور جو اس مجلس میں بیٹھے جس مجلس میں ہمارے اوامر بیان کیے جاتے ہیں تو اس کا دل مردہ نہیں ہو گا جس دن دل مردہ ہوں گے۔ یعنی جس مجلس میں ہمارے اوامر زندہ کیتے جاتے ہیں وہاں اسے آب حیات پلا دوا جاتا ہے۔ اوامر سے کیا براو ہے۔ اوامر کیا ہیں۔ اس کی شرح جو بیان کی گئی ہے وہ تم چیزیں ہیں مسائل شرعیت۔ اوامر آئندہ سے مراد یعنی آنکھ طاہرین کے اوامر سے مراد مسائل شرعیہ۔ دین کے مسائل؛ مسائل دین دو قسموں میں منقسم ہیں ایک کا نام ہے اصول یعنی وہ بنیادی عقائد جن کو مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ توحید ہے بحدیث ہے ثبوت ہے الماءت ہے قیامت ہے اس کے بعد قروع دین۔ مسائل شرعیہ دوسرے فضائل مخصوصین اور تیرے مصالح مخصوصین تو جس منبر پر یہ تینوں چیزیں بیان ہوں وہ ہے منبر اور جو منبر ان تینوں سے خالی ہو تو وہ منبر نہیں ہے۔ وہ ہے

لکڑی۔ جیسے امام زین العابدین علیہ السلام دیکھنے منبر پر آنے والے کا یہ فرضہ ہے۔ یہ تینوں چیزوں بیان ہونا چاہیں۔ مسائل دین، توحید، اصول و فروع فضائل و معاصی امام نے کیا فرمایا تھا ایک موقع پر۔ ویلک ایها الخاطب اشتیریت صریحات المخلوق بسخت الخلق فتبوا مقعدک من النار آپ نے فرمایا تو نے اللہ کی نار اسکی کے بدالے میں مخلوق کی خوشی کو خریدا تو نے ان کو خوش کیا اللہ کو نار ارض کیا تو اپنی جگہ جنم میں ڈھونوئیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں تمہی جگہ جنم میں ریزرو Reserve ہو گی۔ اس کے بعد امام فرماتے ہیں یزید سے اے یزید اتنا زن لی حتیٰ اصعد علی ہندو العاواود ما تکلم بکلام اللہ فیہ رضا و لہولاء الجو لسافیہ اجر و ثواب امام فرماتا ہے ہیں۔ ہاتھوں میں ہنگڑوں ہیں پاؤں میں بیڑاں ہیں۔ گلے میں خاردار طوق ہے اور خطیب کو ٹوک دیا۔ آپ نے یزید سے فرمایا اے یزید اجازت دتا ہے تو مجھ کو کہ میں ان لکڑیوں پر چڑھ کے کچھ تقریر کروں ہندو العاواود عود کی جمع ہے اسے منبر نہیں کہتے جو خالی ہو ان تین چیزوں سے وہ لکڑی ہے منبر نہیں ہے اور جس پر یہ جیزس بیان ہوں وہ چاہے کجداں کیوں نہ ہو وہ منبر ہے صلوٰت۔

حضرت نے فرمایا کہ میں ان لکڑیوں پر چڑھ کے تقریر کروں لیکن کہ جس میں اللہ کی رضا اور یہ جو سامعین بیٹھے ہوئے ہیں ان کیلئے اس بیٹھنے کا اجر اور سننے کا ثواب ہو۔ تو معلوم ہوا کہ کچھ بیان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ نہ سامعین کو اجر ملتا ہے اور نہ اللہ خوش ہوتا ہے۔ معموم جیسے چاہتے ہیں اگر عمل ہوا ہوتا تو آج جو بہت سی مشکلیں آپ کے سامنے آئیں ہیں ان میں سے کوئی مشکل نہ آتی صلوٰت۔

اگر یہ کلام معموم پر آپ اترتے کیا بیان ہونا چاہئے۔ حضرت کا قول ہے کہ ایک دور

ایسا آئے گا آخری زمانے میں قائم آل محمد علیہ السلام کے تھوڑوں کی علمتوں میں سے ایک
علامت حضرت نے بتائی ہے وقود الصبيان علی المنابر منبر پر بچے بیٹھیں
گے۔ بچوں سے مراد یعنی بچے عقل کے لحاظ سے بچے۔ تجربے کے لحاظ سے بچے ہوں گے۔
ان کو یہ معلوم نہیں کہ منبر پر کیا بیان ہونا چاہئے۔ ایسے لوگ آئیں گے اس کے اڑات کیا
ہیں منبر پر بچے آئیں گے جو اس جگہ کے اہل نہیں ہوں گے۔ وہ آئیں گے منبر پر الحمد لله
ابھی تو کوئی نااہل نہیں آ رہا ہے۔ منبر پر مگر جب حضرت نے بتایا ہے تو وہ دور بھی آئے گا
صلوات۔

تو میں نے عرض کیا خالص عمل جن مجلسوں کو امام دوست رکھتے ہیں وہ بھی سن لیجئے
ایک حدث اہل میں ہے حضرت مصدق آل محمد قیل سے فرمایا ہے ہیں اے قیل
اتجلسوا و تحدثوا قیل کیا تم لوگ بیٹھے ہو اور ہماری حدیثیں بیان کرتے ہو مجلسوں
میں قال نعم قیل نے کامولی جعلت فدا کہم آپ پر قربان ہو جائیں ہم بیان
کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان تلک المجالس احباہ میں ان مجلسوں کو دوست
رکھتا ہوں جن میں ہمارے کلام بیان ہوتے ہیں۔ یہ معموم کلام ہے یہ دل میں اتر جائے گا
لیکن افسوس ہے کہ اب معموم کلام بیان ہی نہیں ہوتا آج منبر سے خطیب ہوتا ہے
معمول نہیں یو تک قرآن نہیں ہوتا۔ اس کے بعد کما اے قیل ہمارے اوامر زندہ کرتے رہتا
اس کے بعد دعا کی رحم اللہ من احی امرنا خدارحمت نازل کرے ان لوگوں پر جو
ہمارے اوامر زندہ کرتے ہیں اس کے بعد امام فرماتے ہیں۔ اے قیل من ذکر نا جو
ہمارے ذکر کرے اور بروئے ہمارے صاحب یاد کر کے۔ اگر کمی کے پر کے برایہ بھی اس کی
آنکھوں سے ہماری مصیبت کو یاد کر کے آنسو نکل آئیں تو اللہ اس کے سارے گناہوں کو

بجھیں رہتا ہے۔ آپ معمولی نہ سمجھنے گا ایسے عزاداری کے لئے کتنے کی بات سمجھ لجھے نوافل نماز، نوافل صحیح، مغرب، عشاء یہ نوافل کس لیتے ہیں اگر واجب نمازوں میں کوئی کسر رہ جائے تو یہ نوافل سے پوری کردی جاتی ہے۔ یہ المام حسین پر روٹا یہ آپ جانتے ہیں کہ تمام عبادات جمل جمل عبادتوں میں کسر رہ جائے گی اس کے ذریعے سے پوری کردی جائے گی۔ اور یہ صرف آپ ہی نہیں معلوم ہے آپ کو ذرا اعلیٰ کے کاتنوں کو کھول لجھے آپ دیکھنے ذرا بیچنے کی طرف آپ اپنے دل کے کاتنوں کو لگائیں وہی سے کسی کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ اللہ اکبر مجلس میں رونے کی آواز آ رہی ہے۔ کربلا سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ اور الام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ خون کے آنسو رورہے ہیں۔ غالباً عبادت یہ گریہ ہے۔ اس میں کوئی شایدہ نہیں ہے۔ رونے والوں کی نظروں کے سامنے وہ تو حسین کو مستحق گریہ سمجھ کر رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حسین مستحق گریہ ہیں۔ جنت نہ ملے جنم اسے کوئی فائدہ نہ ہو۔ حسین مستحق گریہ ہیں اس لیتے حسین نے فرمایا تھا انها قتيل الابر آئے میں کشت گریہ و جفا ہوں آدم کے سامنے ذکر آگیا آدم رونے لگے۔

کچھ نام ایسے ہیں جو رقت خیز ہیں جن سے دل پر چوت پڑتی ہے۔ میں نام لوں آپ کے سامنے جس سے دل پر چوت خود بخود پڑے۔ تو سمجھ لجھے سمی نے خود کتنی مصیحتیں اٹھائیں ہوں گیں کتنے مظالم اٹھائے ہوں گے نام لیتا ہوں میں کربلا۔ آپ نہیں سمجھے کربلا جب علی کی بیٹی زینب نے ناکر حسین کا گھوڑا رک گیا پوچھا اس کا کیا نام ہے کہا نہ نہ کہا کوئی دوسرا نام کہا اسے غوریہ کتے ہیں۔ کہا کوئی اور نام کہا ارض کرب و بلاشب سے پہلے حسین گھوڑے سے اترے اس کے بعد جب خیرہ نصب ہوا تو حسین نے زینب کو آثاراً اور خیرے میں زینب کو لے گئے۔ جب خیرے میں علی کی بیٹی وارد ہوئی پوچھا جیسا سے کوئی زینب ہے

جب سے میں نے اس پر قدم رکھا ہے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رو لائے سوائے غم حسین کے کوئی غم نہ دے رونے اور رو لانے والوں میں شمار کرے یہ محابہ برابر نہیں ہیں۔ زخمی ہونے کے اعتبار سے آپ کہیں کہ زخمی ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں جی نہیں یہ سب برابر نہیں ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو تکواروں سے گزرے گئے کر دیئے کئے معلوم ہے وہ کونا شہید ہے وہ بیلی کا چاند ۔۔۔ حسین کا جوان بیٹا علی اکبر اجر کم علی اللہ اور ان ہی شدما میں ایک شہید وہ ہے کہ جس کی لاش گھوڑوں کے ٹاپوں سے پالل ہو گی بتاؤں وہ کون سا شہید وہ حسن کی یادگار حسین کا بھتیجا قاسم اجر کم علی اللہ آپ کو ہر ایک پر بونا ہے۔ دیکھئے ان میں سے ہر ایک پر رونے کا عنوان الگ الگ ہوتا چاہئے ان ہی شدما میں ایک شہید وہ ہے کہ جیسے حسین نے شہادت کے بعد فوراً "دفن کر دیا آپ تیار ہیں ہم لوں کون ارے وہ رب اب کا پارہ جگر علی اصغر اجر کم علی اللہ رب اب کو علم ہوا کہ میرا پارہ جگر علی اصغر تیر سہ شبہ کا نشانہ بنا دیا گیا اور حسین نے دفن کر دیا تو رب اب نجیسے سے نکل اور جہاں کوئی بلندی نظر آئی تو قبر علی اصغر سمجھ کر اپنے کو اس پر گزرا دیا اور کیا زبان پر ہے امثلک ینحر بیٹا تھج جیسا پچھے بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ اجر کم علی اللہ جعلکم اللہ من الباکین خدا آپ سب کو رونے اور رو لانے والوں میں قرار دے 70 مقلمات پر رب اب نے اپنے آپ کو گزرا یا ہے۔ بتاؤں ان ہی شدما میں ایک شہید ہے دلوں پر ہاتھ رکھ لجھے کہ علی کی بیٹی زینب نے جب وہ شہید وارد سر زمین کر للا ہوا تو علی کی بیٹی نے سلام کسلوایا کس کے ذریعے سے۔ فضہ کے ذریعے سے اور جب فضہ نے سلام کو نقل کیا ہے تو جانتے ہیں علی کی بیٹی کے سلام کا جواب کون وہ حبیب ابن مظاہر علی کی بیٹی کے سلام کا جواب حبیب نے کیسے دیا جس وقت فضہ نے آکر کہا ہے کہ علی کی بیٹی نے سلام کا

ہے آپ یقین مانیے حبیب نے منہ پر تماچے مارنا شروع کیتے اور زمین سے خاک اٹھا اٹھا کر سر پر ڈالنا شروع کی ہائے اختلاف روانہ۔۔۔ اجرم کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں رولائے ان میں ہر ایک پر رونے کیلئے ضروری ہے کہ اس طرح سے روئے دیکھیے اصحاب پر اس طرح سے روئے جیسے حسین کے اہل بیت روتے تھے حسین کے جوان بیٹے پر رونا ہے تو کیسے رونا چاہتے ہے لیلہ روتی تھی۔ وہ اکبر اور عباس کو یوں روئے جیسے ام کلثوم اور حسین پر کیسے جیسے زینب ہلال کرتا ہے کہ لا انسی زینب بنت علی کہ میں علی کی بیٹی کا ترپنہ بھول نہیں سکتا وہ بلند آواز سے حسین پر ندہ کرتی تھی جب قتل گاہ میں وارد ہوئی ہیں دیکھا ایک لاش منہ کے مل پڑی ہے اور تیروں سے چھلتی ہے۔ پہلی نظر میں زینب نے نہیں پوچھا کہ یہ میرے بھائی کی لاش ہے نظر جی ہوئی تھی وغیرہ" دیکھا زینب نے کہ فرات کی طرف سے دو کبوتر آئے ان کی منقاروں میں پالی ہے وہ آئے اور کثی ہوئی گردن پر پالی بھالی اور فرات کی طرف پڑے گئے۔ اب زینب متوجہ ہوئی کہا یہ تو میرے بھائی کی لاش ہے۔ تعب سے کہتی اہانت اخی کیا تو ہی میرا بھالی ہے۔ کیا تو ہی میرا بھالی ہے اسلام علی المظلوم من القضاۓ سلام ہو اس مظلوم پر جو پس پشت گردن سے ذبح کر دیا گیل یوں روئے جیسے الام زین العابدین ردویا کرتے تھے الام علی رضاعیہ السلام جب کوئی ان کے پاس آتا گا تو الام فرماتے تھے ابن شبیب آگئے تو کما ابن شبیب جب تمہارا موڈ بھی رونے کا ہو۔ دل چاہے رونے کو۔ تو میرے جد ابجد حسین علیہ السلام پر رونا کیوں فانہ ذبح کما یزیح الکبیش اس لیے کہ میرے مظلوم حسین اس طرح ذبح کر دیئے گئے جیسے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے آپ مطلب نہیں سمجھے۔ اگر الام کے کلام کا مطلب آپ سمجھ لیتے تو آپ کبھی خاموش نہ رہتے اچھا ب رونا نہ آئے تو نہ روئے کا

لیکن مطلب سمجھ لجھے امام کے کلام کا کہ اس طرح ذبح کر دیئے گئے جیسے جانور ذبح کر دوا جاتا ہے مطلب سمجھے امام کیا کہتا چاہ رہے ہیں آپ کو بھی اتفاق ہوا ہو گا دیکھیے جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں گزر جاتے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ تم کیوں ذبح کر رہے ہو۔ کہا اس طرح سے فرزند فاطمہ ذبح ہو رہا تھا اور سب کھڑے دیکھ رہے ہیں کوئی نہیں کہتا اور فرزندے زہرا کو کیوں ذبح کر رہے ہو انا اللہ وانا الیہ راجعون

مجلس دوم

ان الله اشتري من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجن الخ
 کل کی مجلس میں عرض کیا تھا کہ خداوند رحمن و رحیم خدا وند زمین و آسمان لپنے
 بندوں سے خالص دین چاہتا ہے وہ دین جو خالص نہیں ہے وہ اللہ کا دین نہیں الا اللہ
 الدین الخالص آگاہ ہو جاؤ خبردار خالص دین اللہ کا ہے اور غیر خالص وہ دین اللہ کا نہیں
 ہے۔ وہ خالص دین چاہتا ہے اور یہ بھی کل میں نے اجملاء پڑایا تھا کہ خلوص اور
 اخلاص دین خالص یعنی خالص عبادت اللہ چاہتا ہے خالص ہونا یا خالص نہ ہونا یہ موقوف ہے
 محبت پر اور عدم محبت پر محبت خلوص اور خالص کے معنی بھی بتلایا تھا کہ دین خالص کے
 معنی کیا ہیں دین خالص یعنی خالص عبادت یعنی جو اخلاص اور خلوص سے کی جائے یہ بھی
 بتلایا تھا کہ جنت کی طمع میں جنت کی خواہش میں جنت کے خیال سے عبادت کی جائے تو وہ
 بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ وہ عبادت صحیح ہے باطل نہیں۔ جو جنت کی طمع میں ہو وہ
 بھی صحیح ہے اس کا بھی اجر ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جنت ملے گی اگرچہ آپ جنت
 کے ارادے سے سچھے گردہ خالص عبادت نہیں ہے هکندا اس طرح جنم کے ڈر سے وہ
 بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ وہ بھی صحیح ہے اس پر بھی اڑ مترب ہو گا۔ ثواب ملے
 گا۔ لیکن وہ عبادت جو باقصد ریاء ہو دیکھانے کیلئے ریاء کے ارادے سے قصد ہو دیکھانے کا
 کہ لوگ نہیں گے اور کہیں گے کہ برا مقدس ہے اس ارادے سے اس خیال سے نہیں کہ
 لوگ برا نمازی ہے برا مقدس ہے برا عبادت گزار ہے اس نیت سے عبادت کرے۔

ایک غلط فہمی ہے انہاں جو کچھ کرتا ہے اس کے علم میں ہے اس کو اپنے سارے اعمال
 و افعال کا علم ہوتا ہے اس کے سامنے ہے لیکن پھر بھی اپنے کو مقدس سمجھتا ہے کیوں اس

لیئے کہ لوگ اسے اچھا کہتے ہیں لوگوں کے اچھا کرنے کی وجہ سے وہ بھی اپنے بارے میں یہ عقیدہ یہ غلط فہمی رکتا ہے۔ ایک مثال سے سمجھا دوں یہ تالیٰ کی زوجہ کو نائی کرنے کے لیے ہیں یہ صحن خانہ سے گزر رہی تھی کہ دیکھا کر بیگم صاحبہ ٹاک سے نتھ اتار کر منہ دھو رہی ہیں یہ رسم ہے نتھ کب اتارتے ہیں جب یوہ ہو جائیں یوہ ہوتے ہیں تو نتھ اتار دیتے ہیں۔ یہ نائی نے دیکھا کہ وہ منہ دھو رہی تھیں وہ دوڑ کر اپنے شوہر تالیٰ کے پاس گئیں اور کما کہ آپ یہاں اطمینان سے تشریف فراہیں جلدی صاحب کو خبر کر دیجئے کہ ان کی بیگم یوہ ہو گئی میں نے دیکھا کہ انہوں نے نتھ اتار دی ہے یہ تالیٰ دوڑ کر آیا کہ صاحب آپ یہاں اطمینان سے تشریف فراہیں۔ خوشی مٹا رہے ہیں وہ آپ کی بیگم یوہ ہو گئیں۔ یہ سن کر اب رونا شروع کیا اخبار دوست جمع ہو گئے گریہ کا سبب کرنے لگے بیگم یوہ ہو گئی کہا ابھی آپ زندہ ہیں یوہ کیسے ہو گئیں۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ لیکن یہ خبر دینے والا یہ بیان کرنے والا تالیٰ یہ بڑا مستبر ہے۔ میں اسے کیسے جھلا کتا ہوں پاکل وہی حالت ہماری ہے سارے اعمال ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں کہ ہم نے کیا کیا گل کھلائے ہیں اپنی زندگی میں لیکن لوگ چونکہ ہمیں اچھا سمجھتے ہیں اس لیئے میں مقدس ہوں صلوات

ہر شخص کو اپنے اعمال و افعال کا علم ہے وہ جانتا ہے، سمجھتا ہے، لیکن غلط فہمی میں لوگوں کے کہنے سے۔ دیکھانے کیلئے کہ لوگ سنیں گے یہ بھی شرک فہمی ہے۔ قیامت کے روز جو اس نیت سے اس ارادے سے اس قصہ سے کوئی بھی عبادت کرے دیکھانے کیلئے تو قیامت کے روز اس سے کہا جائے گا کہ جس کو دیکھانے کیلئے تم نے عبادت کی تھی اسی سے اس کا اجر لے لو۔ بہر حال یہ ریاء یا سمعا کہ لوگ سنیں گے کہ بڑا مقدس ہے تو ریاء اور سمعا یا خوف یا طبع یہ کب اور کس وقت یہ امور اس وقت جب محبت نہ ہو۔ محبت

میں اس قسم کا کوئی خیال نہیں آتے۔ والدین کو اللہ نے اولاد کی محبت دی ہے۔ تعالیٰ میں مل بیٹھی ہوتی ہے کسی نے آکر خبر دی کہ لوکے کا ایک سچیہنہ (Accident) ہو گیا۔ مر گیا وہیں کوئی نہیں ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی وہ روئے گی جتنے گی۔ دیکھیں کبھی بھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا کہ اسے روتے ہوئے کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ وہ کتنی میران مل ہے۔ بیٹھے کے مرنے پر کس طرح سے رو رہی ہے اپنے کپڑے چھاڑ رہی ہے کوئی ہو یا نہ ہو وہ روئے گی وہیں اس طرح کا خیال آتا ہے جمل ریاء یا سعی ہو۔ محبت میں اس طرح کا کوئی خیال نہیں آتا صلوٽ۔

یہ زور کیوں دیا گیا اللہ کی محبت پر جب محبت ہو گی تو عمل بھی خالص ہو گا۔ محبت ہو گی تو عبادت بھی خالص ہو گی۔ اس میں کوئی خیال و طال نہیں آئے گا۔ اس کو سختی عبادت سمجھ کر عبادت کرے گا۔ اگر محبت ہے یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ محبت خدا بلند و پلا درجہ ہے سامنے کی پات ہے بہر حلق اللہ کی محبت کا درجہ ہی یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ معنوی درجہ بھی بخشنیدہ دلیل کے قبول کرنے کے قابل نہیں ہے اما بڑا درجہ یہ کبھی حکر اور کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ یہ محبت خدا کی کچھ مقلات اور علامت ہیں۔ اگر علام ہیں موجود تو آپ یقین کر لجھے کہ اللہ کی محبت ہے اور اگر وہ علام نہیں ہیں۔ وہ علامتیں نہیں ہیں تو آپ یقین کر لجھے کہ محبت نہیں ہے۔ محبت کے کچھ مفات ہیں۔ محبت کیفیت تبلیغ کا ہم ہے لہذا اس میں شدت بھی ہے اور محبت میں ضعف بھی پایا جاتا ہے۔ یہ بد لکھی ہے سامنے کی پات ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اولیاء اور اوصیاء اور آخرے طاہرین کو جو محبت اللہ سے ہے وہ زیادہ ہے۔ اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا جیسے ان کے درجات ان کے مراتب ان کے کملات کا ہے۔ اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کے علم کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ان کی شجاعت ان کی سعادت اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

اور ان کے اخلاق اس کا اندازہ لگانا برا مشکل ہے اس طرح اس محبت کا کہ جوان کو اللہ سے
 ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔ کتنی محبت ہے ان کو اللہ سے اور اللہ کو کتنی محبت ہے
 ان سے یہ کوئی بتلا نہیں سکتا اس کے درک کرنے سے ہماری عقل عاجز ہے۔ ہم نہیں بتا
 سکتے کہ ان کو اللہ سے کتنی محبت ہے اور اللہ کو ان سے کتنی محبت ہے۔ محبت ضرور دونوں
 کو ہے ان کو اللہ سے اللہ کو ان سے مگر کتنی مقدار ہم نہیں بتلا سکتے۔ اس کے بتانے سے
 ہم قاصر ہیں لیکن بہر حال واقعات میں تذیر تھاں۔ اختصار۔ خلاش۔ جتو۔ واقعات میں غور و
 بکر سے یہ سلسلہ کہ اندازہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو بے انتہا چاہتا ہے زبدۃ الکارم کتاب کا ہم
 یاد رکھئے گا اس میں دیکھا کہ ہمارے نبی کرم ﷺ آپ کو وحی ہوتی کہ اے میرے
 حبیب بھوکھ کو تمہاری شاچھی لگتی ہے تم میری حمد و شناکرو۔ تمہاری حمد و شناجھے بست زیادہ
 پسند ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اور ساری حقوق مل کر تمہری حمد و شناکریں جب بھی ہم
 عاجز ہیں۔ یہ خبر فرار ہے ہیں کہ ہم عاجز ہیں بہر حال اسی حدیث میں ہے کہ خبیر ہے کہ
 کر خطاب کر رہے ہیں تو لوہر سے وہی کلمہ دھر لیا جاتا ہے اور سے بھی جیبی اے میرے
 حبیب یہ بھی کہ ربے ہیں اے میرے حبیب وہ بھی فرار ہا ہے۔ اے میرے حبیب کما جتنی
 تعریفیں لوگ و حقوق میری کر رہے ہیں۔ تعریف۔ توصیف۔ تم بھی ان تعریفوں کی سزاوار ہو
 تم بھی اس کے لائق ہو دیکھنے خداوند کرم نے قرآن مجید میں ایک طرف کما الحمد للہ مجمع
 اقسام حمد اللہ کیلئے منحصر ہے یہ کہ کرتا تم تعریفوں کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کر لیا کہ
 الحمد للہ پر الہ لام استفزاق کا یعنی جملہ اقسام حمد یہ ملک ہیں اس ذات کیلئے ہے۔ جس سے
 کسی صفت کمل کو سلب نہیں کیا جاسکتا اور نہی کسی صفت نقص کی اس کی جانب نسبت
 دی جاسکتی ہے۔ جمیع اقسام حمد منحصر ہیں اللہ کی ذات کے ساتھ یعنی صرف میری تعریف

اس قائل ہے کہ اس کو حمد کا جائے اور دوسروں کی تعریف وہ حمد نہیں ہے۔ مرح ہے، مجھ رہے ہیں۔ یعنی حمد میں اور مرح میں فرق ہے صرف میری تعریف حمد ہے اور میرے سوا جتنے ہیں ان کی تعریف مرح ہے لیکن جب اپنے حبیب کا نام رکھنا ہوا تو اس نے اپنے نام سے نکلا و شق لہ من اسمہ لی چلہ فی العرش محمود و هذامحمد پیغمبر کے دو ہی نام ہیں ذاتی ایک احمد اور دوسرا محمد زمینی نام محمد ہے آسمانی نام احمد ہے۔ خود آپ نے فرمایا کہ اسمی فی السماء احمد و فی الارض محمد میرا آسمانی نام احمد ہے تو اپنے حبیب کا جب نام رکھنا ہوا تو اپنے نام سے نکلا۔ یعنی حمد سے نکلا احمد اور حمد تحریک سے ہے اور تحریک کا مادہ بھی حمد ہے حمد سے کیوں نکلا یہ بتلانے کیلئے کہ جس طرح نیزی تعریف ہے۔ جیسے میں لاائق حمد ہوں اسی طرح میرا حبیب بھی لاائق حمد ہے صلوٽ۔

میرا حبیب لاائق حمد ہے سزاوار حمد ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا جب نام رکھنا ہو اپنے ناموں پر ان کے ناموں کا قیاس مت سمجھنے گا ہمارے نام تو بغیر معنی کے منابع کے ہیں آنکھ بند کر کے نام رکھ دیتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں تو یہیش سے ایسا ہوتا آیا ہے علم سے بھی واقف نہیں ہیں۔ نام محمد فاضل صاحب فاضل اسے کہتے ہیں دین کیلئے نجف ہیں عاریں سب کچھ ہیں اور نام ہے نصر الدین ہے کہ نہیں ایسا۔ اور سم بلاتم مولانا نصر الدین حالانکہ دین کیلئے نجف تو کوئی منابع نہیں ہے وہ کچھ ناموں سے کبھی حقیقت نہیں بدلا کرتی نام جو چاہئے آپ رکھ لجئے القاب و خطابات آپ لاکھ و سچھے لیکن عالم العلماء اگر میں عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں کیا میں اس نام سے عالم العلماء بن جاؤں گا جو قلب چاہئے آپ دے دیجئے جس کو چاہئے دے دیجئے کبھی بھی قلب حقیقت نہیں بدلا سکتا نونے کو سب مل کر مٹی کہیں سونے کو یہیں میں ڈال دیجئے آپ سب مٹی کہیں آپ انصاف سے فرمائیے

کہ آپ کے کئے سے سونا مٹی ہو جائے گا مٹی کو سب کہیں سونا تو کیا ہو جائے گا یہ سب
مل کر کہیں لاہور کے سارے مومنین کہیں۔ پورے پاکستان کے مومنین کہیں۔ دنیا بھر کے
مومنین مل کر مٹی کو سونا کہیں تو کیا ہو جائے گی۔ عربوں کو بھی ملا لجھے عربوں میں قبیلہ قریش
بھی ملا لجھے قریش کو قبیلے بن ہاشم کو بھی آپ لے لجھے۔ بنی ہاشم بھی حضور کے اصحاب کو
بھی لجھے آپ یہ سب مل کر مٹی کو سونا کہیں تو کیا سونا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس پر
اجماع ہو گیا ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ سب مل کر کہیں مٹی کو سونا اب تو اجماع ہو گیا ہے۔
اس طرح لذاب تو یہ سونا ہو گیا ہے۔ بعہد تلائیں آپ مان لیں گے یہاں اس نکتے کو بھی
سمجھ لجھے گا کیوں کہ غیر مخصوص کے اجماع کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ غیر مخصوص کا اجماع کیوں
نکتہ نہیں ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے کہ سارے غیر مخصوص مل کر مٹی کو سونا
نکتہ رہیں مر جائیں پھر مٹی میں مل جائیں مٹی مٹی رہے گی سونا نہیں ہو گی لیکن اگر مخصوص
مٹی کو کہ دے سونا یہ سمجھنا چاہئے۔ مٹی، مٹی ہے جو مٹی سے بنے ہیں فرق ہے مٹی میں
مٹی کو علبی میں تراپ کئے ہیں فرق ہے تراپ اور اب تراپ میں صلوٽ۔

الحاصل مجتہد ہونی چاہئے میں اب تک اپنا علاج نہیں کر سکا ایک بیماری سمجھ میں ہے وہ
مرض ہے اس کا علاج میں اب تک نہیں کر سکا آپ دعا کیجئے علاج ہو جائے اس کا بھی وہ یہ
کہ میں پسلے سے تیار نہیں ہوتا اور جب تیار نہیں ہوتا لکھتا نہیں لکھ کر اسے یاد نہیں کرتا تو
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اب جو مطلب آنے لگتے ہیں تو میں کہیں سے کہیں چلا جاتا ہوں اگر
پسلے سے لکھ لیا کروں۔ تو وہ نمیک ہو جائے اگر وہ نہیں تو پھر ادھر ادھر دیکھئے اگر کہیں آپ
مجھے دیکھیں کہ میں موضوع سے کہیں ہٹا تو آپ کو میں اجازت دیتا ہوں کہ آپ مجھے متوجہ
کر دیا کریں صلوٽ۔

یہ کوئی عجیب نہیں ہے اگر آپ یہ سمجھے ہادیں تو کوئی حرج نہیں ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبت ہے۔ تو محبت میں کوئی خیال ہی دوسرا نہیں آتا محبوب مل جائے یا نہ ٹلے۔ لیکن غیر مخصوص کی محبت یعنی ہمیں اللہ سے محبت۔ ہمارے دل میں اللہ کی کتنی محبت ہے۔ اس کے کچھ علامت ہیں ان علامت سے معلوم ہو گا ایک علامت دیکھئے۔ خدا کی محبت کی ایک علامت۔ اگر محبت دل میں ہے دل میں اللہ کی محبت ہے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ علامت سے صفات سے معلوم ہو جائے گا کہ دل میں محبت ہے اللہ کی ایک علامت ہے موت کی تمنا۔ یعنی تمنا موت محبت خدا کی ایک علامت ہے موت کی تمنا دلیل قرآن سورہ جمعہ کی آیت ہے قل يا ایها الذین هادوا ان زعمنتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں چے ہو۔ تمہارا یہ دعویٰ ہے۔ خیال ہے کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ہیں۔ یہودیوں سے خطاب ہے۔ اے یہودیوں اگر تمہارا خیال ہے گنہ ہے کہ تم ہی صرف اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ہیں تو الموت تو موت کی تمنا کرو ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں چے ہو۔ یہودی یاد رکھئے گا کہ یہودیوں کی گھمی میں شرط ہے اسی طرح سے ان کے دلوں میں موت کا بھی بہت ڈر ہے سمجھ رہے ہیں آپ موت سے بہت گھبراتے ہیں اس سے سمجھ لجھے آپ اگر ان کے مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے تو وہ بھاگ جائیں گے آپ کے سامنے کھڑے نہیں ہوں گے اگرچہ وہ بہت زیادہ ہیں مگر ان کا خیال ہے کہ ہم ہی اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سب پلے سے قرآن نے بتایا ہے کہ سب سے بڑا ذہن مسلمانوں کا یہودی ہے۔ یہودی یہ خبر کے ذکر سے یہودی بہت بلجتے ہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ حضور کا ذکر کیا جائے تاکہ یہ جلیں صلوات۔

ایک علامت یہ ہے کہ موت کی تمنا نجع البلاغ کا ابھی ابھی ایک جلد لگاؤں کے سامنے آیا مولیٰ کا ارشاد ہے امیر المؤمنین کا اور واقعاً نجع ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے پردا نہیں ہے کہ میں موت پر واقع ہو جاؤں یا موت مجھ پر واقع ہو جائے۔ موت کی تمنا دہ چاہے گی کہ جلد سے جلد ملاقات ہو۔ محظوظ سے ملاقات کی تمنا ہے۔ دنیا اس سے کچھ نہیں اور علی علیہ السلام کا کلام تھا کہ مجھ کو پردا نہیں ہے کہ موت مجھ پر آئے آپ نے دنیا کو طلاق دی اور ایک مرتبہ نہیں تین تین طلاقیں جس کے بعد رجوع بھی نہیں ہو سکتا۔ مجھ رہے ہیں آپ۔ تو علی نے دنیا کو طلاق دی کتنی مرتبہ تین مرتبہ اب وہ حلال نہیں ہے اب اگر کوئی چاہئے کہ وہ حلال ہو تو اس کے لئے محلل کی ضرورت ہے یہ سمجھ لیجئے گا کہ ہمارے آخرتہ طاہرین علیہ اسلام نے دنیا کو کیوں مند نہیں لگایا۔ دنیا کی طرف کیوں نہیں نظر انھا کے دیکھا۔ یہ آپ سمجھیں یہ شرعی مسئلہ ہے یاد رکھیں کہ اگر چیزے طلاق دے دیں۔ وہ اولاد پر حرام ہے صلوٽ۔

باپ کی مطلتہ اولاد کے اوپر حرام ہے اور اسے اپنے عمل سے مخصوصین نے بتلایا بھی کہ دنیا ہمارے ہاتھ کا دھون ہے۔ بلنی کو وہ آیا تھا اس کی تیکم نے کما کہ ہر سال مولیٰ کے پاس جاتے ہو وہاں سے بھی کچھ ملتا ہے۔ سمجھی وہاں سے بھی کچھ چیز لے آیا کرو۔ کما تو کیا سمجھتی ہے مولیٰ کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب وہ آیا اور جانے لگا مولیٰ نے کھانے پر بلا لیا۔ پانی آگیا کما آؤ میرا ہاتھ دھو لاؤ اس نے کما میں دھو لاتا ہوں۔ پانی ڈال رہا ہے ظشت میں پانی گر رہا ہے کما دیکھ کیا ہے یہ تو یا قوت نظر آ رہے ہیں۔ سمجھیانی ڈالا کما اب دیکھو اب زمرہ اس کے بعد فرمایا اس کو لے جانا اور اپنی تیکم کو دے دیں۔ مقصد کرنے کا یہ

ہے کہ حضرت یونی حکم دے دیتے پانی کو یا قوت ہو جاتی ہے یہ آپ نے اپنا ہاتھ دھلوایا یہ طریقہ اپنایا یہ سمجھانا چاہ رہے تھے کہ کونکہ ہمارے باپ نے ہمارے دادا نے طلاق دی دی ہے تم پر حرام ہے یہ ہمارے ہاتھ کا گھور ہے دنیا۔ صلوٽ۔

اور علماء کرام یہ بھی اولاد معنوی ہیں۔ یہ سلوٽ یہ اولاد بنی جسمان اولاد ہیں۔ لیکن علماء کرام یہ مومنین یہ اولاد معنوی ہیں۔ کیونکہ مخبر کا ارشاد ہے انا و علی ابوبہ هذه الامه میں اور علی دونوں اس امت کے باپ ہیں دیکھئے اس لئے علماء کرام بھی دنیا کے قریب نہیں جاتے۔ کیونکہ علماء یہ بھی اولاد معنوی ہیں۔ ان کو بھی دنیا سے زیادہ عقیدت نہیں ہوئی چاہئے دیکھئے گا کہ عالم کو کیا رہتا سے لگاؤ ہے۔ مگر ایک حدیث ذرا آجاؤں اپنے مطلب پر۔ سرکار دو عالم کا ارشاد گراہی ہے یاتی من بعد ذلك علماء ینهدون فی الدنيا ولا ینهدون ويرغبون فی الآخرة ولا يرغبون وينهون الناس با دخل علی هولاء یباعدون الفقراء ويقربون الاغنياء لوك الجبرون عنده اللہ رسول کا ارشاد ہے کہ میرے بعد علماء آئیں گے خیر بھی تو نہیں ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم نے فرمایا ہے کہ بہر حال ایک دور آئے گا علماء آئیں گے لوگوں سے کہیں گے زہد اختیار کرو۔ زہد ہو اور خود زہد نہیں ہوں گے۔ یعنی دوسروں سے کہیں گے آپ زہد اختیار کیجئے دیکھئے امیر المومنین کی غذا دیکھئے امیر المومنین کا لباس دیکھئے اور خود ناشتے میں اگر بلالی نہ ہو تو میزبان کو کیا کیا کہہ دیا کہ آج میں کیا بیان کر سکتا ہوں۔ آج ڈھیلا ڈھالا بیان ہو گا۔ اس لیے کہ ناشتے میں آج بلالی نہیں تھی۔ الحال ایسا دور آئے گا لوگوں کو شوق دلائیں گے آخرت کا۔ آخرت میں خود آخرت کی طرف راغب نہیں ہوں گے اور لوگوں کو تو منع کریں گے دہل نہ جاؤ اور خود دہل ڈٹئے ہوں گے۔ دعوت میں پسلے

آپ ہوں گے اور فقیروں کو اپنے سے دور کریں گے۔ ان کو قریب نہیں آئے دیں گے اور ملداروں کو قریب کریں گے آئیے جتاب تعلیم حکم اور اگر غریب بچارا آگیا تو کچھ بھی نہیں الحمد لله ابھی تو وہ دور نہیں آیا ہے۔ لیکن ایک زمانہ آئے گا تو حضرت فرماتے ہیں لوٹک الجبارون یہ ہیں ظالم پچان لو ان کو عذہ اللہ یہ علماء اللہ کے دشمن ہیں دوست نہیں ہیں۔ صلوٰات۔

مجھے تجھ ہے کہ آپ اتنی خاموشی سے کیوں سن رہے ہیں۔ حالانکہ میں اپنے لے بیان کر رہا ہوں تو آپ کو زیادہ خوش ہونا چاہتے۔ یہ نہ مجھے اس دل میں کیا ہے امیر المؤمنین کا فتح البلاغہ میں ارشاد ہے فی لرض عالما ملجم و جاہلها مکرم سوتی فرماتے ہیں کہ مجھے کیا بہلاتے ہو۔ میں تو ایک اسی سرزنش پر موجود ہوں کہ جس زمن پر عالم کی زبان میں لگام لگی ہوئی ہے۔ عالم بول نہیں سکتا۔ جس سرزنش پر جلال کی عزت کی جاتی ہے یہ فتح البلاغہ ہے اس کا ایک جز۔ یہ رسم ہے کہ ہر مشد مشرف سے آئے والا فتح دزیارات سے مشرف ہو کر آئے والا وہ اپنے ہمراہ ہدیہ تھنڈے لے کر آتا ہے اسے دن چاہتے میں بولی کی بارگاہ سے حاضر ہوا ہوں تو مجھ کو بھی کوئی ہدیہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتے آپ کو دن چاہتے اس سے بہتر کوئی ہدیہ نہیں ہے کہ میں امیر المؤمنین کا پیغام آپ کو بطور ہدیہ پیش کروں نعم الهدیہ و نعم الاعطیہ الموعظ والنصیحہ بہترین ہدیہ اور بہترین علیہ موعود اور نصیحت ہے۔ یہ آپ علیہ السلام نے اس زمانے کا تعارف کرواتے ہوئے امیر المؤمنین فرماتے ہیں واعلمور حکمک اللہ یعنی کر لون خدا تم لوگوں پر رحمت نازل کرے۔ یہ کس کا کلام پیش کر رہا ہوں سر اللہ فی العالمین امیر المؤمنین کا اور یہ کہاں ہے۔ فتح البلاغہ میں اس کا ترجمہ اردو میں موجود

ہے ریکھنے کا داعم اچان لو خدا تم لوگوں پر رحمت نازل کرے انکم فی زمان القائل
 بالحق قلیل تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ جس زمانے میں حق کرنے والے کم ہیں
 اور وللنسان عن الصدق قلیل تم ایک ایسے زمانے میں ہو کہ جس زمانے میں زین
 حق بولنے سے ختم ہو گئی ہے۔ حق بولنے سے نفرت ہے۔ حق نہیں ہے سب معلوم ہے واقع
 کیا ہے۔ حقیقت کیا ہے علم ہے مگر زبان حق بولنے سے ختم ہے۔ یہ عام ہے مولیٰ کا فریض
 ہے یہ زبان قلم مقل ہر ایک کو معلوم ہے حقیقت ہے جانتے ہیں لیکن زبان حق بولنے
 سے ختم ہے اور ولازم للحق ذلیل اور حق کا پکڑنے والا حق کا ساتھ دینے والا۔ اس
 زمانے میں ذلیل ہے حق بات کرنے والا ذلیل ہے اس کے بعد امیر المومنین فرماتے ہیں
 واہله معتکفون العصیان امیر المومنین کے کلام کے آئینے میں۔ آج کے
 معاشرے کا جائزہ لیجئے حضرت فرماتے ہیں اس زمانے کے لوگ اعتکاف کی وجہ سے۔ یہ جو
 مسجد میں اعتکاف کیا جاتا ہے لوگ تاریخی پر گنہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آخرت کا کوئی خیال
 نہیں اور آپس میں نفاق کی بنا پر صلح صفائی کیے ہوئے ہیں مل رہے ہیں۔ صاحب سلام صلح
 لیکن مل میں نفاق۔ ظاہر اور ہے باطن اور اس کے بعد جوان کیسے ہوں گے معاشرو ہاتا ہے
 قوم سے فتنی ہم عمار ان کے نوجوان بد اخلاق ہوں گے یعنی اخلاق نہیں ہو گے۔ جو من
 میں آیا اور جس کے بارے میں آیا وہ کہہ دیا۔ بیویوں کا کوئی احترام نہیں وشیخہم اتم
 اور بوڑھے لوگ گنہ گار چالیس پچاس سال کے بعد اب لواحر کی سوچتا ہاتھے آخرت کی فکر
 توبہ استغفار پابندی سے مجلسوں میں حاضر ہوں گناہوں سے پاک ہوں اتم گنہ گار گنہ کرنے
 والے ابھی تو کم ہیں لیکن ایک دور ایسا آئے گ۔ شاید آپ نے نہ دیکھا ہو پچاس سال کی عمر
 ہے سانچھ سال کی عمر ہے تر ہے پچھتر سال کی عمر ہے۔ مگر مر سے بھی نہیں ٹلتے جب تک

کے چوہ صاف نہ کر لیں کم سے کم اب یہ عمر ہو گئی ہے۔ معلوم نہیں سب زمانوں بے بدتر زمانہ ہے۔ معلوم نہیں کب اور کس وقت ادھر سے پیغام آجائے لیکن یہیں ہیں۔ غیبت کر رہے ہیں۔ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ عمر ہے و عالمہم منافق جیسے لوگ دیسا زمانہ ہے ان کے عالم منافق۔ مل میں ان کے اور کچھ ہے ظاہر کچھ ہے یعنی ظاہر اور باطن یکساں نہیں ہے ابھی آئے گا وہ دور اور الہ منبر، واعظ، ذاکر، خطیب یہ کیسے ہوں گے قارئہم الہ منبر چالپوس خوشابی اور کن کی خوشاب بلنی مجلس کی خوشاب جمع کی خوشاب جس کی چلاہا آ کر تعریف کر دی بیا آپ پرے مومن ہیں۔ تقطیم کی توصیف کی ولا یعظمہم صغیر ہم کبیر ہم چھوٹے ہوں کی تعلیم نہیں کریں گے اور مددار فقیروں کو دیں گے نہیں۔ کہ مستحق ہیں فقیر۔ مگر جن کے پاس ہے وہ دیں گے نہیں۔ روک لیں گے۔ یہ تو حضرت نے فرمایا تھا اور غدیر خم کا جو خطبہ ہے اس سے ملتا جلتا وہ تو سرکار دو عالم کا ارشاد کرائی ہے لیکن اس میں آپ نے ایک یہ بھی فرمایا یظہرفی ما بین القراء تلامیم ایک دور ایسا آ جائے گا کہ الہ منبر ایک دوسرے پر چوت کریں گے۔ یہ ظاہر ہو جائے گا دوسرے پر۔ چوت اگر تغیری چوت ہو تو کیا حرج ہے۔

میں اب اس مقام پر ہوں۔ مولیٰ کے دربار میں ہوں۔ وہاں مولیٰ نے رکھا ہے۔ اب مجھے بھی وہی منہ دیکھانا ہے یہ آپ جانتے ہیں۔ جس کی روٹی کھاؤ اس کا گاؤ سارے معاملے میں مولیٰ کام آ رہے ہیں۔ بہرحال ان کا گاتا ہے میں کبھی موعظہ نہیں کرتا۔ میں گناہ کار خاکی تجوہ کو حق بھی نہیں ہے۔ جن کو حق تھا موعظے کرنے کا جو وہ موعظہ کر گئے ہیں۔ میں وہ آپکے سامنے نقل کر دوں۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ آپکے مل میں ان کی محبت ہے۔ میں اس کی گواہی دینے کیلئے تیار ہوں تو خداوند عالم اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے

خالص دین چاہتا ہے خالص دین یعنی خالص عبادت۔ خالص عبادت یعنی جو خلوص اور اخلاص سے کی جائے فعبد اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کو دین کو اللہ کیلئے خالص رکھتے ہوئے تو خالص عبادت اللہ چاہتا ہے۔ جس میں نہ ریاء ہونہ سمع کا شایبہ اور نہ کوئی خوف ہو جنم کا۔ خالص عبادت یعنی اس کو صحن عبادت سمجھ کر عبادت۔ لائق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت اور میں کل عرض کیا تھا کہ خالص عبادت صرف محمد و آل محمد کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور کہیں نہیں تو مطلب یہ کہ نجات صرف محمد و آل محمد کیلئے ہے اور دوسرا ہے جتنے ہیں وہ سب مخلوق اس لیے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے عبادت کیلئے ما خلقت الجن والانس لا لیعبلون اور عبادت کسی چاہتا ہے۔ خالص عبادت اور کسی سے تو ہو نہیں سکتی یہ منقص ہے محمد و آل محمد کے ساتھ جو کہتے ہیں الہی ما عبد تک طمعاً فی جنت ولا خوفاً من نار وجدتک اهلا للعبادہ دیکھئے اللہ برا مریاں ہے وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے اس سے برا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے۔ اس حقیقت کا آپ ازار میری طرح دعاؤں میں بھی کرتے ہیں۔ دعائے انتقال پڑھتے ہیں۔ دعائے انتقال میں ہے اللهم انى افتتح الشنا بحمدك وانت مسد للصواب بمنك و ايقنت انك انت ارحم الرحمين في موضع العفو الرحيمه و اشد المعقابين في موضع النکال والنقمه واعظم المتجررين في موضع الكبريا والعظمه اے میرے مبہود مجھے یقین ہے اس امر کا کہ جب تو معاف کرنے پر آتا ہے تو تجھ سے برا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے صلوات۔

وہ برا مریاں رحم و الا رحمن ہے رحیم ہے اور الرحم الرحمین ہے اس سے برا کوئی رحم

کرنے والا نہیں ہے اب وہ چاہتا ہے کہ وہ سروں کی بھی نجات ہو جائے۔ وہ بڑا رحم ہے جب اس نے چاہا کہ دوسرے بھی کامیاب ہو جائیں تو اس قدر مطلق نے ایک تدبیر کی اور اسی تدبیر کی اپنی حکمت سے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ اس نے کیا کیا کہ ان ذات مقدسے سے کہ جن کے ساتھ خالص علالت مخصوص ہے اُنگی روح اور جان کو اللہ نے ان سے خرید لیا۔ سمجھ رہے ہیں۔ آپ کون ہیں وہ یعنی چاروں معصومین کی جان اور نفس۔ کون یہد اشداء۔ آپ کے جان اور مل کو اللہ نے خریدا اس طرح سے خریدا ان الله اشتري من المؤمنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه ان يقيناً اللہ نے خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے من المؤمنين مؤمنین سے خریدا کیا چیز خریدی انفسهم و اموالهم ان کی جانوں اور مالوں کو خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے۔ اس کے عوض میں وہ کیا بان لهم الجنه قیمت کیا کہ ان کے لیے جنت قرار دی ہے جنت کے عوض میں اللہ نے ان کی جان خرید لی۔ اس کے بعد اس کی علامتیں بتائیں کہ مؤمنین یہ سارے مؤمنین نہیں ہیں مؤمنین وہ کونے مؤمنین ہیں جن کی جان کو خریدا اللہ نے ان کی علامتوں کو بیان کیا یقاتلون فی سبیل اللہ اب یہا تکون فعل مفارع ہے۔ اشتري فعل ہاضی ہے۔ گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن نازل ہونے سے پہلے خریدا اور یہ علامتیں یقاتلون فی سبیل قرآن نازل ہونے کے بعد اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ فیقتلون اور اللہ کی راہ میں قتل کریں گے منافقین مشرکین کفار کو قتل کریں گے و بقتلون اور نیجے میں قتل کر دیئے جائیں گے اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ آپ غور کچھے اس سے آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم نبی کوئی مراد نہیں ہے۔ نہ آئندہ طاہرین مراد ہیں۔ یہ جو علام اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ مخصوص ہیں جسیں علیہ

السلام و اصحاب حسین علیہ السلام سے۔ کہ پنیر بھی جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ یہ تو صرف
 حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ اللہ نے خرید لیا اور اس طریقے سے خریدا کہ سارے عالمیں کے
 امکان کو خبر ہو گی کائنات کے ذرے سکے یہ خبر پہنچے گی کہ قادر مطلق۔ قران نازل
 ہونے سے پہلے یہ خبر دی گئی اللہ فرمایا ہے وعداً علیہ حقاً فی التورات
 والانجیل والقرآن بڑی ممتاز تکالیف تھیں۔ تو اللہ یہ سب تذکرہ اس واقع کا۔ یہ عجب
 واقع ہے کہ واقع ہونے سے پہلے اللہ نے آدم علیہ السلام کو بیان کیا۔ حضرت نوح سے بیان
 کیا ابراہیم سے بیان کیا موسیٰ علیٰ سے بیان کیا صرف ہمارے ہی پنیر سے بیان نہیں فرمایا۔
 تمام انبیاء سے بیان کرونا کتابوں میں یہ واقع آیا اور مختلف طریقے سے بیان فرمایا جاتا۔ آدم
 علیہ السلام سے بیان کرنے کا عنوان ہی الگ ہے اور واقع ہے کہ نجات حسین علیہ السلام
 کے ذریعے ہے۔ جنت کس کی اللہ کی اللہ نے جان خریدی اور جنت دے دی حسین
 علیہ السلام کو اور ایک حدیث سن لیجئے آپ یہ خود جنت خلق ہوئی ہے حسین علیہ السلام کے
 نور سے۔ میں حدیث پڑھتا ہوں مختلف طریقوں سے یہ حدیث مروی ہے۔ مختلف مقالات
 پر اور سب نے لکھا ہے۔ لما رَدَ اللَّهُ بَدَ آءَ مِنَاعَ جَبْ خَلَوَنَدْ زَمَنْ وَ آسَانْ نَے
 ارادہ فرمایا ایجاد خلائق کا۔ یہ حضور کا ارشاد ہے تو فتن نوری میرے نور کو شکافت فرمایا و
 خلق منہ العرش تو میرے نور سے عرش کو پیدا کیا ثم فتن نور اخی علی
 ابن ابی طالب فخلق منه الملائکتہ پھر اللہ نے خلاق ملا کئے نے میرے بھائی
 علی کے نور کو شکافت فرمایا اور ان سے ملا کے کو پیدا کیا۔ سمجھ رہے ہیں ایک کہتے کی بات یاد
 رکھئے گے۔ ہر صفت میں آپ جائزہ لے لیجئے جاؤ رہوں میں۔ جزوں میں۔ انسانوں میں ہر جلوق
 ہر صفت میں آپ کو دستم کے لوگ ملیں گے۔ کچھ علی کے دوست ہوں گے۔ کچھ علی کے

دشمن صرف ایک تھوڑے لگتے ہیں کہ جس میں کوئی علی کا دشمن نہیں وہ ہیں ملا کہ اس لئے
معصومین نے فخر سے فرمایا کہ ان ملائیکہ خدامنا و خدام شیعتنا ملا کہ ہمارے
خادم ہیں اور ہمارے شیعوں کے خادم ہیں صلوٽ۔

تم فتنہ نور ابنی فاطمہ اس کے بعد قادر مطلق نے میری بیٹی فاطمہ کے
نور کو شگانۃ کیا فخلق منه السماوات والارض آسماؤ اور زمینوں کو میری بیٹی
فاطمہ کے نور سے پیدا کیا۔ یہ زمین جس کے اوپر آپ چلتے ہیں یہ رسول کی بیٹی فاطمہ کے
نور سے ہے۔ یہ فاطمہ کی زمین ہے۔ یاد رکھئے گا تم فتنہ نور ابنی الحسن پھر اللہ
نے میرے بیٹے حسن کے نور کو شگانۃ کیا فخلق منه الشمس والقمر آناب و
متاب کو میرے بیٹے حسن کے نور سے پیدا کیا تم فتنہ نور ابنی الحسين علیہ
السلام پھر اللہ نے میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور کو شگانۃ فرمایا فخلق منه
الجنتہ و حور العین اور میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور سے جنت اور
حور العین کو پیدا کیا صلوٽ۔

تو جنت کس کے نور سے حسین علیہ السلام نور سے۔ اب میں ایک لفظ کہہ دوں یہ
جنت کیا ہے۔ جنت ہے کیا۔ جنت یہ حسین علیہ السلام کا سہمن خانہ ہے۔۔۔ بتائیے کوئی ایسا
نہیں ہے کہ جسے حسین علیہ السلام کا فیض نہ پہنچتا ہو۔ جو کچھ جنت میں ہے یہ حسین علیہ
السلام کے نور سے ہے۔ انبیاء اور صیام سب جنت میں ہوں گے اب جو بھی جنت سے فائدہ
انھائے گا۔ یہ جنت اللہ نے خرید کر بھی دے دی اور حسین کے نور سے ہے جنت۔ اگر
آپ چاہتے ہیں جنت تو حسین علیہ السلام سے رابط رکھئے۔ آپ کسی طرح سے اب مطلب

سمجھو مجھے جلدی سے نعمتی و قوتی نہ دیجئے۔ سمجھو مجھے۔ خفیف نہ سمجھے۔ سبک نہ سمجھے۔ ہر ایک
 چیز کا درجہ ہے۔ مرتبہ ہے۔ عزاداری، عزاداری حسین علیہ السلام کو خفیف نہ سمجھے۔ آپ
 عزاداری میں ہوں۔ کئی دن تک میں اسی طرح سے بیان کر سکتا ہوں۔ ہر عبادت کی ایک حد
 مقرر ہے فلاں عبادت کا یہ ثواب ہے فلاں عبادتوں میں ایک حج ہے۔ حج اس سے زیادہ
 مشکل کوئی عبادت نہیں ہے اور اتنا ثواب بھی کسی عبادت کا نہیں ہے۔ حج سے زیادہ کسی
 عبادت کا ثواب نہیں ہے اور حج سے زیادہ کوئی مشکل عبادت نہیں ہے لیکن ایک عبادت
 جس کا مجھے پڑتا ہے میرے دل میں ہے۔ ایک عبادت اگرچہ وہ واجب نہیں ہے۔ مگر اس کا
 ثواب حج سے بھی زیادہ ہے۔ بتاؤں وہ کیا ہے۔ وہ ہے حسین علیہ السلام کی زیارت۔
 لیکن عزاداری مختصر تعارف کروا دوں۔ عزاداری کا یہ جو بھتیجے واجبات ہیں ان میں اگر کسیں
 کسر و مردہ جاتی ہے۔ تھوڑی سی۔ تو اس عزاداری لور اس گریئے سے وہ کس پوری کردی
 جائے گی آپ سمجھ رہے ہیں تماز میں جو کسردہ گئی۔ نوافل ہیں نائلہ اسی لیے ہیں کہ واجبات
 میں اگر کوئی کسردہ جائے تو نوافل کے ذریعے سے پورا ہو جائے جان بوجو کے غلطی نہیں
 کرتا چاہتے عبادت صحیح طریقے سے بجا لانا چاہتے لیکن جو کسردہ جائے گی جو آپ کے علم
 میں نہیں ہے۔ تو اس کو یہ کس سے پورا کر دیں گے اس عزاداری سے پورا کر دیں گے اب
 آپ کو سمجھ میں آئے گا کہ صادق آل محمد نے یکیوں فرمایا تھا من بکی علی
 الحسین فله الجنۃ جو میرے جد اجدھ حسین علیہ السلام پر روئے اس کے لئے جنت
 ہے ومن ابکی اور جو رولائے اس کے لئے بھی جنت ہے۔ ایک کمھی کے پر کے برابر
 بھی حسین علیہ السلام کی مصیبت سے متاثر ہو کر اگر آنسو آجائے۔ تو خدا سارے گناہوں کو
 معاف کر دیتا ہے۔ انہاں سمجھ نہیں سکتا کہ اتنا ثواب اس میں کیوں رکھا گی۔

ایک بات ابھی ذہن میں آئی سنیں۔ محمد و آل محمد کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں خالما کے پیچے سے زیارت کرتے تھے۔ جناب آدم علیہ السلام نے دعا کی خدایا یہ نور سامنے آجائے۔ تو میں بھی دیکھوں۔ تو وہ نور خخل کیا کیا ملب سے ان کی الگیوں میں۔ خبر کا علی کا سب کا نور لیکن حسین علیہ السلام کا نور اس انکوشے میں۔ انکوشے کو عربی زبان میں ابھام کہتے ہیں۔ عربی میں کیا کہتے ہیں ابھام انکوشے کو ابھام کہا یعنی سہم یعنی کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ تو حسین علیہ السلام کا نور انکوشے میں کیوں۔ یاد رکھئے گا کہ ساری الگیوں محتاج ہیں اس انکوشے کی اور انکوشہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ یاد رکھئے گی ایک انگلی لکھی ہے جو جبل اور عالم ہر ایک کے کام آتی ہے۔ کیوں وہ جائز ہے کہ جمل اشتبہ نہیں ہو سکتا و خخل کر دیں گے اشتبہ ہو سکتا ہے لیکن انکوشے کی و خخل صلوٹ

آخر میں آپ نے دیکھا جمال لکھنا نہیں جانتے۔ کہا لگائیے انکوشہ اللہ نے پیدا کیا حسین علیہ السلام کا نور۔ غالباً” یہی وجہ ہے مخصوصی کریلا میں بھی ہوتی ہے۔ کانٹین میں بھی مخصوصی ہے سامروں میں بھی مخصوصی ہے۔ میں نے دیکھا شب جمعہ آتی ہے تو تمام انبیاء اوصیاء ان تمام کی ارواح بارگاہ احداث سے اجازت لے کر کریلا کا رخ کرتی ہیں۔ شب جمعہ ہے میں چاہتا ہوں اس وقت آپ نہیں سمجھ سکتے میرے دلخی میں کیا طوفان ہے۔ اور ابو الفضل عباس کی حبیب ابن مظاہر کی ضرخ میری نظریوں کے سامنے ہے۔ اور ابو الفضل عباس کی چلوں یہ شب جمعہ ہے نو چندی جھعرات سمجھ لجئے۔ آپ سب چلے آ رہے ہیں اور شب جمعہ تمام انبیاء اور اوصیاء مدینے سے خبر کریلا۔ کانٹین سے امام کریلا۔ سامروں سے سب کریلا آ

رہے ہیں کریلا، کریلا، کریلا، میں نے بہت مطالعہ کیا مگر میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی امام یا
نبی کی مخصوصی میں حسین علیہ السلام مجھے ہوں۔ لیکن سب حسین کے ہیں آرہے ہیں۔
ایک بات مجھے کہنا ہے آج کیونکہ میں چاہتا ہوں شبِ جد ہے۔ آپ کا اتصال ہونا چاہتے۔
آج کریلا اور امام بارگاہ سے اتصال سب طے آرہے ہیں مگر حسین علیہ السلام نہیں مجھے میں
نے بہت سوچا فکر کیا، کیا راز ہے کبھی حسین کے لیے نہیں دیکھا کہ کسی کی زیارت کو مجھے
ہوں لیکن سب آرہے ہیں۔ حسین علیہ السلام کی مخصوصی میں۔ حسین علیہ السلام کی
زیارت کیلئے میرا خیال ایسا ہے کیونکہ ان میں کسی نے بھی حسین علیہ السلام جیسی تکلیف کو
گواہ نہیں کیا۔ کہ حسین علیہ السلام عاشورہ کے دن سے تھکے ہوئے سو رہے ہیں۔ اجر کم
اللہ ایک بات اور عرض کرنا چاہرا ہوں۔ سب آرہے ہیں مگر حسین علیہ السلام نہیں جاتے
کیوں۔ ایک بتلاؤں وجہ شائد وجہ یہ ہے کہ حسین علیہ السلام نے شداء میں سے کسی شہید
کو حسین نے دفن نہیں کیا لیکن ایک شہید ایسا ہے کہ شہادت کے بعد فوراً "حسین علیہ
السلام نے نسخی سی قبر کھود کر دفن کر دیا۔ اور اس کے بعد حسین علیہ السلام نے کیا کیا کہ
اس پنجھ کو حسین علیہ السلام نے اپنے سینے پر سولا لیا اللہ اکبر یہ راز کب کھلا کہ حسین علیہ
السلام کے سینے پر حسین علیہ السلام کا پارہ جگریہ تو اس وقت راز کھلا کہ جب شیخ جعفر شتری
کے جن کے نقطے سب بیان کرتے ہیں۔ میں عراق ایران اور تمام اساتذہ کو مصائب میں ان
کے نقطے بیان کرتے ہوئے تھا ہے جب یہ کریلا میں آئے۔ کریلا میں سب زیارت سے فارغ
ہو کر آخر میں آکر امام حسین علیہ السلام کی ضریح بالائے سر سے پکوڑ کر دوئے جا رہے ہیں
کہتے جا رہے ہیں۔ کہ میں نے موٹی آپ کے اصحاب کی زیارت کی۔ آپ کے بھپن کے
دوست حبیب ابن مظاہر کی زیارت کی۔

آپ کو متوجہ کر دوں یہ وقت کونا ہے۔ میں آپ کو کربلا لے چلوں عصر کا وقت تھا
 دوسرا محرم جب حسین علیہ السلام وارد سر زمین کربلا ہوئے۔ یہی وقت تھا کہ حسین علیہ
 السلام کا گھوڑا چلتے چلتے ایک مرتبہ روکا۔ حسین علیہ السلام نے گھوڑا بدلا ابو مخنف لکھتا
 ہے کہ حسین علیہ السلام نے چھ گھوڑے بدلتے۔ مگر کسی گھوڑے نے قدم آگئے نہیں
 بڑھائے ایک مرتبہ آپ وہاں اترے لٹکر ج آیا۔ جب حسین علیہ السلام نے سر زمین کربلا پر
 قدم رکھا تو روایت میں دیکھا کہ زور رنگ کا پیلے رنگ کا غبار حسین علیہ السلام کے زمین پر
 قدم رکھتے ہوئے۔ پیلے رنگ کا غبار زمین کربلا سے بلند ہوا۔ اور کمال آیا۔ حسین علیہ السلام
 کی ریش مبارک پر پڑا اور بتلاویں یہ غبار کمال کمال پڑا۔ دلوں پر ہاتھ رکھ لجھے۔ ہمت نہیں
 پڑتی کن لفظوں سے کہوں یہ حسین علیہ السلام کی ریش مبارک پر غبار اور پھر یہ غبار اور
 کدھر گیا زینب اور ام کلثوم کے گیسوں پر۔ سروں پر۔ یہ غبار۔ پھر بلند ہوا غبار کمال تک
 مدینے تک گیا۔ اللہ اکبر اس نقطے کو سمجھ لجھے گا کہ کسی مخصوص کی شہادت کے بعد چیغیر کو
 کسی نے غبار آلوں نہیں دیکھا۔ فاطمہ کی شہادت کے بعد چیغیر کو کسی نے شیعہ سنی سب اس
 حدیث کو نقل کرتے ہیں ملکوۃ شریف میں دیکھئے آپ تمام کتابوں میں موجود ہے کہ کسی نے
 نہیں دیکھا۔ چیغیر کو غبار آلوں علی کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ حسن کی شہادت کے بعد
 نہیں دیکھا۔ فاطمہ کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ لیکن حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد
 ام سلطی نے دیکھا ابن عباس نے دیکھا اس کے بعد جس نے بھی دیکھا کہ چیغیر کی ریش
 مبارک غبار سے آلوہ ہے سر پر غبار پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ فاطمہ کی شہادت کے بعد زینب
 کے سر پر غبار نہیں پڑا تھا اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین
 علیہ السلام کے آپ کو رونے اور رولانے والوں میں قرار دے۔ آج کے دن یوں عصر

حسین علیہ السلام نے سرزین کرلا پر قدم رکھا۔ زمین پر قدم رکھنے کے بعد غبار بلند ہوا
 آپ نے فرمایا ہندہ التربیتہ وعدنی جدی رسول اللہ میرے ننانے اس مٹی کا
 بجھ سے وعدہ کیا ہے بھی مٹی ہے اور میرے ننانا کا وعدہ سچا ہے اس کے بعد آپ گھوڑے
 سے اترے اور حکم دیا کہ خیبے نصب کئے جائیں آپ نشیب میں اترے۔ اتنے کے بعد پھر
 مجلس پڑھی۔ حسین کی مجلس حسین کے زبان سے سننے آپ فرماتے ہیں ہاہنا والله
 رکبنا یہی وہ سرزین ہے کہ جمل ہمارا سفر ثامن ہو گا۔ حاصلنا یہ لام حسین علیہ السلام فرا
 رہے ہیں ہاہنا یقتل رجالنا یہی وہ سرزین ہے کہ جمل ہمارے مرد قتل کئے
 جائیں گے آپ نے سمجھا کس کو کہا۔ ہمارے مرد یعنی بھی وہ نہیں ہے جمل میرا جوان بھائی
 عباس قتل کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ ہاہنا تنبیح اطفالنا یہی وہ سر
 نین ہے کہ جمل ہمارے نخے نخے بچے فتح کئے جائیں گے اجر کم علی اللہ اس کے بعد آپ
 نے ایک گل اور فرمایا جس میں آپ سب کو یاد کیا ہے ہاہنا والله تزار قبورنا باخدا
 یہ وہی سرزین ہے۔ جمل ہماری قبروں کی زیارت کی جائے گی۔ حضرت یہ بھجو رہے تھے
 کہ میرے شیخہ کیسے آئیں گے۔ کس کس طرح سے آئیں گے۔ بھی زیارت کو ترک نہیں
 کریں گے۔ واقعاً ایسا ہی ہوا بڑی بڑی پاندیاں ہوئیں مگر ہم اور آپ کیا کریں گے۔ باخدا
 آنکھیں نکوا کر گئے ہیں زیارت کیلئے ہاتھ کٹوا کر گئے ہیں۔ پھر کو قریب کر کے گئے ہیں۔
 سہر حال ہاہنا تزار قبورنا یہیں پر ہماری قبروں کی زیارت کی جائے گی۔ خدا یا مجھے
 اس مظلوم کا واسطہ جلد سے جلد ہمیں اس کا موقع دے کے ہم بھی تیرے مظلوم حسین علیہ
 السلام کی قبر کے ارد گرد کھڑے ہو کر روئیں۔ جیسے کہ اب یہیں دو رہے ہیں۔ خدا یا ہمیں
 اتنا موقع دے کے ہم تیرے مظلوم علی کی ضرخ پکڑ کر روئیں اجر کم علی اللہ وہ جلد وقت لے

آکہ ہم حسین علیہ السلام کے جوان بیٹے علی اکبر کی قبر کو پکڑ کر کسی السلام علیک
 ایها المظلوم وابن المظلوم اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ
 روا لائے۔ سوائے غم حسین علیہ السلام کے اور روانے اور روا لائے والوں میں قرار دے اے
 خدالیا ہمیں لے چل شب جعد مظلوم کرلا کی قبر پر اور ہم کسیں السلام علیک
 المنبوح من القفا سلام ہو اس مظلوم پر جسے پس گردن سے فتح کیا گیل۔ خدالیا تجھے
 واسطہ خون حسین علیہ السلام کا جلد سے جلد ہمیں وہاں پہنچا دے۔ میرے موٹی نے کرلا میں
 وارو ہوتے ہیں ہم زائروں کو یاد کیا تھا ہاہنا تزلز قبورنا ہماری قبوروں کی یہاں زیارت
 کی جائے گی خدالیا ہمیں وہاں پہنچا دے ایک مرتبہ اگرچہ نہ ملتہ خلک ہو چکی ہے ہم اپنی
 آنکھوں سے جا کر دیکھیں معلوم ہے۔ یہ نہ ملتہ بہہ رہی تھی جب سید سجاد قید شام سے
 چھوٹ کے وارو کرلا ہوئے آپکی نظر پڑی کہ نہ ملتہ بہہ رہی ہے تو آپ نے فرمایا اے نہ
 کیا تو ابھی تک بہہ رہی ہے۔ اجر کم علی اللہ کیا تو ابھی تک بہہ رہی ہے نہ خلک ہو گئی
 خدالیا ہمیں معاف کر دے قبر حسین علیہ السلام پر امام زین العابدین نے دفن کرنے کے بعد
 جو لکھا تھا جا کر اپنی آنکھوں سے پڑھیں۔ امام نے قبر بنائے کے بعد یہ لکھا تھا ہذا قبر
 الحسین الذى قتلوا عطشانا ي اس مظلوم کی قبر ہے کہ جسے تین دن کا بھوکا پیاسا
 مار ڈالا گیا وسیع علم الذین ظلموا ی منقلب ینقلبون ان لله وان اليه

راجعون

مجلس سوم

ان الله اشتري من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنـهـ الخ
 آيات قرآنیہ جو قرآن کرم ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا زندہ جاوید تا قیام
 قیامت باقی رہنے والا زندہ مجھہ ہے۔ اس کی آئین خاص خاص موقوں پر نازل ہوئی ہیں۔
 مورد خاص ہے۔ مگر الفاظ عام ہیں۔ یہ مخصوص ذات کی شکن میں نازل ہوئی ہیں مگر الفاظ
 عام ہیں۔ بہت وسعت ہے۔ مختواش ہے الفاظ میں اعتبار ان کا ہے۔ جو ان اوصاف سے
 چاہئے متعصت ہو جائے۔ ثلا" یقول الذين كفروالست مرسلة قل كفى
 بالله شهيدنا¹ بینی و بینکم ومن عنده علم الكتاب یہ ومن عنده
 علم الكتاب سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔ مگر یہ تمام آئیہ اس میں شامل ہیں۔ چنانچہ کافی
 میں حدیث ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ایانا انما و علی اولنا و افضلنا و من
 عنده علم الكتاب سے مراد ہم ہیں ایانا بالخصوص خداوند زین و آسمان نے مراد لیا
 ہے ہم کو۔ علی اولنا ہم سب میں علی اول ہیں اور افضل ہیں۔ یہ امام باقر علیہ السلام کا فرمان
 ہے۔ احتجاج طبری میں یہ ہے سئل رجل ایک شخص نے ہم اب میں نہیں ہے کسی
 نے یہ سوال کیا۔ سرالله فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن الی طالب سے دریافت کیا پوچھا ان
 افضل منقبہ له یا امیر المؤمنین آپ کی سب سے بڑی فضیلت سب سے بڑی منقبت کیا
 ہے تو قل آیت حضرت نے یہی آیت پڑھی۔ اس آیت کی تلاوت فرمائی قل كفى
 بالله شهيدنا بینی و بینکم ومن عنده علم الكتاب اور اس کے بعد فرمایا
 ایانا انما الله نے ومن عنده علم الكتاب سے ہمیں مراد لیا ہے میں مراد ہوں

الحاصل مورد خاص ہے علی کی شان میں اتری مگر مراد سارے آئے ہیں۔ عام ہے جس طرح
 انما ولیکم اللہ والرسوله والذین امنوا لذین یقیمون الصلاۃ ویوتوون
 الزکوۃ هم را کعون مراد خاص ہے۔ امیر المؤمنین کی شان میں آیت نازل ہوئی مگر
 الفاظ عام ہیں مختصر ہے۔ اگر ہے کسی میں طاقت تو وہ بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں
 الذین یقیمون الصلاۃ ہے اعتبار ہے قرآن کی آئیں اس طرح نازل ہو سکیں لیکن
 مورد خاص ہے۔ لیکن الفاظ عام ہیں اور معتبر ہیں۔ ان دعویٰوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے
 لَنَّ الَّذِينَ امْنَوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيُجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنَ عَذَابَ سُورَةِ مُرْیٰم
 میں ہے یقیناً جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور ابھی ابھی کام کئے۔ عنقریب خداۓ رحمٰن
 ان کی محبت دلوں میں ڈال دے گا۔ محبت قرار دے گا یہ آیت تفاسیر میں دیکھئے امیر المؤمنین
 کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ مگر الفاظ اس کے عام ہیں۔ عنوم ہیں اسی طریقے سے ان اللہ
 اشتری من المُؤْمِنِينَ انفُسَهُمْ بَانِ لِهِمُ الْجَنَّةَ الفاظ عام ہیں مگر مخصوص امام
 حسین کی شان میں یہ ہے۔ صلوٰات

خالق ارض و سماء خداوند رحمٰن و رحیم نے تخلوقات کو پیدا کیا کیا کس لیے پیدا کیا نجات
 کیلئے پیدا کیا وہ چاہتا ہے اس نے ان کو خلق کیا وہ ان کو نجات دنا چاہتا ہے اور نجات یہ
 محض ہے موقف ہے عمل صلح پر۔ دین صلح پر موقف ہے اور عمل صلح یعنی عمل خالص
 پر۔ نجات موقف ہے لا تحصل النجات نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر دین خالص
 سے۔ نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر عمل خالص کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر دین
 خالص سے۔ دین خالص خالص عبادت سوائے محمد و آل محمد کے اور کہیں آپ کو نہیں ملے
 گی۔ خالص عبادت۔ عمل خالص۔ دین خالص سوائے مخصوصین کے محمد و آل محمد کے آپ کو

کہیں نہیں ملے گی۔ جمل بھی آپ ڈھونڈنے کے یا جست کی طرح میں ہو گی یا محض کے در سے۔ خالص عبادت محمد و آل محمد کی ہے۔ اس لیے کہ وہ مخصوص ہیں ان کا ظاہر بھی مخصوص ان کا پاملن بھی مخصوص۔ ظاہر پاملن ان کا مخصوص ہے۔ ان کا نفس اُنکے اختیار میں ہے ان کا قلب ان کے اختیار میں ہے ان کے خیالات ان کے اختیار میں ہیں غور کیا۔ خیالات ان کے کششوں میں ہیں۔ نفس پر قابو ہے وہ نفس کے مالک ہیں۔ ان کی توجہ غیر خدا کی طرف کبھی نہیں ہو گی۔ مساواۃ اللہ کی طرف وہ کبھی بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ بھی ان کا نفس ان کے اختیار میں ہے۔

کیا آپ کے علم میں نہیں ہے۔ آپ نے نہیں نا امیر المؤمنین علیہ السلام کسی بجگ میں پائے مبارک میں۔ آپ کے تیر لگ کیا تھا شدید درد تھا۔ تو نماز کی صالت میں تیر بکلا مکیا۔ بہر حال ان کے خیالات ہیں۔ جیسے آپ کے خیالات ظاہر یہ آپ کے قابو میں ہیں۔ آپ کی آنکھ آپ کے اختیار میں ہے۔ جس چیز کو آپ دیکھنا چاہتے ہیں اس کی طرف نظر کرتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور جس چیز کو آپ نہیں دیکھنا چاہتے آپ آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ یا ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ آپ نہیں دیکھتے۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ لان آپ کے اختیار میں ہے جس چیز کو چاہتے ہیں سنن۔ اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو آپ نہیں سنن۔ تو اسی طرح سارے خیالات یہ دیئے ہوئے ہیں۔ یہ محمد و آل محمد کے اختیار میں ہیں۔ وہ جدھر چاہیں خیال کو موڑ دیں۔ یہ خیالات آپ کے اختیار میں نہیں ہیں۔ خیالات یہ دل میں اترتے ہیں۔

جملہ معرفتہ کی حیثیت سے سمجھو لیجئے۔ خیالات جو دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کبھی تو

ملا کہ کی طرف سے ہیں۔ یعنی وہ خیالات جو دلوں میں فرشتوں کی طرف سے ڈالا جائے تو
لے کتے ہیں الہام۔ تلقی۔ القاء جو ملا کہ کی طرف سے خیالات دل میں آئیں۔ اس کو کیا
کہتے ہیں۔ القاء۔ الہام اور جو شیطان کی طرف سے دل میں خیالات آئیں ان خیالات کا نام
ہے وہ سوسہ اور شیطان دلوں میں وہ سوسہ ڈالا کرتا ہے۔ آپ پڑھتے بھی ہیں کون نہیں جانتا
آخری سورۃ پڑھیں آپ اس میں موجود ہے قل اعوذ برب الناس مالک الناس
اله الناس من شر الوسوس الخناس الذى یوسوس فی صدور
الناس من الجنۃ والناس تو شیطان کی جانب سے دل میں جو خیالات آتے ہیں۔
انہیں کیا کہتے ہیں۔ وہ سوسہ اور ملا کہ کی جانب سے دل میں جو خیالات آئیں۔ اسے الہام۔
تو یہ وہ سوسے کا علاج بھی ہے جو شیطان کی طرف سے ڈالے جاتے ہیں۔ ان کا علاج آسان
ہے اس کی ایک صفت یہ بھی ہے شیطان کی ہائل گنی۔ کہ وہ خناس ہے بہت پیچے ہے والا۔
الله کا نام لیا وہ پیچے ہٹ جائے گا اللہ کا نام لجئے۔ وہ بھاگ جائے گا یوسوس فی
صدور الناس من الجنۃ والناس شیطان و قوم کے ہیں شیطان انہی۔ شیطان
جنی۔ انسانوں میں بھی شیطان ہیں اور جنوں میں بھی جو انسانوں کے دلوں میں وہ سے ڈالتے
ہیں۔ ایک جنون میں سے جو آپ کو نظر نہیں آتے لیکن انسانوں میں بھی ہیں۔ جو دلوں میں
وہ سے ڈلتے ہیں۔ علاج وہ سوول کا۔ خیالات کا۔ دیکھنے شیطان بھی بھی بات بھی کہتا
ہے۔ ایک مرتبہ شیطان انبیاء میں سے کسی کے پاس آیا اس نے کماکر لا الہ الا الله
پڑھیے تو نبی نے شیطان کو جواب دیا۔ پوچھاتا ہے کہ شیطان ہے کما کلمہ حق لا قولها
من قولک کلہ حق ہے مگر تمہارے کہنے سے نہیں کہوں گا۔

وہ شیطان بڑا استدھار ہے۔ اب قریب ہونے کیلئے یعنی مجھ سے اگر قریب ہونا چاہتا ہے تو

کیسے قریب ہو گا۔ یہ مجھ سے نہیں کہے گا کہ آپ جائیے ایمیٹ روڈ کے سینما میں جائیے
 دیکھئے آپ بت اچھی قسم ہے۔ یہ مجھ سے نہیں کہے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ کبھی بھی نہیں
 جائیں گے۔ مجھ کو اگر اسے کہنا ہے۔ کیا کے گا۔ کہ دیکھئے آپ کیا کر رہے ہیں۔ خدا نے
 آپ کو زہن دیا ہے۔ حافظہ دیا ہے۔ صلاحیت ہے آپ بول سکتے ہیں۔ کیوں نہیں آپ یہ
 بیان کر دیتے کہ لوگ خوش ہو جائیں۔ آپ کیا قرآن کو لیے پھر رہے ہیں۔ کیا آپ
 حدیث بیان کر رہے ہیں اور کچھ بیان کریں۔ اچھی بات کے گا۔ شیطان مل میں ڈالتے ہیں
 ان شیاطین لیوحوں الی اولیائہم شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں دھی
 کرتے ہیں۔ ڈلاتے ہیں۔ تو شیطان کی جانب سے جتنے خیالات قلب انسان میں آتے ہیں۔
 ان کو عربی زبان میں دوسروں کہتے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ جتنے دروازے مل میں آئے کے ہیں
 شیطان کے۔ اگر آپ چاہتے ہیں دسوے سے پچتا چاہتے ہیں۔ تو مل کے دروازے پلے ان
 کو بند کجھے دوسروں ختم ہو جائے گا۔ ایک دروازہ جس سے شیطان خانہ مل میں آتا ہے وہ
 شوت ہے۔ شوت پر کٹوں کجھے نہ آنے دیجھے۔ دوسرے غصب ہے۔ غصہ یہ بت بڑا
 دروازہ ہے۔ شیطان اس راستے سے بھی مل میں آتا ہے کہ الغصب راس کل
 خطیتیہ ہر گناہ کی جڑ ہے غصہ۔ یہ غصہ بت دور تک پہنچاتا ہے۔ پلے غصہ غبہت پر
 آمادہ کرتا ہے۔ تمٹ پ۔ افتراؤ۔ پر پھر کم کم قتل کر جس کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے
 کہ ایک دور ایسا آئے گا ایک زند ایسا آئے والا ہے کہ جس میں قتل اس زمانے کے لوگوں
 کی نظر میں قتل بالکل سبک ہو جائے گا۔ کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔ حدیث ہے سرکار دو عالم کی
 کہ یاتی علی البنas زمان وجوهم وجوہ الا دمین و قلوبهم قلوب
 الشیاطین ایک دور ایسا آئے گا کہ سورتیں تو کسی اچھے خاصے آدمی کی لیکن مل

شیاطین کا دل ہو گے۔ یعنی قبضہ ہو گا لا یتنا حون سفاقوں للدماں زانے میں
سفاخ خون رز بست براخون کا بھانے والا۔ خونوں کے بست زیادہ بھانے والے ہوں گے ولا
یتنا حون عن منکر فعلو اور اس زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو منع بھی نہیں
کر سکیں گے۔ تو آخری زمانے میں ہو گا تو یہ غصب اور غصہ کمل سے کمال پہنچا رہتا ہے
انسان کو۔ دوسروں کا علاج آپ چاہتے ہیں کہ یہ برے خیالات جو شیطان کے ذریعے سے دل
میں آتے ہیں ان کا علاج۔ چتنے بڑے بڑے دروازے ہیں۔ جن جن دروازوں سے شیطان دل
میں آتا ہے۔ پہلے ان دروازوں کو بند کیجئے۔ پہلا دروازہ پاب الشوت ہے۔ دوسرے
غصب، حد، بغض، نفاق ان راستوں سے آئے گے۔ تو سب سے پہلے ان دروازوں کو بند
کر سکیں۔ غصب انہوں ہو جتنے کی اجازت ہے۔ شوت اتنی کہ اجازت ہے ہکنا بغض، حد،
نفاق تو جو شیطان کی طرف سے آئے وہ ہے دوسروں۔ اب فرق آل محمد میں اور ہم میں یہ
ہے کہ ہمارے اختیارات میں آپ کے اختیارات میں یہ خیالات نہیں ہیں۔ آپ روک نہیں
سکتے کیونکہ دوسروں شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں محمد وآل محمد کے ہاں شیطان کی
دال نہیں گلتی۔ وہ ان کے قریب ہو نہیں سکتے لہذا یہاں دوسروں تو نہیں ہے یہ خیالات ان
کے جو چاہیں گے وہی آئیں گے۔ جس میں اللہ کی رضا ہو گی۔ دوسرا خیال ان کے پاس
نہیں آئیں گے۔ آپ جائزہ لیجئے۔ سب سے قلع نظر دیکھئے۔ آپ خالص عبادت، خالص
عمل، خالص دین یہ تھلویات کے بس میں نہیں ہے۔ یہ محمد وآل محمد کے بس میں ہے۔
عمل، عام انسانوں کے اعمال کا جائزہ لیں آپ۔ آپ یہ کر کے دیکھ لیجئے کہ لوگ نہیں گے تو
کہیں گے کہ یہ مقدس ہے۔ یہ بڑا دین دار ہے۔ یہ بڑا متشرع ہے۔ یہ بڑا متشرع ہے۔ یہ
کام کر رہا ہے۔ لیکن اس نے لوگوں کو دیکھانے کیلئے عمل کیا۔ ایسے بھی اعمال ہیں۔ کوئی کام

کیا تو لوگ سنیں گے کہ کسی گے کہ صاحب بڑا مخیر ہے۔ بڑا سمجھی ہے۔ اس نے یہ کام کر دا اسے کیا خبر ہے۔ برے لوگ بھی کوئی اچھا کام کر جاتے ہیں۔ اب وہ سب پیسہ خراب ہوتا نہیں ہے۔ ان کے ہاں کوئی پیسے اچھے بھی ہوتے ہیں۔ اچھا کام بھی کر لیتے ہیں اچھے کام میں جا کر لگ جاتا ہے لیکن جو پر اپسے ہے وہ اچھے کام میں کبھی نہیں لگے گا۔

اور اگر ریاء سے عمل خلل ہے۔ تو یا عجمم کے خوف سے ہو گا۔ یا جنت کی طمع میں ہو گا۔ اگر ریاء سے خلل ہے۔ بہرحال خالص عبادت یہ محمد و آل محمد کا کام ہے خالص دین۔ خالص عبادت۔ یہ محمد و آل محمد کی نذوات میں مختصر ہے کہ صرف لاکن عبادت سمجھ کر عبادت کرنا۔ مسخر عبادت جان کر کہ سوائے اس کی ذات کے کوئی مسخر عبادت نہیں۔ کسی کیلئے سجدہ جائز نہیں ہے سوائے اس کے۔ کس کیلئے تماز جائز ہے صرف احادیث کے۔ یہ سمجھ کے عبادت کرنا۔ یہ مختصر ہے محمد و آل محمد کے اور وہ عالم الغیب و شملہ ہے وہ بھی اس امر کو جانتا ہے کہ انسان ناقص ہے۔ ان سے خالص عبادت نہیں ہو سکتی۔ اسے نجات دنا ہے۔ اس نے ایک تدبیر یہ کی کہ نجات کا راستہ خالق کائنات نے نکالا۔ ہم ناقصین کی نجات کا ایک راستہ نکلا کہ ہم کاملین کی پیروی و اقتداء کریں۔

ہماری نجات کا راستہ نکلا کہ ہم جو ہر لحاظ سے بے عیب ہیں۔ جن میں کوئی نقص نہیں ہے۔ جو مخصوص ہیں۔ جو کامل و اکمل ہیں۔ ہر لحاظ سے۔ جن میں کسی تم کا کوئی رس نہیں۔ جو پاک و پاکیزہ ہیں ہر اعتبار سے ہم ان کی اتباع کریں۔ لیکن آنکہ بند کر کے نہیں اللہ نے صرف اقتداء کو واجب اس طرح سے کیا کہ ان کاملین کی محبت پہلے مل میں ڈال دی اور ان کی محبت کو واجب کیا۔ کاملین کی محبت کو۔ اس نے واجب کیا کہ یہ ناقص لوگ جب

اپنے قب کی طرف رجوع کریں اور کالمین کی محبت جب اپنے دل میں دکھ لیں۔ تو بیشتر کسی غرض کے ان کی اقتداء اور جیوی کرنے نہیں۔ جب بھی دل کی طرف رجوع کریں۔ ان کی محبت دل میں ہو محبت کی خاصیت ہے جوں بھی محبت ہو گی اس کا اثر چھپ نہیں سکتا ہے ظاہر ہو گے۔ محبت اپنا اثر ضرور دیکھائے گی۔ دیکھئے محبت جوں ہو گی محبت میں کسی شی کا خیال نہیں آئے گا۔ خدا کرے کہ میں جو کتنا چاہد رہا ہوں وہ آپ کو سمجھاں ہوں۔ آپ کی سمجھ میں بھی آ جائیے۔ پیسے جناب موسیٰ نے دعا کی تھی رب شرح لی صدری و یسرلی امری و حلل عقدہ من لسانی یفقةہا قولی خدایا میری زبان کی گردہ کو کھول دے گا کہ یہ میری بات سمجھ لیں۔ جب میری بات سمجھیں گے تو بات بنے گی۔ لوگوں کو اشتہب ہوا کہ موسیٰ کی زبان میں لکھ تھی۔ یاد رکھئے یہ لکھت عرب ہے اور نبی میں کوئی عیب نہیں ہوتا۔ نبی کو ہر عیب سے پاک ہونا چاہتے یہ مقام تواضع انساری میں بین بزرگی کہ براہ راست خدا سے بات کرتے تھے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ جب انسان بڑا ہوتا ہے۔ یہ تندیب ہے کہ خدایا میری زبان کی گردہ کو کھول دے گا کہ یہ لوگ سمجھیں۔ کسی سے تکبر کا مشتبہ نہ آئے پائے۔ تو میں بھی خداوند زمین و آسمان کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدایا جو میں کتنا چاہتا ہوں میری زبان کی گردہ کو کھول دے گا کہ یہ مجمع سمجھ

۔۔۔

وحلل عقدہ من لسانی اللہ نے محبت کو واجب قرار دیا اور اسی محبت کو اجر رسالت قرار دیا۔ محبت اس کے اثرات ہیں۔ محبت کی خاصیت یہ ہے کہ محبت میں نظر نہیں آتا سوائے محبوب کے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبت میں انسان اپنے کو بھول جاتا ہے۔ صرف محبوب کو یاد رکتا ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں کہ جب محبوب کسی مشکل یا تکلیف میں

گرفتار ہو۔ تو عاشق و محب دوست رکھنے والا۔ وہ اپنے کو بھول جاتا ہے۔ اس کی نظر صرف محبوب کو نجات دلانے پر ہوتی ہے۔ وہ اپنی طرف سے غافل ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے محبوب کو نجات ہو جائے۔ مثال سے اپنی طرح سمجھ لجھتے گا۔ ہر لحظہ کو یاد رکھتے گا۔ جانوروں میں حیوانات میں سب سے زیادہ کمزور ضعیف ڈرپوک کونا جانور ہے۔ گھروں میں ہم اور آپ پالتے ہیں۔ مرغی یہ سب سے ضعیف ہے۔ بہت کمزور ہے۔ کسی سے مقابلہ کی اس مرغی میں تباہ نہیں۔ یہ ملی سے ڈرتی ہے۔ کتے سے ڈرتی ہے۔ کتوں کے ذریعے سے ٹکار کیا جاتا ہے۔ جیسے کلب اسید کتے ہیں۔ جو ہر سک پھاڑ کر دکھ دتا ہے۔ یہ مرغی کتے سے ڈرتی ہے۔ گیدڑ سے بھائی ہے۔ پچوں سے ڈرتی ہے۔ جانوروں سے۔ چیل سے بھی ڈرتی ہے۔ یہی مرغی جو اس قدر ڈرپوک ہے۔ اس نے انہیے دینے پچے ہوئے۔ پچوں کو اپنے ساتھ لے کر باہر نکلی۔ اب انہوں نے دانا چگنا شروع کیا۔ اب اگر کسی نے جن کے سامنے مرغی ٹھہر نہیں سکتی۔ کتے کے سامنے نہیں ٹھہری۔ گیدڑ، چیل کے سامنے نہیں ٹھہری۔ لیکن دیکھا کہ کسی ان حیوانات میں سے کسی نے اس کے پچے کا ارادہ کیا۔ اس نے دیکھا اس کو احساس ہو گیا کہ ان حیوانات میں سے جن سے مقابلہ کی اس میں قوت نہیں ہے۔ اپنے کوان کے مقابلے میں ضعیف سمجھتی ہے۔ لیکن کوئی حیوان آیا تو اب یہ ان کے سامنے آکر کمزی ہو جاتی ہے۔ مقابلے کیلئے تیار ہو جاتی ہے۔ اب اس کے مل میں یہ خیال نہیں ہے کہ میں کمزور ہوں۔ یہ حملہ بھی کر دیتی ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چیل نے آکر مرغی کے پچے کو انھیا۔ یہ دوڑ کر چھت سک چلی گئی۔ جو دیکھ کر بھائی تھی۔ تو آپ نے محبت کا کرشمہ دیکھا۔ کہ پچے کی محبت تھی اگر محبت ایک کمزور حیوان میں بھی آگئی تو کمزور حیوان کو بہادر بنا دیتی ہے۔ یہ محبت اگر کمزور جانور میں بھی آ جائے تو ڈرپوک بزدل

جانور کو بھی بدلہ بنا دیتی ہے۔ یہی مرغی اب اس کو اپنی کمزوری کا خیال نہیں ہے۔ کہ میں اس کے مقابلہ کر سکتی ہوں یا نہیں۔ اس کے پاس اتنا بڑا پنجہ ہے۔ محبت میں کوئی طاقت اور قوت سے مرجوب نہیں ہوتے۔ صلوٰات۔

گھر کی بات ہے یہی مرغی بے انتہا بخیل ہے۔ سمجھوں ہے داتا ملے گا اسے وہ کبھی نہیں دے گی۔ دوسری مرغیاں اس کے پیچھے بھاگیں گیں۔ وہ بھی بھاگے گی سمجھوں ہے۔ لیکن جب پنجہ ہوئے بچوں کی محبت دل میں آئی داتا ملا۔ جو بھی ملا اب خود نہیں کھاتی۔ خود بھوکی رہتی ہے۔ بچوں کو جا کر کھلا دیتی ہے۔ تو آپ نے محبت کا کرشمہ دیکھا کہ محبت وہ شنی ہے جو بخیل کو سمجھی بنا دیتی ہے۔ صلوٰات۔

دیکھا آپ نے محبت کا اثر ایک حیوان آجائے اس کا مقابلہ کرے۔ محبت کے حوالے سے معارج النبوہ میں ایک واقع نظروں سے گزرا وہ یہ کہ نظر میں محبوب کو چھانا ہے کہ محبوب اور اس کا نظریہ ختم ہونے نہ پائے۔ حضرت ابراہیم کو ہلگ میں ڈالا جا رہا تھا۔ کیسی ہلگ تھی جائیے آپ آج تک اسی ہلگ روشن ہی نہیں ہوئی۔ کتنے دنوں تک جمع کیا گیا۔ پھر حضرت ابراہیم کو مخفیت میں رکھ کر پھینکا گیا۔ ہلگ اتنی تھی کہ آدمی خود سے وہاں جا کر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کے قریب سے کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ لہذا مخفیت میں رکھ کر حضرت ابراہیم کو ہلگ میں ڈالا گیا اور کہیں ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ ابراہیم کو مخفیت میں رکھ کر ہلگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ اور مخفیت سے حضرت ابراہیم نکل۔ اور وہ درخت سے چلا حکم ہوا۔ جبرائیل کو۔ جبرائیل دیکھو۔ یہ پرندہ جل نہ جائے۔ اس کا رخ موڑ دو اور اس سے پچھو کہ کیوں یہ اپنے آپ کو ایسے جلا رہا ہے۔ جبرائیل نے رخ موڑ دیا اور پوچھا کیوں

اپنے آپ کو جلا رہے ہو کما جبرائیل آپ کیا مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ ارے وہ نہیں پر اللہ کا دوست — اور دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا دوست آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ میں اس کو اس آگ سے تو نہیں پچا سکتا۔ لیکن میں اپنے کو اس کے ساتھ آگ میں جلا تو سکتا ہوں صلوٰت۔

معبت کا اثر دیکھا آپ نے جبرائیل نے کما معبود تو نے سن لیا۔ کیا کہہ رہا ہے کہا جبرائیل اس طالب سے کہہ دو کہ اس نے جو میرے دوست کی معبت کا مظاہر ہو کیا ہے۔ اس نے کہہ دو کہہ میں نے اس کی ایک ہزار ایک حاجت قبول کی۔ جو مانگے یہ طالب میں دوں گھنے جبرائیل نے کما اس نے کما مجھے کچھ نہیں چاہتے۔ میں نے شاید کہ اللہ کے ایک ہزار ایک ہم ہیں۔ مجھے سب ہم اللہ کے ہتا دینے جائیں تو جمل کہیں بھی میں بخوبی ان ہمیں سے اس کا ذکر کرتا رہوں۔ صلوٰت۔

دیکھا آپ نے معبت کا اثر۔ یہ اثر ہے معبت نہیں۔ فیم ابن مسعود اثیمی کو ابوسفیان نے بھیجا۔ یاد رکھئے۔ جس میں مقابلے کی طاقت نہیں ہوتی وہ افواہ کے ذریعے سے۔ پروپیگنڈے وغیرہ سے کام لیتا ہے۔ کمزوری کا سب سے بڑا اسلہ و تھیار کیا ہے۔ پروپیگنڈہ۔ غلط خبروں کا پھیلانا۔ دیکھئے۔ حضورؐ کے مقابلے میں اب خیربر کا مقابلہ تو ابوسفیان کر نہیں سکتا۔ بدر میں اسلام کی سب سے پہلی جنگ۔ فیم ابن مسعود اثیمی کو بلا کر کما کر جا کر دینے میں یہ اڑا دوکر ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ فوج ہے۔ یہ ہے۔ وہ ہے تم لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے اڑا دیا۔ انہوں نے۔ خبر اس افواہ کا اثر کیا ہوا کہ کیونکہ وہ جانشیر تھے رسولؐ کے اس افواہ کا اثر انہا ہوں۔ قرآن کرتا ہے کہ ان کے ایمان میں اور اتفاقہ ہو گیا سورہ آل عمران

وَيَكْتُبُ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ قَدْ جَمَعْتُكُمْ فَخَشُوا هُنَّ أَنَّ النَّاسَ نَعِمُ اثْجَانٍ
 نَّمَّ كَمَا تَحْمَلُنَّ لَئِنْ أَنْوَلُنَّ لَيْهُ جَمْعٌ كَرْكَاهَيْهِ - يَفْكَرْ كَرْكَاهَيْهِ - وَيَكْتُبُ تَمَّ - تَوَسَّ
 جَزِّ نَّكِيَّا - كَيَا كَيَا - ذَادَتْهُمْ إِيمَانًا - أَنَّ كَيْمَانَ كَوْ اُورْ بِرْ حَا دَا اُورْ كَنْنَ لَيْهُ قَالَوْ
 احْسَبْنَا اللَّهُ وَنَعِمُ الْوَكِيلُ اللَّهُ هَارَلَيْهُ لَيْهُ كَانَيْهُ هَيْ اُورْ دَهِيْ بَهْرَنَ كَارْ سَازَ هَيْ دَهِ
 وَابْنَ هَوَيْهُ دَيْكَيْهُ كَيْيَهُ كَاهِيَابَ وَابْنَ هَوَيْهُ .

تو محبت میں صرف محبوب کو بچانا ہے۔ محبوب کی بناہ مقصود۔ محبوب نظر کے سامنے
 ہوتا ہے۔ اگر محبت ہے تو کہ لقائے لیسانی۔ محبت کی جو جگہ ہے۔ اگر محبت دہاں
 ہو گئی جو اس کی جگہ ہے۔ تو پھر اس کا اڑ بھی ہو گا دیکھنے محبت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ
 جب بھی کسی سے محبت ہو گئی تو اس کے دوست سے بھی محبت ہو گئی۔ یہ محبت کی خاصیت
 ہے۔ جتنے اس کے چاہنے والے ہوں گے اس سے بھی محبت ہو گئی اور جو اس کا دشمن ہو گا
 اس سے بھی وہ محبت نہیں کرے گا۔ قرآن کرتا ہے سورہ مجادلہ کی آخری آیت ہے ارشاد
 ہو رہا ہے خطاب ہے تغیر اسلام سے لا تجحد قوماً يوم نون بالله واليوم الا
 خر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا بايئهم او ابناوهم او اخوانهم
 لو عشيرتهم او لوك كتب في قلوبهم لا يمان ولينهم بروح منه ويد
 خلهم جنات تجري من تحتها الانهار خال الدين فيها رضى الله
 عنهم ورضوا عنه لوك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون اے
 میرے جیب لاتجحد قوماً تم نہیں پاؤ گے۔ ان لوگوں کو کہ جن کا ایمان اللہ پر نہے۔
 قرآن کریم میں 114 سورہ ہیں ایک سورہ کا نام مجادلہ ہے اس کی آخری آیت۔ جو کامل
 الایمان ہیں والیوم الآخر اور جن کا ایمان آخرت پر ہے روز قیامت پر جن کا ایمان

ہے۔ تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے محبت کرتے ہوئے دوستی کرتے ہوئے کن لوگوں سے من حاد اللہ و رسولہ ان لوگوں سے جو اللہ کے دشمن ہیں اور جو اس کے رسول کے دشمن ہیں ولو کانوا الباہم چاہے ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں۔ میٹے پوتے ان سب کو ٹھکرایاں گے و انہوں نے اگر اللہ کے دشمن ہیں۔ تو کبھی بھی ان سے محبت نہیں کریں گے چاہے بھائی ہی کیوں نہ ہوں لو عشیرتہم یا ان کے کنے والے قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے ایسے لوگ جو دشمنان خداوند اور رسول سے ہیں یہ کبھی محبت نہیں کرتے۔ خدا ان کا تعارف کرو رہا ہے کہ ان کو کن اعزات سے نوازہ ہے خدا تعارف کرو رہا ہے کما و یکھو۔ پچھاں لو ان کو کہ جو اپنے باپ دادا پوتے میٹے اولاد بھائی قبیلہ رشتہ دار جو بھی اللہ کے دشمن ہیں ان سے محبت نہیں کرتے دوستی نہیں کرتے یاد رکھو یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اولنک کتب فی قلوبهم الایمان ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کی مدد اللہ اپنے روح ایمان سے کرتا ہے۔ یہ کبھی نہ سمجھتے گا۔ کہ اللہ مدد نہیں کرتا یہ تصور کبھی آپ کے دل میں نہیں آتا چاہئے خدا مدد کرتا ہے۔ مدد کرنے کے اس کے طریقے ہیں اور مومنین کی مدد کرنے کو تو اس نے اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔ صلوٰات

لقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومهم فجا وهم بالبيانات فانتقمنا
من الذين اجرموا و كان حقا علينا نصر المؤمنين

مومنین کی نصرت تو ہم پر واجب ہے اللہ نے مومنین کی نصرت کو اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔ تو اپنی روح کے ذریعے سے ان کی مدد کرتا ہے اور یہ دخلونہم فی الجنات

تجھری لور اللہ کو جنت میں داخل کرے گا جن کے نیچے شرس بسہ رہی ہیں اور پھر اس میں سے یہ باہر نہیں آئیں گے۔ خالدین فیہا اس میں وہ ہیشہ رہیں گئے اور رضی اللہ عنہم پہچان لو یکی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ راضی ہے۔ تو جو دشمن خدا اور رسول سے محبت نہیں کرتے۔ دشمن خدا اور رسول یہودی نصیری یہ ان سے محبت نہیں کرتے رضی اللہ عنہم اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ اس کے بعد خداوند عالم پہنچوارہا ہے اولٹک حزب اللہ یہی اللہ کا حزب ہے یہی اللہ کی پارٹی ہے لا آکہ ہو جاؤ۔ خبردار ان حزب اللہ ہم المفلحون اللہ کی پارٹی کا کوئی کچھ بکار نہیں سکتا یہی فلاخ پانے والے ہیں صلوٰت۔

لا ان حزب اللہ ہم المفلحون اگر محبت ہو گی تو وہ محبت چی۔ زبان پر نہیں قلب میں۔ تو وہ خود اپنا اپڑ دیکھائے گی۔ اگر کسی کو ہے اللہ کی محبت، رسول کی محبت اور اللہ نے بھی اپنے محبت کی کسوٹی اجبع رسول کو قرار دیا ہے۔ صرف دعویٰ محبت خدا کا یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک اپنے اعمال افعال سے یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ یہ رسول اللہ کا سچا اجبع کرنے والا ہے اس وقت تک وہ اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا صلوٰت۔

گلری جیز ہے ابھی ایک حدیث یاد آئی ایک شخص سراشد فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں آیا اور امیر المؤمنین سے کہتا ہے یا امیر المؤمنین لئی اجک یا امیر المؤمنین میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں واتولہ فلاخنا اور فلاخ آپ کا دشمن ہے اس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ فلاخ کو جو آپ کا دشمن ہے۔ تو امیر المؤمنین نے فرمایا اما الا فانت احوال لفظوں کو بیان کر دوں تب حدیث سمجھ میں

آئے گی۔ عرب میں جو ایک چیز کو دو رکھتا ہے اسے احوال کہتے ہیں۔ آپ کی زبان میں کیا کہتے ہیں۔ اس کے پاس ایک روپیہ ہے وہ ایک کو دو رکھتا ہے کہ میرے پاس دو ہیں۔ کتنا خوش قسم ہے تو عرب میں احوال۔ جو ایک کو دو رکھنے اور جس کی ایک آنکھ ہو ایک نہ ہو۔ اسے عرب میں عود کہتے ہیں۔ ایک آنکھ ہے اور ایک نہیں ہے۔ آپ کی اردو زبان میں کیا کہتے ہیں کاتا۔ اور جس کے دونوں آنکھیں نہ ہوں اسے کیا کہتے ہیں انداھا اور عرب میں کیا کہتے ہیں اغمی نایبنا تو جو ایک کو دو رکھے۔ اسے احوال بھینگا۔ اور جو ایک آنکھ رکھتا ہے وہ کاتا۔ اور جس کی دونوں آنکھیں نہ ہوں اسے انداھا یہ غرض امیر المؤمنین کو کہتا ہے۔ کہ اے امیر المؤمنین میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور قلائی کو بھی دوست رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تم احوال ہو۔ یعنی ایک کو دو رکھنے والے ہو۔ کہ تم اس وقت احوال ہو۔ ایک کو دو رکھنے والے امامت تعمیٰ اور تبصر یا تو اندر ہو جاؤ۔ یا آنکھوں والے ہو جاؤ۔ صلوٰات۔

یہ کما اللہ سے بھی محبت اللہ نکے دشمن سے بھی محبت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اس لیے کہ لا یتَخَذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ اولیاءً مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ خدا قرآن میں ارشاد فرماتا ہے سورہ آل عمران مؤمنین مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنا سکیں۔ کافر تو اللہ کے دشمن ہیں وہ دوست نہ بنا سکیں۔ مؤمنین کو چھوڑ کر انما المؤمنون اخوه مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کافروں کو دوست نہ بنا سکیں۔ اس کے بعد قرآن کا ارشاد ہے وَمَنْ افْعَلَ ذَلِكَ اور جو ایسا کرے گا مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائے گا تو یاد رکھو کہ اس غرض کا اللہ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ لگاؤ نہیں ہے۔ صلوٰات۔

مخت اگر ہے تو اس کے آثار ہیں۔ مخت ایک عجیب چیز ہے۔ مخت میں انہن اپنے آپ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اپنے کو نہیں سمجھتا۔ یہ کہلا میں کوئی قوت کام کر رہی تھی۔ یہ کس کا کرشمہ تھا یہ مخت کام کر رہی تھی۔ یہ اتنی بڑی اکثریت کو چھوڑ کر حادھر آگئے۔ کیا چیز لائی تھی۔ المم کے ساتھ کئے لوگ ہیں۔ چند لوگ۔ یہ استقلال جو حبیب ابن مظاہر میں آیا۔ کیا چیز تھی۔ کمل سے استقلال آیا تھا۔ یہ مخت تھی۔ یہ مخت کا اٹھ تھا۔ یہ نصیر میں استقامت اور یہ قوت کمل سے آئی۔ نصیر ابن قین یہ مخت تھی۔ نصیر جب میدان میں آئے ہیں۔ تو کیا کہا ہے۔ نصیر نے سبق دیا ہے کہتے ہیں دیکھو انا ظہبیر ابن القین میں نصیر ہوں قین کا پیٹا ہوں اور آج میں آیا ہوں کہ آج مجھ سے۔ اور تم سب سے ایک قرض کا مطلبہ ہے۔ یہ حسین کا ایک قرض ہے تم سب پر۔ قرض کیا ہے مخت۔ اس قرض کا مطلبہ ہے۔ میں اس قرض کو پورا کرنے کیلئے آیا ہوں یہ حکم ہے قرض کا کر قرض خواہ اگر ملتے لو رہ قادر ہے تو فوراً^۱ ادا کرنا چاہئے ایک مرتبہ روح پھونک دی۔ نصیر ابن قین نے۔ یہ اصحاب نے کیوں اپنے کو حسین علیہ السلام کے قدموں پر قربان کر دیا۔ ان میں کل کے کل عباس اور علی اکبر جیسے نہیں تھے۔ اس میں سب علم نہیں تھے۔ اس میں سب ہاشمی نہیں تھے۔ سب اس میں سید نہیں تھے۔ اس میں امتی بھی تھے۔ کالے۔ گورے سید۔ ہاشمی غلام بھی تھے۔ ہر عمر کے اس قائلے میں موجود تھے۔ جتنے رشتے ہیں۔ وہ سارے رشتے اس قائلے میں موجود ہیں۔ چھوٹے بڑے سب موجود ہیں۔ میرا ایک سوال ہے اس مجمع سے کہ دوسری محروم کو یہ قائلہ وارد سر زمین کر لانا ہوا۔ اور 28 رب جب کو مدینے سے نکلا اور دسویں کو شخلافت اور اس کے بعد یہ شام پھر مدینے والیں انصاف سے آپ فرمائیں کہ حسین کے اصحاب و انصار میں کہیں بھی کسی حالت میں۔ مدینے سے اور پھر واپس ہونے

تک۔ کہیں ان میں کوئی اختلاف۔ آپس میں کوئی بھزا ہوا ہے۔ کوئی کسی سے بگوگی۔ وہ
کسی نے کسی کو برا بھلا کیا ہو۔ کسی نے کسی کی شان میں گستاخی کی ہو۔ کہیں کوئی روانی بھزا
مالاکہ سفر میں اچھے لوگوں کی قلی کھل جاتی ہے۔ موسم بھی دیکھا۔ گری بھی سروی
بھی مگر کوئی روانی نہیں ایسا اتحاد آدم سے لے کر آج تک تمام انبیاء کے اصحاب میں ایسا
اتحاد نہیں ملے گا۔ جیسا حسین کے اصحاب و انصار میں۔ یہی وجہ تھی کہ حسین نے اصحاب کو
دیکھ کر کہا کہ چیزیں میرے اصحاب و انصار ہیں۔ میرے نہ کے اصحاب بھی ایسے نہ تھے۔
اس کی بعد ہمارا مجمع سب سے زیادہ اس ذکر کو سنتا ہے۔ تو اس میں تو کہیں اختلاف نہیں ہونا
چاہتے کہ مل کی پیٹ سے واقعہ کر لانا سن رہے ہیں اور اختلاف کا یہ عالم۔ کہ ایک عالم
دوسرے عالم کو نہیں دیکھ سکتا ایک نوجہ خواں دوسرے نوجہ خواں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک
مرفیہ خواں دوسرے مرفیہ خواں کو نہیں دیکھ سکتا ایک اجمیں دوسری اجمیں کو نہیں دیکھ
سکتی۔ یہ کیا بات ہے بگرے گئے تو ایک اجمیں سے دو اجمیں ہو گئیں۔ ذرا سا اختلاف ہو گیا
اس مجلس کے بعد فوراً ”دوسری مجلس رکھ دی۔ یہ اختلاف کیا اور کیوں۔ آپ یہ تو دیکھیں
کہ امام حسین کیا چاہتے ہیں۔ یہ تو دیکھیں کہ اصحاب حسین میں اتنا اتحاد اور ہم میں اتنا
اختلاف۔ وہاں اگر نگاہوں کے سامنے حسین تھے حسینت تھی۔ وہ تو
بہت حسین میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا تو یہ چاہتے تھے کہ اپنے محبوب حسین کو کسی
طریقے سے بچاؤ اور حسین کے قدموں پر اپنے آپ کو شارکو آپ ان کی گفتگو نہیں۔ نبیر
کی گفتگو دیکھنے عباس کے پاس آتے ہیں۔ عباس معلوم ہے آپ کے والد نے آپ کی والدہ
سے کس لیے شادی کی تھی۔ تو عباس نے ایک مرتب اگرداہی لی اور کہا انشبععنی یا
ظہیر خدا کی تکلیف یہ تھی کہ وہ حسین کے قدموں پر۔ حسین کے استثناء پر اپنی جائیں

قریب کر دیں۔ یہ حسین کی۔ نصرت کی اور ہاری اور آپ کی نصرت کیا ہے کیا ہم ان سے بھی مجھے گزرے ہیں کیا ایک قطرہ آنسو کا ہماری نگاہوں سے نہیں آتا کیا ایک قطرہ آنسو کا ہم حسین کی نصرت میں نہیں بحاکتے۔ حسین کے کئے پر عمل نہیں کر سکتے۔ حسین کی سیرت میں اپنی سیرت کو ہم نہیں دھمل سکتے۔ دیکھنے حسین کیا جائتے ہیں۔ آپ یاد رکھنے کا یہ مجلس سید الشہداء۔ یہ فرش حسین ہے آپ کبھی یہ نہ بھجنے گا کہ جب تک حسین کا اشارہ نہ ہو۔ حسین نہ چاہیں یہ آپ اس فرش عزا پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ حسین نے آپکو کیوں بلا بیا ہے۔ آئے سے پلے اس فرش عزا پر قدم رکھنے سے پلے۔ آپ سوچنیں ٹکر کریں۔ اس کے بعد قدم رکھیں۔ کہ آپ مجرم تو نہیں ہیں۔ کھل کر کیوں نہ کہ دوں۔ آپ اگر مجرم ہیں تو آپ اس طرح اس فرش عزا پر قدم رکھیں۔ جیسے حر آئے سمجھ رہے ہیں۔ کیا کہ رہا ہوں میں۔ وہیں پر کھڑے ہو کر پلے قدم رکھنے سے پلے سوچنیں۔ اگر آپ نے حسین کا گناہ کیا ہے۔ لیکن ایک بات کہتا ہوں گناہ بہر حال ہر انسان سے ہوتا ہے سب سے بڑا گناہ ہیوس ہو جائے۔ نامیدی ہے۔ یاد رکھنے گا کہ حر سے بڑا کسی کا کوئی گناہ نہیں۔ معلوم ہے حر نے کیا گناہ کیا۔ علی کی بنی نیت کا دل دکھایا تھا۔ معلوم ہے آپ کو۔ یہ کرلا میں گیر کر حسین کو کون لایا تھا اجر کم علی اللہ لیکن اللہ رے دامن حسین میں دست۔ آتا ہے آیا اور سب سے پلا کلہ کیا کہا ہے معلوم ہے۔ آپ کو سب سے پلا کلہ۔ سمجھتا ہے کہ مولیٰ آیا ہوں آپ کی خدمت میں۔ کما کوئی راست توبہ کا ہے میری۔ مولیٰ کوئی راست ہے میری توبہ کا کیا میں قتل غنو ہوں معاف کیا جاسکا ہوں۔ دیکھنے میں کو یاددا آپ فرش عزا پر قدم رکھنے سے پلے سوچ لیجئے اگر آپ نے گناہ کیا ہے تو یہ کہ کر آئیے مولیٰ میں اس فرش عزا پر قدم رکھ رہا ہوں۔ فرش عزا کیا ہے میرے لئے گنجائش

حدث میں آیا ہے کہ اگر مجلس میں آیا بخواہ تو اب مجلس سے نکلنے کا کیسے ہو گا کولدت امہ اس طرح سے جس طرح کہ ابھی ابھی میں کے پیٹ سے پیدا ہو کر نکلا۔ پاک ہو کر نکلنے کا۔ اور یہ ایک اعزاز اگر آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ ہیشہ محبت کا مظاہرہ فرماتے رہے ہیں۔ تو قدم رکھنے اس طرح سے فرش عزا حسین پر۔ کہ جس طرح سے حبیب آئے تھے۔ جب آئے تھے تو معلوم ہے کہ حبیب کے آئے سے مردوں میں اصحاب دانصار میں جو خوشی تھی۔ یہی معلوم ہوا ہے خیسے میں غلام تھا۔ خیسے میں معلوم ہوا ہے علی کی بیٹی عالیہ فیض معلہ کو معلوم ہوا ہے کہ حبیب آگئے فسہ کو بھیجا کاما جاؤ فسہ حبیب کو کہہ دو کہ علی کی بیٹی نے سلام کما ہے۔ اجر کم علی اللہ۔

ایک جملہ معرفہ سمجھو بیجھے گا آپ یہ آپ سلام کرتے ہیں اسلام علیک یا ابا عبد اللہ یا کسی اور کو کسی مخصوص کو سلام کرتے ہیں اب مخصوص کس طرح جواب دیتے ہیں۔ سچتے کی بات ہے یاد رکھئے قرآن کی آیت ہے کہ جس طرح کسی کو سلام کرو تو اس سے بہتر جواب دو۔ میں نے دیکھا کہ جب کوئی امام پر سلام کرتا ہے میں نے شرح میں دیکھا مظلوم کرلا پر جب کوئی سلام کرتا ہے تو ان کا جواب کیا ہوتا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں اس سلام کا کرنے والا اس کو کیا حاجت ہے تو وہ سچتے ہیں خدا یا اس کی اس حاجت کو پورا کر دے سلام دعا ہے ان کی طرف سے بہتر سے بہتر جواب ہوتا ہے کشف الغمہ میں نے دیکھا کہ ایک کنیر تھی اس نے گلدستہ حسین کو لا کر دیا آپ نے لیا اور اس کنیر کو آزاد کر دیا ایک شخص بیخا خدا۔ اس نے کہا مولیٰ آپ نے اس ایک گلدستے پر اسے آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن نہیں پڑھا کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کے ساتھ بہتر اجتن کرنا چاہتے اس نے گلدستہ مجھے دیا اب اس سے بہتر میری نظر میں کوئی چیز نہیں تھی کہ میں اسے آزاد

کر دوں۔ یہ آنسو یہ حسین سے معللہ ہے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے مرنے پر آپ
 کے جہازے پر حسین آ کر رہیں تو آپ حسین پر روئیے۔ جب بھی کوئی مگروڑے سے گرا
 یہ معلوم ہے وہ کے ساتھ حسین نے کیا کیا ارباب عزا کچھ ہیں اس مجلس میں جن میں امام
 کرنے والے بھی ہیں تو وہ پڑھنے والے بھی ہیں۔ مرفیع خواں بھی ہیں سن لیں۔ حسین نے
 وہ کون کون سے شیید ہیں جن کی لاش پر نوحہ پڑھا مرفیع پڑھا نوحہ بتاؤ۔ آپ کو ایک تو
 حسین نے اپنے جوان بیٹے کیلئے کمال بلوک و انحصار کارے تیرا باپ حسین نیزہ میں تھا
 چھ جا ہوا ہے اجر کم علی اللہ لور دسرے حسین نے جمعہ کا دن ہے امام زمان آج جمعہ کے دن
 کسیں ایک جگہ پر جمن سے نہیں بیٹھے ہیں جمعہ کا دن مجلس عزا حسین میں اور جمعہ کا دن
 کرلا۔ لیکن کرلا میں کمیں کسی ایک جگہ نہیں۔ کبھی خیمہ گاہ میں جاتے ہوں گے۔ دیکھتے
 ہوں گے یہ خیمہ بیان کرلا کا ہے ارے اس خیمے میں زینب اور ام کلثوم حسین اور کبھی بالآخر
 آتے ہوں گے اور کبھی حسین کے جوان بیٹے کی ضریع بغل میں لے کر اسلام علیک احنا
 المخلوم و ابن المخلوم۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور
 رولانے والوں میں قرار دے اور حسین نے نوحہ کیا اپنے جوان بھائی کی لاش پر لیکن کس
 طرح سے بتاؤں آپ کو۔ ہاتھ کر پڑے ہے حسین نے کس کی لاش پر نوحہ کیا ہے اپنے بھتیجے
 قاسم بیان لاش پر۔ خدا کسی بچا کو بھتیجے کا یہ حل نہ دیکھائے حسین نے بھتیجے کی لاش پر بیٹھ کر
 ایک گلہ کما کرے تمہارے بچا پر یہ وقت بڑا دشوار ہے کہ تم اسے آواز دو ایک قلت تھا حسین
 کو کہ بھتیجے کی لاش مگروڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آگئی تھی۔ اجر کم علی اللہ جمعہ کا دن صرکا
 وقت ہے اور یقین ہے کہ امام تشریف فرایہن اور کمیں کمیں نوحہ پڑھا حسین نے پھر کسی
 مجلس میں عرض کروں گا مولیٰ آپ تو خون کے آنسو روتے ہیں ہم خنکر ہیں آپ کے ہم خدا

سے دعا کرتے ہیں خدا یا وہ وقت ضرور آجائے کہ ہم آپ کی زبان سے آپ کے جد مظلوم
کے مصائب نہیں۔ امام آئیں گے کہ سے پہلے جائیں گے مدینہ یہ روایت میں ہے اور اپنی
جده ماجدہ کی قبر پر روئیں گے۔ جده ماجدہ کی قبر سے دہل سے معلوم نہیں جده ماجدہ کو لے کر
کریلا آئیں گے سارے عالم سے خطاب کریں گے دنیا میں جو کوئی جہل کیں ہو گا اس آواز
کو سے گا امام فرمائیں گے یا اهل العالم اے اهل عالم اے دنیا کے لوگو ان الحسین
قتلواعطشانالرے میرے جده ابجد حسین کو پیاسہ قتل کر ڈالا وسیع علم الذین

ظلمواہی منقلب ینقلبون

مجلس چہارم

انَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُوْمِنِينَ انفُسَهُمْ وَآمَوَالَهُمْ بَأْنَ لَهُمُ الْجَنَّةُ الْغَلِيظَةُ

پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیں ہزار انبیاء پیغمبر کس لئے بھیجا تاکہ یہ لوگوں کو نجات دلائیں۔ مقصد بعثت پیغمبر کا مقصد لوگوں کی نجات ہے۔ اس لئے کہ لوگ جاصل ہے خبر بے اطلاع ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ کونسی چیز ہے جو انکی نجات کا باعث ہے اور وہ کونسی شہ ہے جوان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ یہ لوگوں کو نہیں معلوم اس امر سے آگاہ کرنے کیلئے بتانے کیلئے خداوند نہیں و آسمان نے انبیاء پیغمبرے اور ایک لاکھ چوبیں ہزار یہ سارے انبیاء آئے۔ ہر نبی نے اپنے زمانے میں اپنے عمد میں اپنے اپنے عصر میں اس زمانے کے تقاضے کے مطابق ایک شریعت پیش کی۔ کچھ اعمال مقرر کئے بتایا کہ یہ شریعت ہے اس پر عمل کرنے سے نجات ہے اور اس میں ہلاکت ہے اور اپنے اپنے زمانے کے مطابق قوانین بتائے۔ اب آپ ذرا یہ سوچنے بتائیں کہ لوگ پیغمبر کی شریعت پر عمل کریں رسول کی شریعت پر عمل کریں اور اس نبی سے محبت نہ کریں یعنی عمل تو کریں۔ ان کی نجات کیلئے شریعت آئی۔ اعمال آئی۔ اعمال تو بجا لائیں مگر خود صاحب شریعت سے محبت نہ کریں اس سے دشمنی۔ تو آپ بتائیے کیا یہ عمل یعنی تھا شریعت پر عمل بغیر صاحب شریعت کے محبت کئے ہوئے کافی ہے فائدہ دے گا۔ صلوٽ۔

شریعتیں کتنی ہیں شریعت پر عمل اور جم کر عمل بیکل درست یعنی تھیک عمل کرے اور کوئی عمل ترک نہ ہو جس طرح سے صاحب شریعت نے بتایا اس پر عمل کرے مگر صاحب شریعت سے محبت نہ کرے صاحب شریعت سے دوستی نہ ہو۔ انصاف سے فرائیے کیا

یہ عمل اس کو نجات دلائے گا تھا عمل بغیر صاحب شریعت کی محبت کے یہ تو معمولی بات ہے جس میں تھوڑا سا بھی شعور ہو گا ہو اسے جان لے گا اور سمجھ لے گا کہ اس عمل کا کوئی فائدہ مرتب نہیں ہو گا۔ تھا اعمال پر اختیار کر لیتا عمل پر بھروسہ رکھنا نجات کا۔ کہ عمل نجات کیلئے کافی ہے یاد رکھنے تھا عمل کافی نہیں ہے عمل کیا ہے زہمت کی۔ دنیا میں وقت ضائع کیا۔ آخرت میں بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے خسرت الدنیا والآخر دنیا میں بھی محنت کی اور آخرت میں بھی یہ اعمال اس کی خسارات کا باعث ہوں گے۔ دہا دہ کے گا کاش میں نے دنیا میں یہ عمل نہ کیا ہوتا۔ کاش میں نہ کرتا مجھے ہے تو وہ اچھے جنوں نے عمل نہیں کیا دہا میدان حشر میں جانور بھی مخصوص ہو رہے ہیں اور آہیں میں ایک دوسرے سے قصاص لے رہے ہیں تو یہ دیکھ کر کہیں گے اے کاش ہم بھی حیوان ہوتے یا مٹی ہوتے قرآن کتا ہے یقولوا لکافرین کافر کہیں گے اے کاش میں مٹی ہو تا دنیا میں زحمت بھی کی۔ اس زحمت کا یہاں فائدہ نہ ہوا۔

عمل کافی نہیں صرف عمل اور یہ عمل بھی کبھی دبیل جان ہوتا ہے نمیک خاک ہو عمل اس میں کوئی نقص نہ ہو پھر بھی وہ فائدہ نہیں دے گا۔ مثال سے سمجھ لجھے اس وقت مطالب کا ایک طوفان ہے ذہن میں۔ چاہتا ہوں کہ محسین ہو جائے۔ مسئلہ ہے آپ اللہ علیم سے پوچھتے رہتے ہیں۔ مجھے بھی حق ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک شخص اس نے نماز ادا کی اور نیت نہیں کی بغیر نیت صادقة کے قربتہ الی اللہ نہیں کمل نماز پڑھی کیا فرماتے ہیں آپ۔ اس نماز کے بارے میں یہ نماز صحیح ہے۔ کیوں اس لئے کہ نماز پڑھی بغیر نیت۔ بادوضو بھی ہے باطہارت ہے قیام رکوع سجدے بھی نمیک۔ سب کچھ نمیک نیت نہیں کی نماز کی۔ کوئی ہے جو کے نماز صحیح ہے۔ یہ اتفاق ہے مسلمانوں کا جملہ قسماء کا اتفاق ہے۔

اس بات پر کہ یہ نماز باطل ہے یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ روزہ رکھا بغیر نیت کے فرمائیے کہ یہ روزہ صحیح ہے سب کہتے ہیں کہ یہ روزہ باطل ہے۔ کیونکہ بغیر نیت کے ہے۔ صحیح سے شہم تک بھوکارا دن میں کچھ نہیں کھلایا غروب آفتاب کے بعد کھلایا۔ لیکن نیت روزے کی نہیں کی۔ لیکن جملہ مفدرات سے اس نے پرہیز کیا۔ کیا فرماتے ہیں یہ روزہ صحیح ہے۔ کیونکہ نیت نہیں کی ہے۔ یہ نماز یہ روزہ اس کو فائدہ نہیں دے گا۔ نیت جو عبادت کی روح ہے۔ جان ہے۔ بغیر اس کے وہ عبادت مرد ہے۔ اس عبادت میں جان ہی نہیں ہے۔ تو جب مرد ہے۔ تو قطع نظر اس میں نقصان ہے مردے کے ساتھ کیا سلوک ہوتا چاہئے اس کو اپنے سے دور رکھئے یا اس کو دفن کر دیجئے اس لئے کہ فائدہ نہیں۔ نقصان ہے اس کی بدروں سے ضرر پہنچ سکتا ہے۔ اس دنیا میں شامہ کثیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس بدروں کا احساس نہ ہو۔ دیکھئے ہر حداقٹ شے میں یا خوبیوں پالی جاتی ہے یا بُو۔ اگر چیز اچھی ہے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس میں ان دونوں میں سے ایک نہ ہو۔ اللہ میں خوبیوں ہے اگر اللہ میں خوبیوں نہ ہوتی۔ تو حضورؐ کیسے فرماتے الہی اتنی اشم رائحہ الرحمان میں جاتب ایس سے خدا رحمان کی خوبیوں سو گھٹتا ہوں۔ جاتب یمن سے اویں قلن آئے تھے والدہ سے اجازت لی تھی۔ والدہ نے کما تھا کہ جائیے زیارت کیلئے۔ اگر تغیر م موجود ہیں زیارت کر کے آ جائیے۔ اور اگر موجود نہ ہوں تو آپ قیام نہیں کریں گے واپس آ جائیے۔ یہ آئے معلوم ہوا کہ حضورؐ مدینے میں تشریف نہیں رکھتے کب آئیں گے پڑے نہیں آپ یہاں حضورؐ کی زیارت ہے مستحب۔ سنت اور والدین کی اطاعت واجب۔ اب یہاں واجب ہے اور مستحب اگر واجب پر عمل کرتے ہیں۔ مستحب جاتا ہے۔ مستحب پر عمل کرتے ہیں۔ واجب جاتا ہے۔ کس کو ترجیح دنا چاہئے۔ واجب کو۔ کیوں اس لیئے امیر المؤمنین نے بھی فرمایا تھا لا فربته

بالتوافق ان اصراء الفرائض ان سحبات کے ذریعے سے۔ ان مسوبات کے ذریعے سے۔ ان نوافل کے ذریعے سے۔ جو واجبات کو نقصان پہنچائیں ان کے ذریعے سے اللہ کے قریب نہیں ہوا جا سکتا۔ صلوات۔

جمل امر و اثر ہو جائے واجب اور سنت میں۔ تو واجب کو فوقيت حاصل ہے۔ آپ پیغمبر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ خوشبو ہے اُنی اشم رائحہ الرحمن میں جانب الیمن سے خدا الرحمن کی خوشبو سوچتی ہوں۔ جانب یمن سے۔ آپ سے لوگوں نے بتلایا۔ کہ وہ ایسا آئے تھے۔ نبوت میں اور الامت میں بھی خوشبو ہے۔ کیونکہ لام حین نے فرمایا اُنی اشتم عندک رائحہ طبیبته کان رائحته جدی رسول اللہ الامت میں ہے۔ نبوت میں ہے۔ اس طرح بدبو ہے عمل جس میں روح نہیں ہے۔ مردہ ہے۔ اس دنیا میں تو شدید کثیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بدبو کا احساس نہ ہو۔ لیکن میدان حشر میں تو یہ شامہ لطف ہو جائے گا۔ وہاں تو بدبو فوراً ظاہر ہو جائے گی۔ یہ نماز جو پیغمبر نبیت کے ہے۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ روزے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نماز تو اس نے پڑھی تو نبیت نہ ہونے کے سب سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور یاد رکھیجے گا۔ عمل بغیر ولایت کے افزار کے۔ بغیر محبت کے بطریق اولی باطل ہے۔ صلوات۔

مردہ ہے کوئی اثر نہیں ہے عمل۔ جب تک اس میں روح محبت نہ پھوکی جائے۔ وہ بے جان ہے۔ نماز کا کوئی اثر نہیں۔ اگر اس میں محبت روح نہ پھوکی جائے روزہ ہے جو ہے زکوٰۃ ہے خس ہے یہ سارے عبادات ہیں جب تک روح محبت۔ اعمل میں نہ ہو۔ کوئی اثر عبادات کا ظاہر نہیں ہو گا اگر محبت نہیں ہے۔ بدن سے اگر روح بکل جائے۔ یہ ہاتھ

ہے یہ کتنے اعضاء ہیں۔ یہ سب ضلائع ہو جائیں گے۔ سامدہ باصرہ ناطقہ لاسہ شامہ لیکن اگر روح ہے تو یہ سب اعضاء کام کر رہے ہیں۔ ہاتھ وہ اپنا کام کر رہا ہے۔ باصرہ آنکھ وہ اپنا کام کر رہی ہے۔ لیکن اگر روح نکل جائے یہ مارے اعضاء موجود لیکن بے کار۔ تو اسی طریقے سے اگر یہ روح ولایت محمد و آل محمد نہ ہو۔ تو کوئی اثر اس عبادت پر مرتب نہیں ہو سکتا صلوٰات۔

یہ ضروری ہے والذین کفرو و اعمالهم کفار ان کا عمل ایسے ہے۔ جیسے میدان۔ پہاڑ دور سے سمجھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے پانی ہے جب دہاں جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی نہیں ہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر روح ولایت اس میں نہ ہو۔ تما عمل جب آپ یہ سمجھ گئے۔ تو ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کروں خم غدیر سے پسلے خانہ کعبہ میں کہ میں۔ جبراً نکل آئے۔ آپ مدینے کی طرف جا رہے ہیں۔ راستے میں جبراً نکل آئے اور کہا کہ علی کی ولایت کا اعلان کر دیجئے۔ تو حضور نے تسامع سے کام لیا۔ میں بت بیچ کے لفظ کہہ رہا ہوں۔ پیغمبر نے تسامع سے کام لیا۔ فوراً "آپ تبلیغ کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ یا ایها الرسول بلیغ یہ پوری آیت ٹکرے ٹکرے کر کے نازل ہوئی۔ یہ پسلا ٹکرا یا ایها الرسول بلیغ پرسول پہنچا دو۔ تبلیغ کر دو۔ حضور نے تسامع سے کام لیا جب مسامع فرمایا تو دوسرا ٹکرا آیت کا آیا۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اے میرے رسول اگر تم نے اعلان نہیں کیا فما بلغت رسالتہ اگر علی کی ولایت کا اعلان نہیں کیا تو اس کے کسی پیغام کو تم نے نہیں پہنچایا۔ یہاں آپ مطلب سمجھ لجھے۔ وان لم تعفل فما بلغت رسالتہ اس کے کسی پیغام کو تم نے نہیں پہنچایا۔ کیوں جتاب پیغمبر اسلام کی سال تک نماز کی تبلیغ پہنچا پکے اور لوگ عمل بھی کر رہے ہیں۔ پڑھ رہے ہیں نماز روزے

کی تبلیغ ہو چکی۔ حج کی تبلیغ ہو چکی۔ یہ ساری آئیتیں اتر چکیں اقیمو الصلاۃ پیغمبر نے
نماز کی تبلیغ کی اور انتہائے شدت کے ساتھ نماز کی اہمیت کو آپ نے پڑایا کہ نماز کی کیا
اہمیت ہے۔ نمازوں کی خفاقت کرو آئیں آئی پیغمبر نے زور دوا تارک الصلاۃ لا یکون
من امتی سب رفمازی میری امت سے خارج ہے وشفاعتی میں اس کی شفاعت نہیں
کروں گا۔ نماز کی اہمیت بیان کی۔ شدت کے ساتھ اور خود بھی پڑھتے تھے فرماتے تھے
صلوا کمرا اتمونی اصلی نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھو لوگ پڑھنے لگے
روزہ رکھ رہے ہیں حج لله علی الناس حج البت من استطاع الیه
سبیلا تم عبادات کی تبلیغ کر دی۔ خداوند عالم یہ فرار ہا ہے وان لم تفعل اگر علی کی
ولایت کا اعلان نہیں کیا۔ تو نما بلغت رسالت تو اس کے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا یعنی نماز جس
کی تو نے تبلیغ کی ہے۔ لوگوں تک پہنچایا اگر تم نے علی کی ولایت کی تبلیغ نہیں کی۔ تو نماز
کی تبلیغ نہیں کی۔ روزے کی تبلیغ نہیں کی۔ اگر علی کی ولایت کی تبلیغ نہیں کی۔ تو تم نے
کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ حالانکہ پیغمبر پہنچا پکے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ دارودار رسالت۔
ولایت ہے۔ اور یہ ساری عبادتیں مقدمہ ہیں۔ ولایت کا۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ مقدمہ ہے
۔ بس پیغمبر نے اگر ولایت کا اعلان نہیں کیا تو کسی پیغام کو نہیں پہنچایا اس میں ان لم تفعل
آیا ہے۔ ان لم تبلغ نہیں فرمایا۔ اگر تم نے تبلیغ نہیں کر کہ ان لم تقول اگر تم نے نہیں
کما۔ خاص خداوند عالم نے وان لم تفعل فرمایا کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ پیغمبر کو یہ حکم
ہے کہ اے میرے حبیب تبلیغ کے ساتھ ساتھ تم بھی اس پر عمل کر کے دیکھنا دو۔ مرتبہ
خطست میں۔ یہ طریقہ ہے ایک مثال سے آپ کو سمجھا دوں خدا کرے جو میں بیان کرنا چاہے
رہا ہوں ایک طوفان ہے میرے ذہن میں وان لم تفعل عورتوں کی ایک صفت ہے اگر

وہ کسی سے بگز جائیں تو جوان کے منہ میں آئے گا آپ انہیں روک نہیں سکتے۔ کسی میں دم نہیں ہے خدا نہ کرے کبھی عورت بگز جائے۔ صلوات۔

نلخا گزگنی۔ مصر کی یہ نلخا کو کیا ہو گیا ہے۔ جو منہ میں آیا کتنا شروع کیا زلخانے منہ بند کرنے کیلئے عورتوں کی دعوت کر دی بلا یا کھلانے پر تمام عورتیں جمع ہو گئیں۔ تمام عورتوں کو ایک ایک چاقو دے دا کما میرا ایک دوست ادھر سے گزرے گا۔ جب وہ گزرے تو یہ لمبوں کاٹ کر دے دنا اس کے بعد حضرت یوسف کو حکم دیا کہ آپ تشریف لے آئیں تو قرآن یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ یوسف کے دیکھنے میں زبان مصر اس قدر محو ہو گیں کہ قطعاً نااید یہنے لمبوں کے بجائے ہاتھ کاٹ لئے۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں زبان پر کیا ہے ماہنہ باشر یہ بذریعیں ہے۔ یہ عورتیں کہہ رہی ہیں۔ یہ تو کوئی منذب فرشتہ ہے بذریعیں ہے ان ہو لا ملک کریم یہ تو منذب فرشتہ ہے۔ کما پچان لو۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم لوگ میرے بارے میں جو آتا تھا وہی کہتے تھے۔ دیکھ لو اس طرح سے پہنچا لیا۔ یہاں خداوند نہیں آسمان نے حکم دیا میرے حبیب آج علی کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کر کے دیکھلا کہ یہ دیکھو یہ وہی ہے علی۔ کہ جب میں کہتا تھا تم حماراً منہ بگز جاتا تھا۔ پچان لو یہ وہی علی ہے آج وہ یہ فرا رہا ہے وان لم تفعل فما بلغت رسالته اے میرے حبیب اگر تم نے ولایت کا اعلان نہیں کیا۔ تو جو کچھ تم پہنچا چکے ہو وہ سب بے کار۔ ان میں سے کسی کو تم نے نہیں پہنچا لیا اور تم آج سے میرے رسول نہیں ہو۔ مابلغت رسالته کسی پیغام کو نہیں پہنچا لیا۔ تو اب یاد رکھیے گا اس بات کو کہ اگر بغیر اعلان نہ فرمائیں تو رسالت خطرے میں ہے یا نہیں۔ یاد رکھیے گا اگر آپ ساری عبادتیں کرتے رہیں لیکن اگر یہ نہیں ہے۔ تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچا لیا۔ تھا عمل بغیر ولایت کے

اقرار کے۔ معتبر کتابوں میں دعا موجود ہے تعریفیات نماز صحیح میں ہے یہ بھی یاد رکھئے گا کہ نماز دین ہے۔ ایک الگ عبادت ہے کہ اس سے بھی ولایت کو اگر کوئی سمجھتا چاہے تو نماز سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے۔ نماز یہ خالص اللہ کی عبادت ہے۔ رکوع کسی غیر خدا کیلئے جائز نہیں۔ سجدہ غیر خدا کیلئے جائز نہیں ہے۔ نماز غیر خدا کیلئے جائز نہیں ہے۔ زیارت سید الشهداء کے بعد جو دعا ہے نماز زیارت کے بعد اس میں ہے اللهم لک صلیت و لک رکعت ولک سجدت لان الصلاۃ والرکوع والسجود لا یکون الا لک خدیلًا میں نے نماز تیرے لئے پڑھی۔ سجدہ تحریر لئے کیا کیوں اس لئے کہ نماز رکوع اور سجود تیرے علاوہ کسی کیلئے نہیں ہے۔ غیر خدا کیلئے نہیں ہے۔ یہ خالص عبادت اللہ کی ہے جس میں آکر عقل انسان کام نہیں کرتی یہ محمد اآل محمد کیا ہیں۔ اگر خالص اللہ کی عبادت میں محمد اآل محمد پر درود نہ پڑھا جائے تو نماز باطل ہے۔ من لم يصلی علیکم لا صلاة له اسی لئے صدق اآل محمد کا ارشاد ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے ہماری ولایت کو قائم کیا من اقام الصلاۃ فقد اقام ولا یتنی ویکھے یہ خبر العل کا لفظ دو مقالات پر استعمال ہوا ہے۔ اعلان ولایت کیلئے غیر کے مقام پر استعمال ہوا ہی علی خبر العل۔ صلوٰات۔

تو جس نے نماز کو قائم کیا اس نے میری ولایت کو قائم کیا ہر ایک کا درجہ ہے ہر ایک کا مرتبہ ہے رتبے سے گھٹانا یہ بھی جرم ہے اور رتبے سے بڑھانا یہ بھی جرم ہے یاد رکھئے گا اسی طرح نماز کا درجہ ہے نماز کو درجے میں رکھنا ہے۔ اسی طرح ولایت کا درجہ ہے۔ ولایت کو درجے میں رکھنا ہے۔ نماز کو ولایت کے درجے میں نہیں ہونا چاہئے۔ ولایت کو نماز کے درجے میں نہیں ہونا چاہئے۔ صلوٰات۔

نمازِ حج کی تحقیقات میں ہے ان علی امیر المؤمنین قاتل المشرکین مجاہد المارقین امامی و صراطی و حجتی و محجتی یہ دعا کے نفرے ومن لا انق بالاعمال الظاہرۃ لا بولایته والاعتماد به والا قرار بفضائلہ والقبول بحملتہ والتسليم رواتها جن کے یہ اوصاف ہیں۔ علی میرے امام ہیں۔ یہ میری صراط کا راستہ ہیں۔ علی وہ ہیں کہ میں اعمال ظاہری اگرچہ وہ صاف سترے پاک و پاکیزہ ہوں ان پر میں اختیار نہیں کرتا اور میں اعمال کو نجات دلانے والا نہیں سمجھتا۔ اگرچہ وہ صلح ہوں۔ لا بولایته مگر علی کی ولایت کے ساتھ یعنی اعمال کو تنابغیر اس کی ولایت کے میں اس پر اختیار نہیں کرتا۔ صلوات۔

تو معلوم ہوا کہ تنامی اعمال قبول نہیں تو اللہ نماز بغیر ولایت کے نہیں چاہتا۔ روزہ بدوں ولایت نہیں چاہتا۔ حج بدوں ولایت نہیں چاہتا۔ جلد بدوں ولایت نہیں چاہتا۔ وہ نماز کوئی نماز چاہتا ہے وہ نماز با ولایت چاہتا ہے صلوات۔

ولایت روح عبادت ہے روح اعمال۔ اعمال کی جان ایک بات اور عرض کر دوں ایک بات میرے کان میں آسمی تھی میں تو کچھ لور عرض کرنا چاہ رہا تھا بہر حال ہر ایک کا ایک رجب ہے۔ ہر ایک کا ایک درجہ ہے۔ اس کو اس کے درجے میں رکھنا چاہئے روح اعمال یہ محمد و آل محمد کی ولایت ہے اور واضح کر دوں یہ تمام عبادتیں یہ بنzel جسم کے ہیں اور یہ جسم کی روح۔ اور جب تک روح ولایت نہ آئے تو کوئی اثر بھی ظاہر نہیں ہے۔ قبول ہی نہیں ہے۔ فرق سمجھ لیجئے ولایت اور عبادت کے درمیان میں فرق ہے نفیلت اور کمل نفیلت میں وہی فرق ہے جو روح اور بدن میں ہے۔ روح کو فوقیت بدن پر بدرجہ اولی حاصل ہے۔

روح ہے مجمد اور بدن یہ مادی۔ روح کو جو فضیلت حاصل ہے وہی ولایت کو حاصل ہے یہ
افضل ہے بہتر ہے روح جو کہ امریلی ہے تو جو رکھئے عبادات بنzel جسم کے ہیں۔ عبادات
میں ایک ہے توبہ۔ یہ بھی ایک عبادت ہے جو کہ اہم ہے توہہ کے معنی کیا ہیں یعنی گناہ سے
نادم ہونا۔ پیشیان ہونا کوئی گناہ ہو گیا اب پیشیان ہیں یہ ہے توبہ۔ یہ توبہ بہت بڑی عبادت ہے
کہ قرآن کرتا ہے ان الله يحب التوابين اس میں کوئی نجک نہیں ہے کہ اللہ توبہ
کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی توبہ کرنے والا اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ کا دوست بن
جاتا ہے اور تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اجماع ہے توبہ کے بارے میں۔ سب نے اس کو لکھا
و۔ یکمے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا محلح ست کتب اربعہ سب کتابیں اخراج کرد یکمے آپ
سب نے لکھا کہ النائب من الذنب کمن لازنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا مائد
اس مخصوص کے ہے۔ جس نے گناہ عی نہیں کیا۔ یہ حدیث سب نے لکھی یعنی اس نے بالکل
گناہ نہیں کیا۔ تو بہ عبادات جو بنzel جسم کے ہے تو جسم کی یہ خاصیت کہ گناہ سے وہ بالکل
پاک کر دتا ہے۔ تو ولایت جو زوج ہے وہ کس قدر پاک کر دے گی۔ واوٹک ییدل اللہ
سینتهم حسنا یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے گناہوں کو اللہ یقینیوں میں بدل دتا ہے
صلوات۔

ولایت اور محبت ان کی۔ ناقص کو کامل بناتی ہے۔ میرے سامنے بے شمار حدیثیں ہیں
ولایت ایک اہم عبادت ہے۔ یکمے کسی عبادت کے بارے میں اللہ نے اپنے حبیب سے
یہ نہیں کہا کہ اے میرے حبیب اگر تم نے نماز کی تبلیغ نہیں کی۔ تو میرے کسی پیغام کو
نہیں پہنچیا۔ اے میرے رسول اگر تم نے روزے کی تبلیغ نہیں کی تو میرے کسی پیغام کو
نہیں پہنچیا۔ کسی عبادت کے بارے میں نہیں۔ سوائے ولایت کے کہ میرے حبیب اگر تم

نے ولایت کی تبلیغ نہیں کی تو تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچا۔ اب نکتے کو سمجھئے یہ راز ہے کہ رسول اسلام نے اپنی رسالت کی مزدوری ان کی محبت کو قرار دیا۔ صلوات۔

اجر رسالت ان کی محبت کو قرار دیا قل لا استلکم اجر الا المودتی فی
القربابہ قرابت داروں سے محبت کرنا اب قرابت داروں کا دائیہ بہت وسیع ہے حضور کے
قربابہ قرابت داروں میں ابو جمل بھی ہے اب لہب بھی ہے لیکن یاد رکھئے گا کہ ابو جمل رسول کا پچھا
نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پچھا تھے یہ غلط ہے تاریخ انھا کر دیکھئے بہر حال
جو لوگ ابو جمل کو رسول اللہ کا پچھا کہتے ہیں قیامت کے دن یہی ابو جمل ان سب کو اپنا بھتیجا
بنائے گا۔ صلوات پڑھیں۔

حضور کے قرابت داروں کا دائیہ بہت وسیع ہے۔ ہمارے جیسے آدمی جنوں نے دو چار
کتابیں پڑھ لیں مولانا بن کے۔ لوگوں نے کہا جی ہم نے مولانا صاحب سے حدیثوں میں سنا
تھا۔ میں مولانا کا قرابت دار ہوں مولانا کا رشتہ دار ہوں اور مولانا کو خبر بھی نہیں ہے تو جو
خاتیت کے درجے پر ہو۔ ہر شخص چاہے گا کہ رشتہ جوڑ بلند آواز سے درود پڑھیں۔

تب یہدہ ابی لہب اب لہب کے ہاتھ نٹ جائیں اس کا ستیاہاں ہو جائے حضور
کے قرابت دار تو عباس ہیں عبدالملک ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے حضور کے قرابت دار مخصوص
ہیں۔ ان میں علی ہیں فاطمہ ہیں حسن ہیں حسین ہیں جس نے ان سے محبت کی اس نے اجر
رسالت ادا کیا۔ اور جس نے ان سے محبت نہیں کی اس نے اجر رسالت ادا نہیں کیا۔

ولایت ایک ایسا درد ہے دیکھئے ہر دکھ اور درد کا علاج ہے مختصر ساتھ اسے آپ اتنا
سمجھ لیجئے کہ صاحب ولایت یعنی علی ابن الی طالب علیہ السلام شب ہجرت پسر رسول پر آپ

نے جو دعا پڑھی اس دعا میں بر ضاء ابلیبیت نبیک کہ امیر المؤمنین نے کمائے پر ودگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے الٰل بیت نبی کی ولایت کا واط دے کر۔ آپ سمجھیں یہ ولایت ہے کہ رابت بھر لوگ سمجھ رہے ہیں۔ دعا کا اتنا اثر تھا کہ رات بھر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ نبی سورہ ہے ہیں صلوٰات۔

کہ نبی سورہ ہے ہیں تو میں حیران ہوں پریشان ہوں کہ لوگ کیسے کہتے ہیں غلو کا مسئلہ کیا ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ہم کیوں غلو کرنے لگے بھی پچانچئے رات بھر جن لوگوں نے علی ہونبی سمجھا ہم ان کو مشرک کہتے ہیں کیا ہم علی کے بازے میں غلو کریں گے۔ صلوٰات۔

ہم علی کو ان کے درجے سے بڑھائیں گے علی کو علی کے درجے سے کوئی نہیں بڑھا سکتا۔ بھر حال اجر رسالت دیکھنے اللہ کے مدد کرنے کے طریقے ہیں آپ اللہ کی نعمتوں کا لریہ ادا نہیں کر سکتے خداوند زمین آسمان نے حضرت آدم کی مدد۔ اللہ نے گریہ کے ذریعہ حضرت نوح کی مدد طوفان میں۔ حضرت ابراہیم کی مدد آنکہ کو گزار کیا۔ یا نار کو نی دلو سلاما اور حضرت عیسیٰ کو بلا لیا۔ حضرت یعقوب کی مدد اور فخر جیب کی مدد چار بیل کے ذریعے سے کی۔ حزہ ابوطالب یہ اپنے حبیب کی مدد کی ہے۔ اور دو ابن عم جعفر علی کے ذریعے سے کی۔ عورتوں میں جتاب خدیجہ کے ذریعے سے کی۔ علی کی مدد ن۔ ابوزر۔ مقدار۔ عمار یا سران کے ذریعے سے کی لام حسن کی مدد اصحاب کے ذریعے اور لام حسین کی مدد اللہ نے کس کے ذریعے سے کی بتاؤں آپ کو دو بہنوں کے سے کی۔ نام لوں میں۔ آپ کے سامنے آپ تین ماہی کیا عرض کروں آپ کو۔ کہ رم کی چوتھی تاریخ ہے کائنات میں ہر طرف آپ مشغول عزا ہیں۔ ایسا نہیں ہے اس

وقت کائنات کی زبان پر حسین ہیں اور حسین کی زبان پر کیا ہے حسین کی زبان پر زینب زینب۔ زینب کے ذریعے نے مدد کی خدا نے وہ زینب جس نے اپنے دونوں بیٹوں کو حسین کے قدموں پر شمار کر دیا یہ زینب کے بیٹے یہ دونوں شہید ہوتے ہیں اور ان کی لاشیں در خیمہ پر لائی جاتی ہیں کبھی نے خیمے میں یہ خبردی کہ فائززادی آپ کے دونوں بچے مار ڈالے گئے۔ لاش خیمے کے باہر ہے باخدا زینب نے پسلے پوچھا کیا میرے بھائی پر قربان ہو گئے۔ کما گیا ہاں اپنی جانوں کو آپ کے بھائی پر شمار کر دیا۔ خوش ہو گئیں اس کے فوراً بعد کسی نے خبردی کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا۔ لاش در خیمہ پر ہے۔ زینب خیمے سے باہر نہیں نکلیں۔ لیکن جب خبردی گئی تو قاسم کی بہن فاطمہ وہاں پہنچی کہ میرا بھائی مار ڈالا گیا بہن فاطمہ باہر آئیں اور اپنے بھائی قاسم کی لاش پر اپنے کو گرا دیا اور ایک ایسا نوحہ کما کہ کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے سنا ہو اور نہ روایا ہو۔ کوشش بہت کی گئی کہ بہن اپنے بھائی کی لاش چھوڑ دے۔ مگر کسی طرح سے لاش چھوڑنے کو تیار نہ ہوئی۔ کسی نے پوچھا یہ کون ہیں تو کما گیا ہذا فاطمہ اخت القاسم یہ فاطمہ قاسم کی بہن ہے اجر کم علی اللہ۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے دیکھنے شداء کے زغمون کا تذکرہ یہ سب ہوتا رہتا ہے۔ شداء کرلا کی پیاس پر زینب کی پیاس کو فویت حاصل ہے زینب اپنے بھائی کی پیاس سے زیادہ پیاسی تھی۔

شداء کرلا میں یہ تین دن کے پیاسے نہیں ہیں ساتویں سے پانی بند ہوا۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو انھوں کو آئے۔ حسین سے ملاقات کی کچھ نویں کو آئے ہیں اور کچھ عاشور کے دن آئے ہیں ساتویں سے پانی بند تھا جب تک روح کا تعلق جسم سے ہے پیاس کی تکلیف ہے علی اکبر پیاس سے تڑپتے رہے۔ وقت شہادت حسین کا شیر خوار پچھے

پیاس سے بے جین رہا کب تک۔ وقت شادوت تک۔ اور حسین اپنی سوکھی زبان دیکھاتے رہے۔ وقت شادوت تک حسین اولاد حسین و اصحاب حسین یہ کب تک پیاسے ان کی پیاس معتبر روایات میں ہے کہ پیغمبر اور علی ساقی کوثر یہ جام آب لیتے کھڑے تھے۔ تو پیاس کا سلسلہ کب تک رہا عصر عاشور تک۔ جب فضاء میں آواز گونجی لا قتل الحسین بکر بلا یہ پیاس کی تکلیف ختم ہو گئی جام آب تیار ہوا لیکن عصر عاشور کے بعد زینب اب بھی پیاسی تھی۔

لیلی اب بھی پیاسی اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے کیوں زینب کی پیاس کا ذکر نہیں ہوتا۔ زینب کے ذمہ میں حسین کے نخجے نخجے بچوں کی حفاظت ہے کبھی زینب نے اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں پیاسی ہوں اجرکم علی اللہ کیوں نہیں کہا کہ بچوں کا دل نہ دکھے عاللہ غیر معلو نے اپنی پیاس کے بارے اپنی پیاس کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ لیکن اپنے بھائی سے جب رخصت ہونے لگیں ہیں جب کرلا میں جانے لگیں تو کہا تھا بھیا میں جا رہی ہوں ہو سکتا ہے کہ بہن ساری مصیبتوں کو تمہاری بھلا دے مگر ایک مصیبت۔ بن کبھی نہیں بھول سکتی وہ کوئی مصیبت۔ بھیا تیرا فرات کے کنارے پیاسا فزع ہوتا۔ اجرکم علی اللہ۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے اور رولانے والوں میں قرار دے ارباب۔ عزا میں تیری پیاس کو نہیں بھول سکتی اپنی پیاس کا ذکر نہیں کیا اور حسین کی پیاس کیسی تھی۔ جن کو دیکھو حسین کی پیاس کا اثر اور خصوصیت کے ساتھ آپ کو پیغام دیا ہے حسین نے ایک تو اپنے بیمار فرزند کے ذریعے سے۔ الام زین العابدین کے ذریعے سے کہ میرے چاہنے والوں کو سلام اور یہ کہہ دیا کہ ان ابی قتل عطشانا میرا باب پیاسا مار ڈالا گیا اور دوسرے کس کے ذریعے سے اس بچی کے ذریعے سے کہ کرلا

میں جس کی پیاس سے متاثر ہو کر عباس نے اپنے خیبے میں جانا بند کر دیا تھا۔ بچوں کی عادت ہے آپ صاحب اولاد ہیں آپ جانتے ہیں اور جو نہیں ہیں۔ خدا یا انہیں صاحب اولاد فرماتا دیکھنے بچوں کی عادت ہے کہ جس سے چیز کے مٹے کی امید ہوتی ہے بچے اس کے پاس آتے ہیں جب بھی خیبہ میں داخل ہوتے ہیں عباس کا دامن پکڑ لیتی۔ چھپا پیاس نے مارڈالا۔ اجر کم علی اللہ آپ کو کربلا والوں کی پیاس کا اندازہ نہیں ہے میں واضح کرنا چاہتا ہوں آپ تین مانچے میرے سامنے مصائب کا اس وقت ایک طوفان ہے کیا پیاس تھی پیاس کا یہ عالم خیبے میں زمین اس قدر گرم تھی کہ کتب مقابل میں دیکھا کہ پانچ سو فوج مختلف کے افراد رات کو پانی لا لانا کر گھوڑوں کی تاپوں پر بہاتے تھے۔ اس قدر گری تھی اور اندیشہ تھا کہ گھوڑے مرنے جائیں تو جب یہ اشتعاء پانی لا کر اپنے گھوڑوں کی تاپوں پر بہاتے تھے تو زمین سے غبار بلند ہوتا تھا اور وہ غبار اڑاڑ کر خیر حسین کے پاس آتا تھا نہیں بچے در خیبہ سے دیکھتے تھے کہ اشتعاء دریا سے پانی لاتے ہیں اور گھوڑوں کے تاپوں پر بہادتے ہیں ایک مرتبہ حسین کا گزر در خیبہ سے ہوا تو کسی بچی نے کہا بیبا یہ لوگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ اجر کم علی اللہ کہ یہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے جانوروں کا اتنا خیال۔ ارباب عزاء عالم یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے نہیں نہیں بچے ناخنوں سے زمین کھو دتے تھے کہ کوئی حصہ زمین کا نکل نکل آئے تو بچے کیا کرتے کہ اپنا ٹکم زمین کے اوپر رکھ دیتے ایک مرتبہ زمین کی نظر پر گئی قریب آکر دیکھا تو ایک بچہ پیاس سے مر گیا تھا اجر کم علی اللہ ارباب عزاء یہ هل من ناصر ینصرنا کا اثر ہے جس پر آپ رو رہے ہیں۔ شداء کی اس وقت تکلیف یہ تھی کہ حسین کے آواز استغاش پر خود کو حسین کے قدموں پر شمار کر دیں اور آپ کی تکلیف کیا ہے یہی آنسو بہانا۔ یہ حسین کی نصرت ہے انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ اس کا اجر ملے گا

شداء کرطا اس منزل پر پہنچے کہ حسین پاہن عظمت و جلالت ایک مرتبہ حسین نے آواز دی
 شداء کو کما یا ابطال ارے اے شیر و اے بہادر و اے عباس اے علی اکبر مالی انادیکم
 ارے تمیس کیا ہو گیا ہے دیکھو تمیس کون پکار رہا ہے اجر کم علی اللہ دیکھو کون پکار رہا ہے
 حسین پکار رہا ہے اٹھوا اٹھ کر مدد کرو اس کے بعد ایک کلمہ کما ارے اے شیر و هنابنات
 رسول اللہ ارے یہ رسول کی بیٹیاں ہیں اٹھوا اور ان کی مدد کرو کئے ہوئے بدنوں سے
 آواز آئی بیک بیک و سیعiem الذین ظلموا ای متقلب ینقلبون

مجلس پنجم

انَّ اللَّهَ أَشْتَرَى مِنَ الْمُوْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَانٍ لِّهُمُ الْجَنَّةُ الْخَ
 موجودہ زمانے میں جہاں لا دینی کی وباء عام ہوتی جا رہی ہے اسی طرح ایک طرف ایک وباء
 اور پھیل رہی ہے جو اس سے زیادہ مسلک ہے وہ یہ کہ احکام شرعیہ میں اپنی عقول کو لڑانا
 جیسے دیکھنے وہ احکام شرعیہ میں اپنی عقول کو لڑانے کا شوق نظر آتا ہے۔ جب کہ عقل اس
 کی کام نہیں کرتی۔ وہ سمجھنا چاہتا ہے اپنی اس عقل سے جو مادت کا شکار ہے وہ احکام شرعیہ
 کے اسرار کو کیا سمجھ سکتا ہے کن میں ایک آواز ڈالی گئی۔ تاثر یہ دنیا جا رہا ہے کہ امام حسین
 علیہ السلام کی شہادت یہ اتفاقی امر ہے۔ واقع کریلا ایک اتفاقی واقع ہے ہو گیا۔ جیسے دو آدمی
 لوتتے ہیں ایک غالب آ جاتا ہے ایک مغلوب ہوتا ہے جو غالب ہوتا ہے وہ حکومت سلطنت
 لے لیتا ہے۔ حسین اور یزید ان کی بھی اس طرح ایک اتفاقی جنگ تھی یزید غالب آیا یزید
 کے لشکر نے حسین کو موت کے گھاٹ اتار دیا شہید کر دیا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ امر اتفاقی
 نہیں ہے۔ حسین مظلوم کی شہادت اتفاقی نہیں ہے واقع کریلا یہ اتفاقی واقع ہمیں ہے اگر
 واقع کریلا اتفاقی ہوتا اور حسین کی شہادت اتفاقی ہوتی تو دنیا کے دوسرے واقعات کی طرح یہ
 واقع بھی تاریخ کے اور اق کے پرد ہو جاتا۔ بہت سے بادشاہ آئے لڑے جنگ کی اور ان کے
 نام بھی لوگوں کو تمیک معلوم نہیں ہیں اور یہ واقع کریلا جتنے دن گزرتے جاتے ہیں اتنی ہی
 زیادہ۔ آج کوئی ایسا پچھہ بھی نہیں ملے گا جو واقع کریلا سے واقف نہ ہو۔ درود پڑھیں۔
 اس منیے میں کتنا ذکر ہوتا ہے واقع کریلا کا۔ شہادت امام مظلوم کا اتنا ہی اس میں

تازگی بوصتی جاتی ہے یہ واقع کرنے ہوتا ہی نہیں یہ مبالغہ نہیں ہے اور نہ غلو ہے جو میں کہ رہا ہوں۔ جیسے قرآن آپ پڑھیں مسلسل بار بار پڑھنے نے جیسے قرآن قرآن کرنے نہیں ہوتا اسی طرح سے واقع کر لانا بار بار پڑھتے جائیے تازگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے وہ پرانا نہیں ہوتا۔ درود پڑھیں۔

اس واقع کی تاریخ کو سمجھئے قادر مطلق نے عالم ارواح میں امام حسین سے امام حسین کے نفس کو خرید لیا تھا اور اس کی خبر بھی کی ان اللہ اشتری من المؤمنین یقیناً اللہ نے خریداً اشتری فعل ماضی ہے گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرتا ہے یقیناً اللہ نے خریداً قرآن نازل ہونے سے پہلے گزرے ہوئے زمانے میں خریداً من المؤمنین مومنین سے خریداً ان کے جان لی جانوں کو خریداً اور ان کے اموال کو خریداً اور دیا کیا بان لهم الجنة اور ان کے لئے جنت قرار دی۔ یعنی جنت کے بدلتے میں ان کی جانوں کو خریداً اسی طرح خریداً کہ تمام انبیاء اوصیاء آئمہ ان سب کو بیٹایا۔ خبر دی واقع کر لانا کی۔ یہ صرف ہمارے نبی ہی کو بیان نہیں کیا گیا تمام انبیاء سے اس کو بیان کیا واقع ہونے سے پہلے۔ حضرت آدم سے بیان ہوا حضرت نوح سے بیان ہوا تورات میں ہے انجیل میں قرآن میں تمام آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے کوئی آسمانی کتب واقع کر لے کے ذکر سے خالی نہیں۔ آپ کبھی یہ خیال نہ سمجھے گا کہ صرف قرآن میں ہے۔ یہ واقع تمام کتابوں میں ہے اس لئے فرمایا وعداً لیه حقاً فی التورات ولا نجیل والقرآن صرف میں ہی نہیں۔ توریت انجیل میں بھی ہے تو یہ واقع کر لے۔ یہ کوئی اتفاقی واقع نہیں۔ امام حسین کی شہادت اتفاقی نہیں۔ اگر اتفاقی ہوتی بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں لوگ انہیں فراموش کر دیتے ہیں۔ یہ بھی فراموش کر دیا جاتا۔ یہ امر حقی ہے کہ واقع تھا ہو گیا درود پڑھیئے۔

اس واقع کے اثرات دیکھئے اس مجلس میں بیان کروں جب امام حسین وقت آخر اپنے بتا کی قبر سے رخصت ہونے آئے اور بتا کی قبر پر سر رکھ دیا نہیں آگئی اب بتا سے خطاب کیا کہ آپ مجھے قبر میں لے لجئے ہی بغیر اکرم نے فرمایا بتا اخراج الی العراق ان الله شاء ان يرء قتیلا و معمنا بدمک و ان لک درجه الا بشهادة بتا عراق کی طرف جاؤ کیوں کہ اس لئے کہ مشیت اللہ اور اس کا حقیقی ارادہ اس امر سے متعلق ہے کہ تم شہید کیتے جاؤ اور اپنے خون میں آلوہہ ہو اور یقیناً "ایک درجہ ہے تمہارا کہ لاتالها جس کو تم پا نہیں سکتے اس درجے تک تم پہنچ نہیں سکتے مگر شہادت کی وجہ سے شہادت کے سبب سے بعض کتب مقابل میں لن تفالہا ہے اور بعض میں لا تفالہا ہے کہ شہادت کے ذریعے سے ان الله شاء اس میں اللہ کا حکم دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نے امر کیا یہ بھی نہیں فرمایا حکم اللہ کے اللہ کے حکم دیا ہے۔ شہید ہونے کا اوجب بھی نہیں فرمایا کہ اللہ نے واجب کیا ہے۔ یہ بھی نہیں فرمایا الحرم بھی نہیں فرمایا کہ اللہ نے شہادت کو لازم قرار دیا ہے اور اس طرح کا کوئی صیغہ استعمال نہیں کیا بلکہ شاء فرمایا کہ اللہ کی مشیت یہ ہے۔ مشیت اللہ سے مافق کوئی شے نہیں ہے بلا کوئی شے نہیں ہے ان الله خلق الاشياء بالمشیته و خلق المشیته بنفسها اس میں کوئی تحرک نہیں کہ اللہ نے اشیاء کو تمام چیزوں کو پیدا کیا اپنی مشیت سے مشیت کے ذریعے سے اور مشیت کو خود مشیت سے پیدا کیا تو مشیت سے مافق کوئی امر نہیں کوئی شے نہیں۔ تمام امور و اشیاء سے مافق ہے مشیت اس لئے شاء فرمایا کہ امام حسین کی شہادت قفار تبرم تھی خود حسین شہادت تھے۔ یہ ظاہری جسم کا قتل ہوتا یہ بڑا نہیں ہے۔ شہادت یعنی شہود عند الرہب یہ معنی ہیں اور تمام حقائق اور واقعائی اشیا کا علم بخوب شہود۔ آپ سمجھ رہے ہیں۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ خدا لم

یزل ولم یزل اس نے روز اول ہی شہادت کا درس دے دیا تھا۔ یہ قضا و شہادت یہ
تمن، قباء شہادت خیاط ازل نے پہلے ہی سے ان کو ان کے زیب تن کر دیا تھا۔ توجہ ہر
شیئے اپنے عالم میں کمال تک پہنچنے میں مونختی ہے تکالیف۔ شدائد یہ ساری چیزیں ہیں ان کا
سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شمع جب تک ہلتی نہیں وہ دوسری چیز کو روشن نہیں کرتی جب جلتی ہے
تب روشن کرتی ہے لوبما جب تک گرم نہ کیا جائے آگ میں اس میں کمال بلندی پیدا نہیں
ہوتا اسی طرح سے ساری چیزیں۔ وہ شہادت ایک امر حقی ہے اس کے لئے یہ مصائب یہ
تکالیف یہ شدائے ہونے تھے۔ درود پڑھیں۔

کہا اخرج الی العراق، عراق سے مراد یہ ظاہری عراق نہیں ہے جس طرح سے قرآن
اس کا ایک ظاہر ہے۔ ایک باطن ہے۔ قرآن یہ ایک معہ ہے اس کا حل سوائے محمد و آل
محمد کے کسی کے پاس نہیں ہے۔ سوال یہ ہے خداوند زمین و آسمان نے اس قرآن کو معہ
کیوں نازل کیا۔ ایسا نازل کر رہا سب سمجھتے۔ یہ معہ کیوں نازل کیا اس لئے معہ نازل کیا
ہاکہ ہر شخص مجبور ہو محمد و آل محمد کی ذمہ داری پر آنے پر۔۔۔ ہر ایک کو یہاں آتا پڑے
گا۔ اس لئے خدا نے قرآن کو معہ نازل کیا تو اس طرح قرآن کے ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔
باطن 70 بلوں۔ اسی طرح کلام معصوم۔ یعنی حدیث اس کے بھی ظاہر اور باطن ہیں۔ یہ
حدیث قرآن سے سُکم نہیں ہے اگر کوئی کے کہ حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ تو سنئے قرآن اور
حدیث یہ حدیث بھی کلام خدا ہے کیا آپ نہیں پڑھتے وما ینطق عن الھوی ان ہو
الا وحی یوحی یہ قرآن خود کہتا ہے کہ یہ حدیث بھی قرآن ہے میرا جیب اپنی طرف
سے کلام نہیں کرتا وہ تو ایک وحی ہے زبان اس کی ہے کلام میں کرتا ہوں تو حدیث بھی کلام
اللہ ہے۔ ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا رہا ہے جس کامیں نے نام رکھا ہے ہوا پرسست کہ وہ کہتا ہے

ہر بات کو کہ قرآن سے دیکھائیے قرآن میں کمل ہے۔ ان کا فرمایا ہی یہ دلیل ہے کہ قرآن میں ہے۔ اگر قرآن میں نہ ہوتا تو یہ کبھی نہ کہتے۔ درود پڑھئے۔

قرآن اور حدیث مقام تحدی ہے چیخنے ہے قرآن۔ کیونکہ مجرہ بیان گیا۔ یہ حدیث کیونکہ مجرہ نہیں ہے کلام ہے۔ الماصل اگر میں نہ ہوتا خدا نہ ہوتا خدا نہ کہتا زبان اس کی ہے وہ جو چاہتا ہے کہتے ہیں اگر قرآن میں نہ ہو۔ تو کبھی بھی یہ نہ کہتے۔ تو جس طرح سے اس کا ظاہر اور باطن ہے۔ اخرج الی العراق تو ظاہر یہ ظاہری عراق ہے اور باطن اے جسیں تمام تعینات اور تمام عکرات سے منزہ ہو جاؤ اب خلق سے خالق کی طرف سفر کرو۔ درود پڑھیں۔

مثلاً دے دوں حضرت موسیٰ کو خداوند عالم نے طور پر دعوت دی بیانیا۔ جس طرح ہمارے نبی کریم کو دعوت دی کہ قاب قوسین اور اولی۔ معراج پر بیان حضرت موسیٰ کو جب اس نے بیانیا تو دو امر تھے۔ حکم تھے۔ ایک ظاہری حکم تھا ایک بالمنی۔ جناب موسیٰ کو دو طرح۔ کا حکم دیا گیا تھا ظاہری حکم تو یہ تھا کہ فخلع نعلیک بانک فی الوادی المقدس طوی اے موسیٰ جو تیاں اتار کے آؤ۔ یہ وادی مقدس ہے اور بالمنی حکم یہ تھا جناب موسیٰ کو کہ اپنے الی بیت کی محبت دل سے نکل کر آؤ صرف میری محبت لے کر آؤ۔ یہ جناب موسیٰ کو بالمنی حکم تھا کہ صرف میری محبت لے کر آؤ۔ اپنے الی بیت کی محبت وہیں چھوڑ کر آؤ۔ ہمارے نبی کریم کو بھی دو طرح کا حکم تھا۔ ایک ظاہری اور ایک بالمنی۔ ظاہری حکم تو ہمارے نبی کو یہ تھا کہ ابے میرے جیب جو تیوں سمیت آؤ۔ یہ تو ظاہری حکم تھا بالمنی حکم یہ تھا کہ اپنے الی بیت کی محبت لے کر آؤ جو عین دین ہے۔

متوات۔

یہ حکم تھا دونوں پیغمبروں کو اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ ظاہری اور باطنی سے اخراج الی العراق عراق ظاہری اور باطنی۔ اب سفر کو خالق کی جانب۔ امام حسین سے سرکار دو عالم نے فرمایا ان لک درجتہ حسین تم حماراً ایک درجہ ہے پیغمبر ﷺ کے اس لک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ درجہ کیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کونسا درجہ ہے حسین امام ہیں امامت کے درجے پر فائز ہیں مخصوص ہیں۔ درجات ہیں امامت ہے ولادت ہے ولادت ہے نبوت ہے رسالت ہے اولوا للهم ہے اور خاتمت۔ حسین امامت کے درجے پر فائز ہیں صفت کے درجے پر فائز اور تمام کملات۔ ان میں پانچ موجود۔ تو یہاں کونسا درجہ ہے جو شحدات کے ذریبہ حاصل ہوا۔ یہ سمجھنا چاہئے۔ کونسا درجہ ہے۔ امام ہیں امام کو کیا ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ کوئی نقش نہ ہو۔ امام کو تمام عیوب سے پاک ہونا چاہئے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی نقش نہیں ہونا چاہئے تمام کملات اس میں پانچ موجود ہوں تمام کملات سے خداوند عالم ان کو آراستہ کر کے پیدا کرتا ہے۔ ابھی آپ سن رہے تھے۔ علم یہ بت بڑی فضیلت ہے اور یہ علم دہیں سے پڑھا کے ان کو بھیجا جاتا ہے اور اس دنیا میں آنے کے بعد یہ کسی کے سامنے زانو تلیٹے نہیں کرتے۔ کسی سے پڑھتے نہیں یہ دہاں سے پڑھا کے بھیجے جاتے ہیں علمہ الشدید القوى پڑھا کر بھیجا ہے اور ضرورت بھی نہیں ہے یہاں پڑھنے کی۔ مثل سے سمجھ لجھتے دیکھتے یہ چراغ جو محل سے جلتا ہے اس کو آپ جلاں میں ماچس یا آگ ہو گی۔ تب آپ اسے جلاں میں گئے بغیر اس کے چراغ نہیں جل سکا۔ لائیں بغیر ملنے کے جل نہیں سکتیں۔ کیوں اس لئے کہ اس چراغ کا تعلق مادہ نور سے منقطع ہو چکا ہے۔ لہذا دہاں ضرورت ہے تو جہاں یہ تعلق برقرار رہتا ہے وہاں ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو علم

لینے کی کیا ضرورت تھی ان کا تو تعلق کبھی خدا سے منقطع نہیں ہوا۔ ان کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال امام ہیں۔ عمدہ الملت پر فائز ہیں۔ معموم ہیں۔ اور تمام فائض اور عیوب سے منزہ و مبرأ ہیں پھر وہ کون سا درج ہے۔ کیا حکامت کے بعد جسیں مرتبہ نبوت پر فائز ہو گئے نبوت ایک بہت بڑا درج ہے۔ نبوت سے ما فوق رسالت ہے۔ رسالت سے ما فوق اولو الاعظم ہوتا۔ اولو الاعظم کے ما فوق کیا ہے۔ خاتمت خاتم ہوتا یہ خاتمت قوس صعود کا نکتہ آخر ہے۔ امکان اور ممکن کی ترقی کا نکتہ آخر ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں۔ جس طرح ایک وقت میں دو خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک وقت میں دو خاتم النبین نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ خالق کا کوئی مثل نہیں۔ اس لئے خداوند عالم نے خاتم النبین کا مثل پیدا نہیں کیا۔ نکتے کی پلت یاد رکھئے گا۔ یہ راز تھا جب برائی جیسی برق رفتار سواری دے کر بلایا اور قاب قوسین پر بلایا۔ مسلمان کو بلا کر ایسے ہی نہیں بھالیا جائے گا کچھ پلت چیت گھنکو ہوئی ہو گی تو یہ اتفاق ہے۔ کہ ایسی بدن غیری میں تغیر ہے۔ ایک ایسے مقام پر کہ کائنات ان کے زیر قدم وہاں پیغمبر سے گھنکو کلام کرنا ہے اور اللہ کے کلام کرنے کیا معنی ہیں کہ اللہ متكلم ہے۔ صفات بیویتی یعنی وہ صفات کہ عتلہ۔ جن کا پایا جانا وجود میں ضروری ہے۔ ان میں ایک صفت کہ وہ عالم ہے۔ قادر ہے۔ حی ہے۔ متكلم ہے۔ تو متكلم ہونے کے کیا معنی ہیں۔ معنی ہیں موجود کلام۔ یعنی اللہ کلام کا ایجاد کرنے والا ہے۔ درخت سے کلام ایجاد کر دیا کما خدا کلام کر رہا ہے جیسے حضرت موسیٰ سے یا درخت میں یا پتھر میں یا کسی بھی چیز میں اللہ کے متكلم ہونے کے معنی یعنی اللہ موجود کلام۔ کلام کا ایجاد کرنے والا ہے اب یہاں کیوں نکر اور کیسے کلام ایجاد کیا جائے اپنے جیب سے۔ اب جسم و جسمانیہ کا مسئلہ اور بتلانا یہ ہے کہ میں جیب کو وہاں لے گیا جہاں کسی کی محل نہیں کسی کا گزر ہی

نہیں ہو سکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جرائل تو بچھے ہی رہ کئے تھے۔ سدرۃ المسجی پر یہ کہ کر۔ لو دنوں انبلنہ لاحترقت اگر میں ایک انگلی بھی آگے بڑھتا ہوں تو خطرہ ہے تپش انوار الہی سے کہیں بل وپر جلس کر ہی نہ رہ جائیں۔ یہ ہے میری حد۔ میں اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر میں اپنی حد سے آگے بڑھتا ہوں تو اندریش ہے۔ جرائل نے سید الملا کے نے مسئلہ بہت اچھا حل کر دیا کہ دیکھو یہ یاد رکھو اپنی حد سے آگے بڑھنے کا نتیجہ جانا ہے۔ کائن و من کان جو بھی اپنی حد سے آگے بڑھے گا جو بھی ہو گا جعلے گا۔ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے اب خدا نے دہل کیسے کلام کیا اللہ کے حکم ہونے والا مسئلہ۔ اگر آنا "فانا" دہل کوئی جسم خلق کر دیا جائے اور اس کے ذریعے سے کلام کیا جائے تو پھر اس میں نبی کی فضیلت اور انفرادت ختم ہو جاتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ وہ جسم جو خلق کیا وہ افضل ہوا جا رہا ہے۔ تو اب کیا ہے لہذا اب قدرت نے طریقہ نکالا۔ کلام کرنے کا کہ کوئی ایسا ہونا چاہئے کہ میرے صبیب کے جسم میں اور اس کے جسم میں کوئی فرق نہ ہو۔ جس کا گوشت اس کا گوشت ہو۔ درود پڑھیں۔

تو ان لک درجہ ایک درجہ ہے وہ کونا درجہ ہے کیا الام حسین شہادت کے بعد رسول ہوں گے۔ یہ بھی نہیں ہے۔ اولواعظم ہوئے۔ خاتم النبی ہوئے نہیں۔ یہ تو کفر ہے نہ عذ بائش ایسا نہیں ہے۔ وہ کونا درجہ ہے کہ حضور نے یہ بتایا کہ ان لک درجہ حسین تمہارا ایک درجہ ہے۔ تم دہل تک پہنچ نہیں سکتے الابالشهادۃ درجہ شہادت پر فائز ہونے کے بعد۔ تم اس تک پہنچ سکتے ہو وہ ملے گا درجہ۔ دیکھیے وہ درجہ طولی نہیں ہے عرضی ہے۔ خداوند نہیں آسمان کا فیض غیر ملتا ہے۔ جو فیض بھی حاصل ہو اس کے باوقوف فیض ہے۔ یہ کہیں نہیں ہو سکتا۔ یہ درجہ سے مراد شفاعت کبریٰ کا درجہ ہے۔ شفاعت

کبریٰ قیامت میں شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے مگر سب سے زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہو گی جن کی امام حسین نے شفاعت کی ہو گی۔ دنیا میں جس نے بھی حسین سے تعلق پیدا کیا ہے۔ کسی طرح سے تو جب خطاب ہو گا یا لیہا النفس الطمثہ ارجعی الی ریک راضیتہ مرضیتہ جب ان کو حکم ہو گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو امام حسین تھا نہیں جائیں گے۔ دنیا میں جس نے بھی حسین سے ربط رکھا ہے۔ حسین سے ربط کوئی حسین پر رو کر تعلق رکھتا ہے۔ کوئی آکر رونے کی صورت ہنا کہ ربط رکھے۔ کوئی مجلس بہا کر کے ربط رکھے کوئی مصائب کوئی حسین پر رو کر تعلق رکھتا ہے کوئی آکر رونے کی صورت ہنا کہ ربط رکھے کوئی مجلس بہا کر کے ربط رکھے۔ کوئی مصائب بیان کر کے۔ کوئی حسین کے نام پر پالنی پلا کر۔ جس طرح سے بھی ہو حسین کو جب حکم ہو گا۔ حسین ان سب کو ساقھے لے کر جائیں گے کسی کو آپ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ حدیث میں دیکھا کہ ایک شخص آئے گا۔ محشر میں بہت پریشان۔ جدھر جائے گا کوئی اس کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔ ایک مرتبہ اس کے کان میں ایک آواز آئے گی کہ تم حسین کے پاس چلے جاؤ تم نے دنیا میں حسین سے کوئی معاملہ کیا۔ تو اس وقت اسے یاد آجائے گا وہ حسین کے پاس آ جائے گا۔ حسین کے پاس جا کر وہ ذکر کرے گا۔ ہر وہ شخص جو مجلس میں روتا ہے۔ ایک نوشتہ اس کے ہاتم پر لکھ کر رکھ دیا جاتا ہے فائل میں۔ نامہ اعمال میں لکھ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس میں لکھا ہوتا ہے هذا اشتیری به ابو عبد اللہ الحسین یہ وہ چیز ہے جس کو ابو عبد اللہ الحسین نے خریدا ہے دیکھئے ہر قدرہ ایک کا هذا اشتیری به ابو عبد اللہ الحسین الحاصل تو شفاعت کبریٰ شبالت کے بعد۔ خداوند عالم نے حسین کو دی ہے۔ اور بھی کچھ چیزیں خدا نے دی ہیں۔ ایک تو امامت آپ کی اولاد میں ہے الامام فی ذریته امام آپ

کی ذرست میں والخقاء فی تریت اور شفا آپ کی تریت میں واستجابتہ تحت قبہ اور
تحت قبہ سید الشهداء قبولت دعا کی جگہ ہے۔ یا یوس نہ ہوں۔ آپ خصالک حسینہ میں شیخ
جعفر شتری نے لکھا کہ جس جگہ حسین علیہ السلام کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ اس جگہ کا حکم
قبہ حسینہ کا ہے۔ دہل دعا رد نہیں ہوتی۔ اگر کوئی دعا کر کے دہل دعا رد نہیں ہوتی
واستجابتہ تحت قبہ سید الشهداء دعا رد نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی
کوئی دعا کرتا ہے اور جس دعا کو اللہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ فلاں
فہنس کی دعا تحت قبہ سید الدشاداء لاڈیہل سے بلند کرو۔ تو میں اس دعا کو قبول کروں
گا۔ کیوں دعا قبول ہے۔ اس لیے کہ یہ حسین کا بلایا ہوا ہے۔ حسین کا جہاں ہے اور امام
حسین کے سہمن کی خواہش اگر رد ہو جائے۔ تو اس میں حسین کی دل ٹھنکی کا اندر شہ ہے۔
اور حسین کی دل ٹھنکی نہ اللہ کو منظور ہے۔ اور نہ اس کے رسول کو منظور ہے ان لک
درجتہ وہ شفاعت کبریٰ کا درجہ ہے بن تعالیٰ لا۔ شہادہ وقت کم رہ گیا۔ آخری پات عرض
کر دوں اسے آپ سمجھ لیجئے دیکھئے سرکار دو عالم نے آخری حدیث میں۔ آخری وقت یعنی
وقت اختصار یعنی بعض روح کے وقت۔ فاطمہ موجود ہیں علی موجود ہیں حسین موجود ہیں
آپ نے حسین کو اپنے قریب بلایا وضمه الی صدرہ اور حسین کو اپنے یعنی سے لگایا
اور اوہر فاطمہ تشریف فرمائیں۔ علی ہیں حسین ہیں اس وقت حسین کو قریب بلایا یعنی سے
لگایا اور حسین کے آہستہ سے کان میں فربایا۔ آپ نے فربایا کہ بیٹا عاشور کے دن میری امت
کو بھلانا نہیں۔ میری امت بہت گناہ گار ہے امت کو فراموش نہ کرنا۔ یہ کما حسین روئے۔
بہت روئے وفات رسول کے بعد امیر المؤمنین نے پوچھا کہ بتا نے کیا کما تھام بہت روئے
تھے۔ کما بتا نے کما تھا کہ عاشور کے دن میری امت کو نہ بھلانا۔ یہ حسین نے اپنے بتا کے

حکم پر عمل کیا۔ وہ آخری وقت امام فرماتے ہیں والشمر جالس علی صدرہ شر امام حسین کے سینے پر ہے اس وقت خود یہ شمر راوی ہے کہتا ہے کہ میری نظر حسین کے لبوں پر پڑی جب تمام مقدمات میں طے کر چکا۔ میں چاہتا تھا کہ سر حسین کو بدن سے جدا کروں ایک مرتبہ حسین کے لبوں پر میری نظر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ حسین کے لبوں میں جنیش ہو رہی ہے حرکت ہو رہی ہے۔ تو مجھے خیال آیا کہ کیس ایسا تو نہیں ہے کہ حسین میرے لیے بد دعا تو نہیں کر رہے تو اس نے کہا کہ میں نے جگ کر کان لگایا۔ تو میں نے سنا کیا سنا کہ حسین فرماتے ہیں کہ خدا یا میں نے اپنے وعدے کو پورا کیا۔ میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جوان بھائی دوں گا میں نے دے دیا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے جوان بیٹے کو تجھے دے دیا۔ اب تو اپنا وعدہ پورا کر اب مجھے شفاعت کا موقع عطا کرتا۔ ارباب عزاب بخار الانوار کے الفاظ ہیں کہ اب شر چاہتا ہے کہ امام حسین کو قتل کرے فضاحک الحسین حسین بلند آواز سے نہ دیئے۔ آپ نے غور کیا سوچا کہ امام حسین کیوں نہ دیئے علامہ در بندی نے چھ سلت و جھیں لکھی ہیں۔ اسرار الشہادہ میں امام حسین کے ہنسنے کی۔ مگر ان میں سے کوئی وجہ میرے ذوق کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے میں بیان نہیں کرتا جو وجہ ہنسنے کی میری سمجھ میں آتی ہے وہ آپ سن لیں اگر اس وقت آپ کو روٹا نہ آئے تو نہ روئے گا اس لئے کہ روئے کا مودہ ہوتا ہے خود امام علی رضا علیہ السلام نے این شبیب سے فرمایا تھا کہ ابن شبیب دیکھو کہ جب مودہ ہو اور دل چاہے روئے کا۔ تو میرے جد ابجد حسین پر روٹا کیوں فانہ ذبح کما یدبح الکش اس لئے کہ میرے جد مظلوم حسین جانوروں کی طرح ذبح کر دیئے گئے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں

نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے یہ کیا فوارہ ہے ہیں
 امام علی رضا علیہ السلام۔ امام فوارہ ہے ہیں کہ جانور کو جب لوگ ذبح ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں
 تو کوئی نہیں کہتا کہ تم کیوں ذبح کر رہے ہیں اسی طرح فرزند زہراء کو شمر ذبح کر رہا تھا اور
 سب دیکھ رہے تھے کسی نے نہیں کہا اور شریہ کیا کر رہا ہے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو
 کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اگر ہو
 گا مدد تو روئے گا ایک بات یاد رکھئے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کا سر
 کے کنارے پیاسہ ذبح کیا گیا ہو۔ اور نہ یہ دیکھا کہ کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کا سر
 نوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہو۔ اجر کم علی اللہ دو وجہ ہیں ہنسنے کی ایک وجہ ہنسنے کی یہ سمجھ میں¹
 آتی ہے کہ حسین یہ دیکھ رہے تھے کہ جب اہامیل کو ابراہیم نے ذبح کرنے کے ارادے
 سے لٹایا۔ حکم تھا ذبح کرنے کا لٹایا تو بدلت واقع ہوا فدیہ آگیلہ اہامیل بچ گئے حسین سوچ
 رہے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو فدیہ آجائے اور میں شہادت سے رہ جاؤں۔ جب یہ تمام
 مراحل طے ہو چکے تو حسین نہ دیئے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اب مجھے
 شفاعت کا حق حاصل ہو گیا۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے اور ایک
 دوسری وجہ جو میں سمجھا ہوں کہ حسین نہ دیئے۔ یہ اپنے بیبا کو دیکھ کر نہ دیئے دنیا
 میں کوئی بھی مرتا ہے تو امیر المؤمنین ضرور آتے ہیں اس کے پاس۔ کیا اپنے بیٹے کے پاس
 نہیں آئے ہوں گے وہ آئے۔ ایسا پینا شریینے پر۔ اندیشہ تھا کہ کہیں علی کا ہاتھ ذوالفقار
 تک نہ پہنچ جائے حسین نے نہ کے ہٹلایا کما بیبا کہ میں آدم نہیں ہوں جو کھا جاؤں گا میں
 نوح نہیں ہو جو بزر جاؤں گا۔ طوفان سے میں ابراہیم نہیں کہ یعنی قلبی کہوں میں آپ کا
 بیٹا ہوں میں فاطمہ کا بیٹا۔ یہ کیا مصیبت ہے آپ کے حسین پر اس سے بھی زیادہ مصیبت آ

جائے تو آپ کا حسین اس کو بھی برداشت کرے گا اجر کم علی اللہ آئیے ہم سب مل کر کسیں
 مولیٰ اے کاش ۔۔۔ ہمارے بچے قتل کر دیئے جاتے اور آپ کا جوان بیٹا علیٰ اکبر نج جاتا۔
 اجر کم علی اللہ مولیٰ کاش ہماری عورتیں اسیر کر لی جاتیں اور زینب اور ام کلثوم نج جاتیں۔
 وَسِيْعُ الْعِلْمِ الظَّالِمُواْيِ منْقَلِبُ يَنْقَلِبُونَ

مجلس ششم

ان الله اشتري من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنه
الغ اس آیت کا ترجمہ اردو زبان میں یہ ہے۔ یقیناً شک نہیں اللہ نے خریداً من المؤمن
مؤمنین سے افسوس ان کے نفسوں کو وامواطم اور ان کے اموال کو خریداً بان لهم الجنه
اس امر کے عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے اور وہ مؤمنین کہ جن کے نفسوں کو اللہ
نے۔ جن کے اموال کو خریداً ان کے علام یہ ہیں ان علام سے ان کو پہچانو یقاتللوں
فی سبیل اللہ وہ اللہ کی راہ میں لڑیں فیقتللوں اور اللہ کی راہ میں قتل کریں گے
کفار مشرکین اور منافقین کو قتل کریں گے۔ اللہ کی راہ میں ویقتللوں اور پھر قتل ہو
جائیں گے وعداً علیه حقافی التوات والانجیل والقرآن اس معاملے کا ذکر
توہست میں بھی ہوا۔ انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اس معاملے کا تذکرہ جملہ آسمانی
کتابوں میں ہوا ہے وعداً علیہ جملہ آسمانی کتابوں میں زور میں بھی ہے یہ کیونکہ ممتاز کتابیں
ہیں۔ ان کا نام لے لیا۔ ذکر اور تذکرہ اس معاملے کا تمام آسمانی کتابوں میں اور جملہ صحفوں
میں صحف ابراهیم و موسیٰ اس معاملے کا ذکر فرمایا ہے و من او فی بعهدہ من الله
فشتباش رو تم خوش ہو جاؤ اپنے اس بیت سے الذی بایعتم به جس کے ذریعے سے
تم نے بیت کی ہے وذلک هو الغود العظیم اور یہ بڑی کامیابی ہے درود پڑھیں۔

پرسوں کی مجلس میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ نجات کیلئے تعا عمل کافی نہیں ہے اور
 قادر مطلق کو تعا عمل مطلوب نہیں ہے۔ یہ عرض کیا تھا کہ خداوند زمین و آسمان نے اپنے

جبیب کو بھیجا امر ولایت کی تبلیغ کیلئے اور جملہ عزازات۔ یہ مقدمات اور یہ فروعات یہیں اس امر ولایت کے۔ ولایت کے یہ مقدمات ہیں اور ایک دعا جس کا نام ہے دعا اعتقاد اس کا ایک فقرہ عرض کیا تھا دعا۔ دعا کے نام بھی ہیں جیسے دعا کمیل دعا ابو حزہ شملی، دعا مکارم الاخلاق، دعا انتقال، دعا جوش کبیر، دعا جوش صیر، دعاوں کے نام اور یہ دعا کمیل یہ کمیل کو سر اللہ فی العالمین امیر المومنین کے اصحاب میں سے ہے۔ ان کے نام سے یہ دعا ہے ابو حزہ شملی جو اپنے زمانے کے سلمان ہیں۔ اپنے زمانے کے سلمان ہیں۔ یہ دعا لام زین العابدین علیہ السلام نے تعلیم دی۔ دعا کمیل امیر المومنین سے مردی ہے اور دعا مکارم الاخلاق یہ لام زین العابدین علیہ السلام سے مردی ہے دیکھئے دعاوں میں بعض دعائیں استدلال ہیں اور بعض غیر استدلالی یہ دعا ابو حزہ شملی یہ لام زین العابدین کی استدلالی دعا ہے۔ آپ نے دعا دیل سے عرض کی۔ ایک فقرہ عرض کروں اللهم انت القائم خدا یا، اے میرے اللہ، اے میرے عبود تو نے فرمایا ہے کہ سائل کو اپنے دروازے سے محروم والپس نہ کرنا یہ تو نے فرمایا ہے اب میں تیرے دروازے پر سائل بن کر آیا ہوں۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ تو ہم کو تو یہ حکم دے رہا ہے والپس نہ کرو۔ تو تو بطریق اولی اس پر عمل کرے گا۔ والپس نہیں کرے الحال اس طرح تو نے حکم دیا دعا کا اور وعدہ کیا تو نے قبول کرنے کا۔ تو نے کہا اونچی دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو تیرے حکم سے میں نے دعا کی۔ میں نے تیرے امر پر عمل کیا۔ تو اپنے وعدے پر عمل کر۔ یہ دعا جس کا فقرہ میں نے عرض کیا تھا وہ دعا اعتقاد ہے نماز صبح کی تحقیقات میں۔ یہ دعا اعتقاد ہے اور معتبر کتبیوں میں یہ دعا موجود ہے ان علیہ امیر المومنین قاتل المشرکین یہ فقرہ میں نے بیان کیا تھا امامی و صراطی و محجتوی علی کے جن کے اوصاف ہیں وہ تمام مومنین کے امیر اور مشرکین کے قاتل ہیں ان سے جبار کرنے

والے ہیں۔ علی میرے لام ہیں۔ دعا کے معنی یہ ہیں میرے لام اور میرا راستہ علی ہیں و مجھی اور میرا واضح راستہ علی ہیں میں اس راستے پر چلا ہوں و من لائق و من لائق فی اعمال الظابر لا بولایتہ والا قرار بفضلله اس دعا کا فتوہ ہے کہ وہ علی کے میں اپنے ظاہری اعمال پر بھروسہ نہیں کرتا اگرچہ وہ اعمال ایجھے ہوں۔ اور میں تھا ان اعمال کو نجات دلانے والا نہیں سمجھتا لا بولایتہ مگر علی کی ولایت کے ساتھ۔ یعنی میں ان اعمال کو نجات دلانے والا سمجھتا ہوں جو ولایت کے ساتھ ہوں یہ معنی ہیں اس کو سمجھ لجھے گا کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد اب عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے ایسا نہیں ہے۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد اب عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ عمل سے پہلے ولایت حاصل کرو۔ ولایت حاصل کرنے کے بعد اب ان اولیاء کے کئے پر عمل کرو۔ یعنی جو جائیں اس پر عمل کریں اس کے بعد عمل کرو۔ تو معنی صاف ہے کہ وہ نماز جو اللہ چاہتا ہے وہ وہ نماز ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ اور وہ روزہ جو اللہ چاہتا ہے وہ وہ روزہ ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ وہ عبادت جیسے اللہ چاہتا ہے۔ وہ وہ عبادت ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ تھا نماز اللہ نہیں چاہتا بغیر ولایت کے تھا روزہ بغیر ولایت کے نہیں چاہتا ولایت کے ساتھ ساتھ یہ ولایت بت ہی اہم ہے۔ یعنی خداوند عالم توحید بھی بغیر ولایت کے نہیں چاہتا۔ توحید بھی نہیں ثامن الحجج ثامن الانتمہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا حدیث کہ لا اله الا الله حصنى خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لا اله الا الله یہ میرا قلعہ ہے و من دخل حصنى امن من عنابی اور جو میرے اس قلعہ میں آگیا داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو گیا۔ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بشرطہ وانا من

شروطہا کہ اس کی شرمندی ہیں اور میں ایک شرط ہوں اور امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ایک فقرہ یہ بھی ہے اسلام علیک یا ثالث شروط لالہ اللہ کہ ایک شرط یہ ہیں بالحاصل شرط کی دو قسمیں ہیں ایک شرط صحت اور دوسرا شرط کمل شرط صحت یہ آپ اسے کہتے ہیں جس پر عمل اور شے کا موقف ہوتا صحیح ہو۔ جیسے مگر کیلئے دیوار اور چھت ظاہر ہے بغیر دیوار اور چھت کے مگر وجود میں نہیں آ سکتا یا جیسے نماز کیلئے محارت نماز کیلئے استقبل قبلہ۔ نماز کیلئے لایاحت مقام۔ اس لئے کمالاً صلاة الا بالظهور نماز بغیر محارت کے نہیں ہے۔ یعنی محارت شرط ہے نماز کی۔ کیا مطلب نماز وجود میں نہیں آ سکتی بغیر محارت کے اگر بغیر استقبل قبلہ کی طرف منہ ہو تو نماز وجود میں نہیں آ سکتی۔ اب قبلے کی طرف بھی منہ ہے مگر جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے وہ مباح نہیں ہے وہ غصبی ہے۔ تو غصبی جگہ میں بھی نماز وجود میں نہیں آ سکتی لا صلاة الا بالظهور نماز بغیر محارت کے صحیح نہیں ہے۔ یہ ہے شرط صحت۔ محارت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے استقبل قبلہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ لایاحت مکان نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ بہرحال غصبی جگہ پر نماز نہیں ہوتی۔ نماز پڑھتے جائیے وہ نماز ہی نہیں ہے۔ کالعدم ہے اس پر اثر نماز ترتیب نہیں ہو کا شرط کی ایک قسم ہے شرط کمل جیسے لاصلاة لجوار المسجد الافى المسجد مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں یہ شرط کمل ہے لاصلاة الا بحضور القلب نماز نہیں ہے مگر حضور قلب کے ساتھ۔ اگر نماز نہیں ہے تو تکلیف تو ساقط ہو جائے گی مگر ثواب کم ہو گا یہ شرط کمل ہے۔ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں تو کیا اگر مگر میں نماز پڑھے تو نماز صحیح نہیں ہے۔ مگر میں نماز عورتوں کیلئے تو حکم ہی ہے مگر میں نماز پڑھنے کا مسجد المراة بتھا عورت کی مسجد اس کا مگر

ہے ہر موسن ہر مسلمان کا گھر مسجد ہے مسجد المراة بتنا عورت کی مسجد اس کا گھر وہیں نماز پڑھے گی۔ عورت جو ثواب مسجد میں ہے اللہ اس کو گھر ہی میں دے گا اور آپ کو مسجد میں دے گا وہ ثواب۔ الحاصل تو یہ شرط کمل ہے یعنی گھر میں اگر نماز آپ پڑھیں گے تو ثواب کم ہو جائے گا۔ مسجد میں ثواب زیادہ ہو گا اور مسجدوں میں بھی فرق ہے۔ مکے کی مسجد اس کا ثواب اور ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب اس سے زیادہ ہے۔ مسجد الحرام میں نماز سر زمین کہ یہ جو ایک لاکھ جوبیں ہزار انعاماء آئے اور انعاماء اپنے زملے میں عبادت کرتے رہے اور ان کی دعائیں ہیں۔ مگر خداوند عالم نے ان انعاماء میں حضرت ابراہیم کی دعاوں کو قرآن میں نقل کیا اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا جو ملک مانگا تھا رب ہب لی ملکا لاینگی لاحد من بعدی حضرت ابراہیم کی دعاوں کو خدا نے قرآن میں نقل کیا ایک سورہ ہے جناب ابراہیم کے نام کا قرآن میں 114 سورے ہیں ایک سورہ جناب ابراہیم کے نام کا بھی ہے اور ان کی ساری دعاوں کو خدا نے قرآن میں بیان فرمایا۔ کس طرح سے انہوں نے دعا کی۔ تو حضرت ابراہیم کی دعاوں میں کہ جیسے قادر مطلق نے قرآن میں نقل فرمایا واذ قال ابراہیم رب اجعل هذا البلد امنا واجنبى ونى ان نعبد الاصنام رب انہن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنى فانه منى ومن عصانى فانك غفور رحيم ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى ذرع عند بيتك الحرم ربنا ليقيموا الصلاة فاجعل افدة من الناس تهوى اليهم المحرم من الشمرات لعلكم يشکرون وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے ان الفاظ میں دعا کی رب اجعل هذا البلد امنا پر و مگر اے میرے رب اس شر کہ کو امن کی جگہ قرار دے۔ اس بلد اس شر کے کو امن کی جگہ

قرار دے والجنبی و بنی ان نعد الاصنام اور اے میرے پروردگار مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا رہ ان هن اصللن کثیر امن الناس بت پرستی نے بت سے لوگوں کو گراہ کر دیا فم من تبعنی فانہ منی خدا یا جو میری پیروی کرے جو میری اتباع کرے۔ جو میرے نقش قدم پر چلے۔ وہ تو مجھ سے ہے جو میرے کئے پر چلے میرا کتنا مانے اس شر کہ کو امن کی جگہ سمجھے وہ تو مجھ سے ہے اور جو اس کو امن کی جگہ نہ سمجھے وہ مجھ سے نہیں ہے و من عصانی اور جو میری تافرمانی کرے مجھ سے کیا مطلب تو جانے اور وہ جانے فانک غفور رحیم تو غفور بھی ہے رحیم بھی ہے۔ درود پڑھیں۔

ربنا ائی اسکنت من فریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک
المحرم ربنا یقیمو الصلاۃ اے ہمارے پروردگار میں نے اس تا قبل زراعت
وادی میں اپنی اولاد کو لا کر بیلایا فاجعل افدة من الناس لوگوں کے دلوں کو مزدے کر
وہ آئیں تھوی الحم لوگ آتے ہیں۔ بہر حال حدیث میں آیا ہے یعنی گوئی بھی ہے اور
حدیث صادق آل محمد ہے کہ حجواد یکم حج کرو قبل اس کے کہ تم کو حج کرنے سے
روک دیا جائے۔ ایک دور وہ آئے گا کہ حج کرنے سے روک دیا جائے گا اس پر بت زور دیا
گیا ہے کہ تم حج کر لو۔ ایک زمانہ آئے گا ایسے اسباب پیدا کر دیے جائیں گے کہ جس سے
آدمی حج کیلئے نہیں جائیں گے۔ بہر حال کوئی بھی عبادت ہو مقصد یہ تھا عرض کرنے کا کہ
نماز ہو یا غیر نماز یہ نماز کہ جس کی خاصیت قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ ان الصلاۃ
تنہی عن الفحشاء والمنکر نماز برائیوں سے روکتی ہے بے ہو وہ باتوں سے روکتی
ہے یہ نماز۔ نماز قائم کو نماز کو یہ فائدہ ہے یہ کوئی نماز وہ نماز جو بے حیائی کی باتوں سے

روکتی ہے جو مقبول ہو۔ جو پولایت ہو۔ جو ولایت کے ساتھ یہ مطلوب ہے۔ حج جو ولایت کے ساتھ ساتھ ہو وہ حج مطلوب ہے۔ وہ عبادت جو ساری عبادتیں بغیر ولایت کے قبول نہیں۔ یہ اشیاء نہ ہونے پائے کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد عمل کی ضرورت نہیں من جانب اللہ وہ بھی واجب ہے یہ سب ولایت کے ساتھ ہونا چاہئے اگر ولایت کے ساتھ نہیں ہے تو توحید بھی خدا کو بدون ولایت منکور نہیں ہے۔ بتایا کہ شرط کی دو تسمیں ہیں تو حضور نے فرمایا کہ یہاں شرط صحت مراد ہے یعنی توحید وجود میں نہیں آئتی بغیر ولایت کے۔ کوئی عبادت وجود میں نہیں آئے گی بغیر ولایت کے چاہئے وہ نماز ہو چاہئے اذان ہو بغیر ولایت کے وجود میں نہیں آسکتی۔ درود پڑھیں۔

اور یہ اعمال۔ یہ ولایت۔ جب ولایت ہے تو اعمال بھی ساتھ ہیں مقدمہ ذالمقدمہ سے الگ نہیں ہو گا۔ ولایت حاصل ہو گی تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ صاحبین ولایت کی اعطاعت نہ کریں یقیناً ان کے کہنے پر ٹھیک ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ دوست بھی رکھتا ہو۔ اور دوست کے کہنے پر عمل بھی نہ کرے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر محبت ہے ولایت ہے تو یقیناً کہنے پر عمل کرے گا۔ درود پڑھیں۔

یہ ایک جملہ یاد رکھئے گا کہ کس کو اجر رسالت قرار دیا۔ اس محبت میں اس ولایت اور دوستی اور محبت کا اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ نہ کہجئے گا کہ آپ کے محبت کرنے میں محمد و آل محمد کا فائدہ ہے یعنی اس پر زور دیا جا رہا ہے۔ حضور نے اس کو اجر رسالت قرار دیا اپنی رسالت کی ضروری قرار دیا ابیلیت کی محبت کو۔ لہذا بغیر کافائدہ اور الہ بیت کا اس میں فائدہ ہے یہ کبھی خیال نہ کیجئے گا۔ الہ بیت کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فائدہ

ہمارا اور آپ کا ہے اس لئے کہ تم محبت کر کے نجات حاصل کرلو۔ درود پڑھیں۔

ان کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے کبھی تصور بھی نہ کیجئے گا کبھی خیال بھی نہ کیجئے گا کہ ان کا فائدہ ہے۔ آپ بتائیے انصاف سے ایک شخص دہل افریقہ میں ہے آپ سے محبت کرتا ہے۔ مشرق میں ایک شخص ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ ایک شخص مغرب میں ہے۔ جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ فرمائیے آپ۔ اس کے محبت رکھنے میں آپ کو کیا فائدہ ہے۔ کوئی فائدہ آپ کو۔ اچھا ایک دہل دشمنی کرے عداوت کرے آپ کی۔ دنیا کے اس کنارے آپ کو اس کا نقصان ہے۔ وہ محبت کرے تو تمام دنیا کے لوگ وہ محبت کریں محمد و آل محمد کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ محبت کرنے والوں کا فائدہ ہے۔ صلوٽ۔

ایک موقع پر پیغمبر نے فرمایا تھا ماسلنتکم من اجز ارے یہ جو میں نے مزدوری مانگی ہے فھولکم وہ تمہارے فائدے کیلئے میں نے مانگی ہے اس میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیکھئے اس محبت اور دوستی کا فائدہ آپ کو ہے آپ جو محبت کا مظاہرہ فرمائیں ہیں اور اپنے سارے کام چھوڑ کر مجلس میں چلے آ رہے ہیں۔ اس محبت حسین کا مظاہرہ فرمائے آپ فرمائیں گے۔ اس محبت میں آپ کا فائدہ ہے۔ اس میں حسین کا فائدہ نہیں ہے آپ مجلس میں آئیں گے۔ یہ مجلس امتحان ہے۔ خود یہ امام کی شہادت یہ امتحان تھا۔ آپ یوں سمجھ لجھتے ہوکہ واضح ہو جائے۔ کہ امام حسین کی مثل مثل آنکاب کے ہے۔ آپ جو کہلا میں آئے آپ کی مثل مثل آنکاب کے ہے یہ آنکاب جب پھول پر پڑتا ہے تو اس کی خوبیوں کھرتی ہے اور یہی آنکاب جب کسی مردے پر پڑتا ہے تو اس کی بدبو میں اضافہ ہو جاتا ہے یا یہ آنکاب جب نجاست پر پڑے گا تو اس کی بدبو میں اضافہ ہو گا اس کی

بڑو پھیلے گی یہ آنکب ہے کہ اور جب بچوں پر پڑا تو خوشبو اس کی نکل رہی ہے تجھیں
رہی ہے اور جب نجاست پر پڑا تو بڑو پھیلے گی۔ تو حسین آئے کربلا میں تاکہ حر اور حر
جیسوں کی سعادت ظاہر ہو جائے اور عمر سعد کی خبات معلوم ہو جائے ۔۔ صلوٽ۔

یہ امتحان تھا ایک مثل دے دوں بچھو آپ کو نہیں معلوم اس کے اندر کیا ہے۔ ایک
چھوٹی شکل سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ بچھو کی صورت سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس کے اندر کیا ہے اس میں زهر ہے کب معلوم ہوتا ہے اس کا زہر۔ جب وہ
ڈنگ مارتا ہے تو زہر ڈنگ مارنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ امام حسین آئے۔ امام حسین نے
اس قدر مظلومیت کو قبول کیا اور جتنی مظلومیت کو آپ قبول کرتے گئے۔ مقابل والوں کی
ظالیست ظاہر ہوئی۔ یعنی آپ کا جتنا مظلوم ہوتا ظاہر ہوتا رہا اتنی ہی امام حسین کی مظلومیت
ظاہر ہوتی گئی۔

آج بھی الی یوم القیامۃ یہ بتلا رہا ہے قیامت تک یہ مجلس بھی امتحان ہے۔ یہ مجلس
سید الشدائد یہ بھی امتحان ہے قیامت تک کیلئے فریق فی الجنۃ و فریق فی
النار ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جنم میں یہ مجلس بھی امتحان ہے۔ قیامت تک جو
آگی مجلس میں وہ جنتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ ہم اور آپ نہیں لگائے کہ کیا اہمیت
ہے اور مقصد کیا ہے دیکھئے ہر شے کا ایک باب ہے واتوالبیوت من ابوابها گھروں
میں دروازے سے آؤ۔ تو خانہ عزاداری میں دروازے سے آتا چاہئے مجلس کو کیا اہمیت
حاصل ہے الحاصل امام حسین کی شہادت یہ ہماری نجات کیلئے ہے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے
اس مجلس میں آپ کے آنے سے امام حسین کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہم آئیں گے مجلس

میں۔ یہاں سے پاک و پاکیزہ ہو کر لفظیں گے نہیں آئیں گے مگنالہ ہمارے اوپر بالی رہیں گے۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ توجہ عاشور کے روز خطاب ہوتا ہے کہ اے حسین شہادت میری طرف سے امر حتمی نہیں ہے۔ امر الٰہی ہو رہا ہے اگر تم نہیں چاہتے شہید ہون۔ درجہ شہادت نہیں چاہتے تو میں ابھی اشقاء کے شر سے تم کو بچالیتا ہوں۔ ان کے شر کو دفع کرتا ہوں اور تمہارے کمال میں کوئی کسی نہیں آئے گی یعنی جو قرب تم کو مجھ سے حاصل ہے اگر درجہ شہادت پر نہ فائز ہو تو وہ قرب رہے گا۔ اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا جو قدر و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے وہ رہے گی۔ اگر تم چاہو یہ حتمی نہیں ہے اگر نہیں چاہتے شہید ہو۔ میں ان کے شر کو دفع کر دتا ہوں حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا خدا یا میں تو جو عمد کر چکا ہوں۔ اس پر قائم ہوں اور میں اپنے نفس کو اور مال کو تیرے ہاتھ ریچ چکا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ مجھے شہادت چاہتے عزیز و انصار و اصحاب کے بعد اب میں کیا جینوں گا بالخصوص جوان بیٹھے علی اکبر کے بعد اب میں زندہ رہوں۔

اللہ اکبر دیکھئے علی اکبر کا نام آتا ہے تو آپ متاثر ہوں گے آپ روتے ہیں۔ کیا سمجھ کے۔ یہ سمجھ کے کہ یہ حسین کا جوان بیٹا تھا۔ مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ علی اکبر کو سمجھ لجھئے کہ یہ علی اکبر کیا تھے۔ سنتے رہتے ہیں آپ برابر علی اکبر کے مصائب۔ علی اکبر بڑے پائے کے عالم بھی تھے۔ علی اکبر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ سرکار دو عالم سے سب سے زیادہ شباهت ان کو تھی کن چیزوں میں شباهت۔ خلق میں اور خلقت میں گھنگوں میں یعنی خلق میں علی اکبر ماند خاتم النبین تھے۔ خلق مجھے آپ بغیر اسلام کا خلق چند لفظوں میں مجھے خداوند زمین و آسمان نے اپنے صیب کے خلق کو عظیم فرمایا ہے انک لعلی

خلق عظیم اے میرے جیب تم ظل عظیم پر فائز ہو۔ ایک روز پیغمبر اسلام مدینے کے
سماں مفت کر رہے تھے مثل رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک عورت بیوی ہے بوڑھیا ہے۔ اور
وہ کوئی سے پانی لکھانا چاہتی ہے اور کمزور ہے۔ اس سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔ حضور اس
کے پاس آئے کوئی پر اور اس سے فرمایا اگر تم کوتیں تمہارے لئے پانی بھر دوں۔ تو وہ
عورت با معرفت تھی اس نے یہ آیت پڑھی ان احسنتم احسنتم لانفسکم اگر
تم احسان کروں گے تو اپنے لیے وہ عورت کیا کہ رہی ہے اگر تم احسان کرو گے تو اپنے لیے
اور اگر برائی کرو گے تو اپنے لیے یہ واقعاً ہے کہ اگر کوئی شخص احسان کرتا ہے یہی کرتا ہے
تو حقیقت میں اپنے ساتھ کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے اس سے مشک لے لی اور کوئی سے بھر
دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم چلو آگے آگے خیے کا راستہ بتلاؤ میں یہ مشک
تمہارے خیے تک پہنچا دوں وہ شخص جو آپ کے ساتھ تھا اس نے بت کوشش کی کہ پیغمبر
سے مشک لے لے مگر حضور نے مشک نہیں دی۔ کہا میں زیادہ حق رکھتا ہوں امت کے بوجہ
الٹھانے کا مجھ کو تحمل کرنا چاہے۔ برداشت کرنا چاہئے۔ آپ نے مشک لی اور نیزیدہ آگے
آگے پیغمبر مشک لیے جا رہے ہیں۔ خیے کے پاس پہنچے۔ وہ داخل ہوئی اپ نے مشک رکھ
دی۔ پہنچے سب جمع ہو گئے تو نیزیدہ نے کما بچوں سے۔ کہ ایک جوان بڑا صیمن خوبصورت
ایسا اخلاق کے کہ انہاں میں ایسا اخلاق نہیں ہوتا۔ اس نے مشک بھر کے پہنچائی لڑکوں نے کہا
کہاں گیا۔ کہا وہ جا رہا ہے پہنچے اس کے نکل۔ دوڑ کر آئے قرب آئے حضرت کو پہچان لیا
کہ پیغمبر اسلام ہیں دوڑ کر واپس آئے اور آکر اپنی مل سے بیان کیا ایسی جان آپ کو معلوم ہے
کہ یہ کون ہیں۔ کہا نہیں یہ وہی پیغمبر ہیں۔ جن پر آپ ایمان لا میں ہیں اور جن کی آپ
مشتاق ہیں یہ وہی پیغمبر اسلام ہیں یہ سنتا تھا وہ نیزیدہ گھر سے نکلی دوڑ کر جا رہی ہے پہنچے

پیچھے اس کے پچے قریب آگر حضرت کے قدموں پر اس نیمعت نے اپنے کو گرا دیا اور بچوں نے بھی یا رسول اللہ محاف فرمادیجئے۔ میں نے پہچانا تھاں میں مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے آپ کو یہ زحمت دی تو حضرت نے اسے تسلی دی اور اس کے ساتھ میرانی کی۔ زم لبجے میں سمجھلایا کہ تم گمراہ اپس ہو جاؤ وہ نیمعت اپنے بچوں کی ساتھ وابس ہوئی جرائیل یہ آیت لے کر آئے انک لعلی خلق عظیم درود پڑھیں۔

یہ تواضع یہ اکشاری حضور کی ہے۔ اب آپ بتلائیے کہ ایک کتاب پڑھ لی دو مسودے یاد ہو گئے۔ میں علامہ میں عالم ہوں۔ میں قبلہ و کعبہ ہوں اور میں حاجی ہوں میں زائر ہوں۔ میں میں اتنے دعووں کے بعد پھر یہ کہ چنبر کا میں نوکر ہوں۔ ان دعووں کے ساتھ دیکھنے چنبر کیلئے یہ عار نہیں ہے۔ یہ خدمت کرنا کس طرح سے لے گئے چنبر نے یہ مظاہرہ فرمادیا اخلاق کا صلوٹ۔

ایک مرتبہ راستِ خل قرض خواہ مل گیا اس نے پکڑ لیا کہ پیسے دیتے جائیے۔ میں جانے نہیں دوں گا تو حضور اکرمؐ وہاں رہے پانچوں نمازیں آپ نے دہاں پڑھیں۔ اس نے کہا میں جانے نہیں دوں گا اس نے سختی کی لوگوں نے چالا کہ یہودی کو کچھ کریں۔ لوگوں کو فرمایا اس معاملے میں تم کو کچھ حق نہیں کرنے کا دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ جواب کا انتقال کرو۔ آنحضرت پانچ وقت کی نماز وہاں ادا کر چکے۔ جب نماز پڑھ لی تو وہ یہودی آپ کے قدموں پر گر گیا اس نے کہا حضور یہ قرض ورض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ گھر یہ سب کچھ آپ کا ہے۔ مجھے کچھ نہیں چاہتے میں نے تواریث میں یہ پڑھا تھا کہ آخری نبی کی علامت یہ ہے کہ چاہئے۔ کتنی ہی اس کے ساتھ گستاخی کی جائے۔ وہ بد کلائی نہیں کرے

گا۔ وہ کسی کو برا نہیں کے گا تو یہ امتحان کرنا تھا مجھے الحمد للہ معلوم ہو گیا کہ آپ وہی نبی ہیں۔ درود پڑھیں۔

انک لعلی خلق عظیم یہ تھا فلق عظیم کہ اللہ نے آپ کو خلق عظیم کما تھا اس طرح حسین علیہ السلام کے جوان بیٹے کا بھی فلق تھا اس خلق عظیم کے مابن تھا علی اکبر اور خلقت میں پیغمبر اکرم کی خلقت میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں تھا احسن منکلم تراء قطع عیناً "وَاجْمِلَا مِنْكُلَمْ تَلَدَّنِسَاءَهُ خَلْقَتْ مِبْرَاءَهُ مِنْ كُلْ عِيْبَ كَانَكَ قَدْ خَلْقَتْ كَمَا تَشَاءَهُ احْسَانَ إِنْ ثَابَتْ پیغمبر اکرم سے کہ رہے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ آپ سے زیادہ حسین عورتوں نے نہیں جنا خلقت مبراء من کل عیب آپ کو ہر طرح کے عیب سے مبراء پیدا کیا گیا کانک خقلت کما تشاءہ آپ کو تو اس طرح پیدا کیا گیا جس طرح آپ چاہ رہے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سے پوچھ کر پیدا کیا گیا۔

یہ خلقت ہے پیغمبر کی علی اکبر خلقت میں پیغمبر کے مشابہ۔ گفتگو میں پیغمبر کے مشابہ۔ مکالے میں پیغمبر کے مشابہ محاورے میں پیغمبر کے مشابہ۔ یہی تو وجہ تھی کہ جب میدان میں جانے لگے تو حسین نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بارگاہ احادیث میں۔ مناجات میں فرمایا اللهم اشهد خدا تو گواہ رہتا ب میں اے بیچج رہا ہوں کہ جو تمیرے رسول کے سب سے زیادہ مشابہ ہے خلقا و خلقا منشا بر سولک جو خلق میں اور خلقت میں اور خلق میں گفتگو میں بات چیت میں صورت میں شکل میں تمیرے رسول سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ کسی شہید کو رخصت کرنے کے وقت اس کے پیچھے حسین نہیں گئے۔ رخصت کر دیا مگر جب علی

اکبر جانے لگے تو حسین پیچھے پیچھے گئے اور کتب مقالیں میں دیکھا کہ حسین جا رہے ہیں اور علی اکبر بھی پیچھے مژمڑ کر کے دیکھتے جاتے ہیں۔ علی اکبر جا رہے ہیں کہی مرتبہ حسین راستے میں گرے علی اکبر بھی مژمڑ کے دیکھ رہے ہیں گئے۔ لئے تمن گھوڑے سرکار دو عالم کی سواری کے کریا میں تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے گھوڑے کا نام تھا عقاب اور تمیرے کا نام زوالجہاں یہ عقاب حسین نے اپنے جوان بیٹے کو دیا۔ شبیہ رسول کو یہ گھوڑا دیا تھا۔ جس کا نام عقاب تھا اور اس نے ایک وہ خدمت انجام دی ہے جو انسانوں نے نہیں کی انسانوں سے نہیں ہو سکتی۔ اس نے کیا کیا کہ جب علی اکبر گھوڑے پر سنبھل نہیں سکے اور اس کے گلے میں علی اکبر نے بائیں ڈال دیں یہ کبھی پیچھے کبھی آگے جاتا ہے اشقاء آتے تھے کوئی ٹکوار سے کوئی نیزے سے کوئی پتھر سے مارتا تھا۔ دیکھنے کریا میں ہر شہید کا قاتل ایک شخص ہے مگر شبیہ رسول کا قاتل ایک شخص نہیں ہے۔ فوج اشقاء نے مل کر سب نے آپ کے بدن کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ میں نے دیکھا کہ امیر المؤمنین خانہ کعبہ میں جتوں کو توڑ رہے تھے پیغمبر کے دوش پر سوار ہو کر توڑ رہے تھے ایک مرتبہ ایک بت پر آپ کا ہاتھ روک گیا۔ اس زمانے میں بت بناۓ جاتے تھے کسی بزرگ کی صورت کے اوپر۔ امیر المؤمنین نے ہاتھ روک دیا پیغمبر سے فرماتے ہیں یا رسول اللہ اس بت کو میرے جدا ہجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ تو پیغمبر نے فرمایا کیونکہ یہ بت ہے۔ نبی کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ نبی کی محل کا بنایا گیا ہے۔ لہذا اسے توڑ نہیں اسے دفن کر دو احتراماً کیونکہ یہ ایک نبی کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ اللہ اکبر وہ بت جو صرف حضرت ابراہیم کی صورت پر بنایا گیا تھا۔ کافروں نے عبادت کیلئے بنایا تھا۔ تو پیغمبر نے فرمایا کہ یہ اس نبی کی اہانت ہے کیونکہ اس کی صورت ہے لہذا اسے دفن کر دو توڑ نہیں۔ یہاں علی اکبر سے زیادہ کون مشابہ ہو

گا خیر سے۔ مخصوص فرماتے ہیں قطعواہ بالسیوفهم اربا الربا کہ علی اکبر کو فوج
اشتیاء نے اپنی تکاروں سے ٹکرے ٹکرے کر ڈالا اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ
رولائے سوائے غم حسین کے قطعواہ بالسیوفهم اربا اربا ٹکرے ٹکرے کر ڈالا
درمیان میں ایک مرتبہ واپس بھی آئے تھے۔ علی اکبر پہلی مرتبہ جانے کے بعد اور ایک کلمہ
یہ بھی فرمایا تھا یا ابا العطش قد قتلنی بابا پاوس نے مجھے مار ڈالا اسلخ کے وزن
نے مجھے ہلاک کر دیا دیکھتے علی اکبر کو یہ علم ہے کہ پانی کا قحط ہے پانی نہیں ہے اور پھر آئے
پانی کا بہانا کیا کہ ایک مرتبہ اور اپنے باپ کی صورت کی زیارت کر لیں۔ کیوں اس لئے کہ
میرا باپ علی اکبر معلوم ہے قحط آب ہے بہانا کیا علی اکبر کے کاؤں میں العطش
العطش کی آواز گونج رہی تھی۔ پانی نہیں ہے۔ علی اکبر کو معلوم ہے مگر ایک بہانا کہ
میرا باپ ولی مطلق ہے۔ ولی خدا ہے ایک مرتبہ سوال کر دوں فرمایا تھا بیٹا اپنی زبان میرے
منہ میں دے دو زبان دی اور فوراً "حکیم" لی اور ایک کلمہ کہا بیٹا آپ کی زبان تو میری زبان
سے بھی زیادہ خلک ہے۔ میری زبان میں رطوبت موجود ہے۔ اجر کم علی اللہ ایک
انجمنی دی سمجھ لجھے گا آپ کہ علی اکبر وہ ہیں کہ عالم غیر مغل جتاب زینب بڑے بڑے
خت وقت آئے ہیں مگر زینب کبھی مگر سے باہر نہیں نکلی بتاؤں آپکو ایک وقت آیا کوفہ میں
فضاء میں اعلان ہو رہا ہے۔ اعلان کرنے والا جراہیل کہ علی مار ڈالے گئے۔ کوفہ کی ساری
عورتیں گھروں سے نکل آئیں۔ پچھے بوڑھے جوان مگر زینب گھر سے باہر نہیں نکلی۔ زینب
کیلئے یہ دیکھا کہ بار بار گھر کے دروازے پر آتی تھیں اور پھر صحن خانہ میں چلی جاتی تھیں۔
اس طرح کا اضطراب تھا۔ چند موقع ایسے آئے ہیں کہ زینب پر اضطراب کی حالت ہے ایک
یہ موقع ہے کہ جب فضاء میں انہوں نے ناکہ میرا باپ مار ڈالا گیا تو صحن خانہ میں آتی

تھیں اور واپس چلی جاتی تھیں۔ اسی طرح کا اضطراب کریلا میں جب زینب کو یہ علم ہوا کہ
مکوڑوں کی نعل بندی کی جا رہی ہے۔ لاشہ شدہ کو پال کرنے کیلئے۔ تو زینب مضطرب
تھیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتی تھیں اور کھڑی ہو جاتی تھیں اجر کم علی اللہ اس سے زیادہ سخت
موقع آیا آپ خیہ میں تشریف فراہیں۔ کسی نے آکر خبر دی امام حسین علیہ السلام نے
جو ان بیٹے کی قدر و منزلت سمجھے۔ کسی نے آگر کہا کہ آپ کا بنتجا قاسم مار ڈالا گیا۔ لاش
مکوڑوں کی ٹاپوں سے پالی ہو گئی۔ در خیہ پر زینب اپنی جگہ سے نیس ٹھیں خیہ ہی میں
ہاتم کر لیا باہر نہیں تھیں ابھی یہ غم تازہ ہی تھانتے میں پھر دوسروی خبر کہ آئیے دونوں بچے
عون محمد مار ڈالے گئے۔ لاش در خیہ پر ہے زینب اپنی جگہ سے نہ سے مس نہیں
ہو سیں۔ عباس کی شہادت کے وقت عباس عباس کے مرنے سے حسین کی کرنوت گئی نہ
صرف حسین کی کربلا کے زینب کی کربلا کرنوت گئی۔ اس وقت بھی در خیہ پر بے چین رہیں
بھائی کا انتقال کرتی رہیں مگر خیہ سے باہر نہیں تھیں۔ جب حسین آئے اور ایک قدم خیہ
میں رکھا بین پر نظر پڑی۔ عباس کے پاس سے جب آئے بین پر نظر پڑی سر جھکا لیا۔ بین
کی نظر بھائی پر پڑی بین نے سر جھکا لیا۔ در خیہ پر بھائی اور بین دونوں آئنے سامنے کھڑے
ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اور بین کے بدن سے روح نکل گئی ہے۔ اجر کم علی اللہ کچھ
دیر تک در خیہ پر یہ حالت رہی۔ بہر حال عباس کی شہادت پر بھی زینب خیہ سے باہر نہیں
تھیں مگر جب حسین کا جوان بینا مکوڑے سے گرا۔ تو حسین سے پسلے زینب علی اکبر کی لاش
پر پہنچ گی۔ اجر کم علی اللہ زینب پسلے پہنچ گئی میں نے دیکھا ہے معتبر کتب مقائل میں کہ
حسین جب علی اکبر نے آواز دی ہے مکوڑے سے گرے ہیں تو حسین علیہ السلام کی قتل گاہ
کی طرف چلے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کبھی بینہ جاتے تھے کبھی کھڑے ہو جاتے تھے ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ حسین کوئی چیز غائب ہو گئی ہے حسین اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ تو یہی گھوڑا جس کا نام عقاب تھا جس پر علی اکبر نگئے تھے۔ اس نے کیا کما اس نے دیکھا کہ حسین آرہے ہیں وہ دوڑ کر حسین کے پاس آیا اور اس نے اپنا سر حسین کے سامنے رکھا اور اس کے بعد واپس پٹا کبھی علی اکبر کے پاس جاتا ہے کبھی حسین کے پاس آتا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ مولیٰ آئیے میں بتلاتا ہوں آپ کے جوان بیٹے کی لاش۔ اجر کم علی اللہ میں بتلاتا ہوں کہاں ہے لاش اور حسین کی زبان پر ایک کلمہ ہے یا علی یا علی میں نہیں بتلاتا کہ اپنے باپ علی کو پکار رہے ہیں یا اپنے بیٹے علی اکبر کو اجر کم علی اللہ شهداء میں جو بھی شہید گھوڑے سے مگر حسین علیہ السلام نے اخاکر کے خیبے کے پاس لا کر رکھ دیا مگر معلوم ہے آپ کو۔ علی اکبر تواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وہ اس طرح سے اخلاقے نہیں جا سکتے تھے تو حسین علیہ السلام نے ایک چادر مٹکوالی اور چادر میں علی اکبر کی لاش رکھی جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی حسین علیہ السلام نے کسی شہید کیلئے عورتوں سے ’بچوں‘ نبی زادیوں سے مدد نہیں مانگی مگر جب جوان بیٹے کی لاش اخلاقی تھی تو خیبے کی طرف رخ کیا اے بچو۔ اجر کم علی اللہ ارباب عزائی ہاشم کے چھوٹے چھوٹے بچے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذَا مُنْقَلَّبُوهُنَّ

مجلس ہفتم

انَّ اللَّهَ اشترى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَانَ لَهُمُ الْجَنَّةُ
 خداوند رحمٰن و رحیم نے مومنین کی جانوں، مومنین کے نفوس اور ان کے اموال کو
 جنت کے عوض میں خرید لیا۔ بہشت کے بدلوں میں۔ بہشت کے عوض میں خرید لیا۔
 مومنین کے نفوس اور اموال کی قیمت جنت ہے۔ جو بھی اپنے نفس کو اور مل کو اللہ کے
 ہاتھ بیچے تو اس کے بدلوں میں، عوض میں جنت ہے انَّ اللَّهَ اشترى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 یقیناً اللہ نے خریداً مشتری اللہ ہے۔ خریدنے والا، خریدار اللہ ہے۔ یقیناً اللہ نے مومنین
 سے خریداً نفسکم ان کے نفوس کو خریداً و اموالہم اور ان کے مالوں کو خریداً بان لہم
 الجنہ جنت کے عوض میں۔ یعنی مومنین کے نفوس اور اموال کی قیمت جنت کو قرار دوا۔
 جنت کے بدلوں جنت کے عوض میں خریداً ہم نہیں ہے گنجائش ہے۔ جو مومن بیچے گا
 مومن کے نفس اور مل کی قیمت یہ ہے۔ لیکن عالم امکان میں آپ ایک نظر ڈالیں۔ سوائے
 امام حسین علیہ السلام کے کسی نے اس طرح اپنے نفس اور مل کو نہیں بیچا۔ صرف حسین
 علیہ السلام نے بیچا اللہ نے جس طرح اس آیت میں بیان کیا ہے سوائے امام حسین کے کسی
 نے نہیں بیچا حسین علیہ السلام نے اپنا نفس اور اپنے اموال کو بیچا پنا سب کچھ دے دیا۔ امام
 حسین نے اپنے لئے کچھ نہیں رکھا۔ سب دے دیا۔ اور سب کچھ دے کر جنت لے لی۔ تو
 اب جنت یہ حسین کی ملک ہے۔ جنت کا مالک کون ہے جنت کا مالک حسین ہے جنت حسین
 کا گھر ہے۔ جنت حسین کا مہمان خانہ ہے واضح حدیث ہے کہ جنت حسین کے ذریعے خلق
 ہوئی ہے۔ جنت کے مالک حسین ہیں جنت حسین کا گھر اور اسی لیئے حدیث میں بھی آیا ہے۔

کہ خداوند زمین و آسمان نے عرش کو اپنے صبیب محبوب ﷺ کے نور سے پیدا کیا۔
 خورشید کو اللہ نے علی ابن الی طالب کے نور سے پیدا کیا۔ خورشید کا ذکر سورۃ بقرہ میں ہے
 جس کے پارے میں فرماتا ہے واسع کرسیہ السموات والارض اور اس کے بعد
 ہے ولا یو ده حفظہ ما و هو العلی العظیم علی کے نور سے کری کو پیدا کیا اور
 فاطمہ کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا اور المام حسن کے نور سے آتاب و متاب کو پیدا کیا اور
 حسین کے نور سے بہشت اور حور العین کو پیدا کیا۔ توجہت حسین کے نور سے ہے۔ اللہ نے
 خالق نے جو کچھ جنت میں ہے وہ حسین کے نور سے پیدا کیا۔ توجہت حسین کا گمراہ ہے
 حسین جنت کے مالک ہیں۔ اب کسی کو جنت میں داخل نہیں ہونا چاہتے آپ کسی کے گمراہ
 میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے انبیاء جنت میں داخل ہوں گے اوصیاء جائیں گے۔ آخرہ تمام
 جائیں گے اور جلد مومنین جنت میں جائیں گے۔ یہ یقینی ہے اس لئے کہ کچھ لوگ ہیں جن
 کو اللہ نے خلق کیا ہے جنم کیلئے۔ مگر مومنین جنت میں جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ اوصاف
 جو اللل جنم کے ہیں وہ مومنین میں نہیں پائے جاتے۔ تمام مومنین جنت میں جائیں گے۔
 قرآن میں ہے لقدر رعن الجن جهنم کثیر امن الجن والانس یقیناً ہم نے پیدا کیا
 لجنہم جنم کیلئے کثیر امن الجن والانس بہت سے جنوں کو بہت سے جن جنم میں
 جائیں گے۔ جنم کیلئے خلق ہوئے ہیں۔ اور انسانوں میں کثیر یقین بہت سے جنم میں جائیں
 گے۔ تو اس میں مومنین نہیں ہیں۔ انبیاء وغیرہ سب الگ ہیں۔ مومنین نہیں ہیں۔ کیوں
 اس لیئے کہ وہ لوگ جن کو جنم کیلئے خلق کیا ہے۔ ان کے صفات خود بیان کر رہا ہے ارشاد
 ہو رہا ہے۔ الل جنم کی صفات یہ ہیں لَهُمْ قلوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ایک صفت الل
 جنم کی یہ ہے کہ ان کے مل تو ہیں لیکن وہ لوگ ان دلوں سے سمجھتے نہیں وَلَهُمْ أذلنَ لَا

یسمعون بہا ان کے کن تو ہیں مگر ایسے کن ہیں جن سے وہ سختے نہیں ولهم
اعیون لا یصرون بہا اور ان کی آنکھیں ہیں۔ لیکن آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے
نہیں اولنک کانعِ بل هم اصل کی لوگ ہیں جو ماہنہ چوپائے کے ہیں۔ جانوروں
کے ماہنے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ درود پڑھیں۔

مومنین میں تو یہ صفات نہیں ہیں۔ مومنین سمجھتے بھی ہیں۔ سختے بھی ہیں۔ دیکھتے بھی
ہیں الماصل و جنت میں مومنین ہی جائیں گے غیر مومنین یہ سب جنم میں یہ طے ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ جب بے نمازی وہاں جنم میں جائیں گے تو قرآن کتاب ہے کلمات القیاء فیها
قوم مسئلهم حستتها ال۝۔ قالوا بلى جب دست دست جنم میں داخل کیئے
جائیں گے تو خراہیں جنم دریافت کریں گے۔ پوچھیں گے۔ کہیں گے کہ کیا تم لوگوں کے
پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تم سب کے سب جنم میں ٹلے آ رہے ہو۔ فوج در فوج
ٹلے آ رہے ہو۔ تو کیا کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا قالوا بلى کہیں گے ہیں آیا تو تھا
ڈرانے والا مگر ہم نے نوش نہیں لیا۔ ہم نے نہیں نا و قالوا اور یہ بھی کہیں گے
لوکنا نسمع کاش ہم نے سمجھ لیا ہوتے سن لیا ہوتے تو یہ نہ ہو تک دیکھتے قرآن مجید کا
بہت زیادہ مطلعہ کیا۔ قرآن اور حدیث سب نظریوں کے سامنے ہیں۔ لیکن ہتنا نماز کے
بارے میں نہ۔ دیکھتے قرآن کی آیت ہے ماسلککم فی سکر قالوالم نک من
المصلین کیا چیز تم کو جنم میں لائی ہے۔ تم جنم میں کیوں کر اور کیسے آ کئے جنت
کیلئے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ جنتی کیلئے سوال ہو کہ تم جنت میں کیوں آئے۔ کوئی فرشتہ
پوچھ لے۔ کوئی حوروں میں سے پوچھ لے۔ لیکن جنم کیلئے ہے ماسلککم فی
سکر کیا چیز جسیں جنم میں لائی ہے۔ تو بواب میں کہیں گے لم نک من المصلین

ہم تو نماز۔ نماز نہیں پڑھتے تھے اس وجہ سے آئے ہیں سوال اس لیئے تھا کہ تم تو پیدا ہوئے تھے جنت کیلئے۔ یہاں کیسے آئے تو ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

الحاصل غیر مومنین ان کے لئے جنم ہے ولقد زرعنا الجہنم کثیرا من الجن والانس بہت سے لوگ جنم میں جائیں گے۔ جنم کیلئے پیدا ہوئے۔ ان کے اوصاف بیان ہوئے۔ لیکن مومنین یہ جنت میں جائیں گے لاشک ولا ریب یقیناً جنت مومنین کیلئے ہے۔ اور یہ جنت ہے کس کا گمرا۔ یہ الام حسین کا گمرا ہے۔ حسین کا گمرا ہے۔ حسین ماں ہیں۔ توجہ یہ حسین کی ملک ہے اور ماں کو جنت ہے کہ اپنی چیز میں جس طرح چاہے وہ تصرف کرے یعنی تصرف حیث شاء یہ شان بیان کی گئی ہے کہ ماں اپنی چیز میں جس طرح چاہئے تصرف کرے۔ کیونکہ ملک ہے اس کی۔ دیکھئے جنت کی نسبت۔ حسین سے وکی ہی ہے جیسے چراغ کے، نور کی، نسبت چراغ سے ہے۔ یا آنتاب کے نور کی نسبت آنتاب سے ہے یا شمع کے نور کی نسبت شمع سے وہی نسبت جنت کی حسین سے ہے۔ دیکھئے نور یہ نور چراغ، چراغ کا نور یہ چراغ کے تلخ ہے۔ نور اپنی حرکت اور اپنے سکون میں ساکن ہونے میں حرکت کرنے میں وہ کس کے تلخ ہے۔ چراغ کے تلخ ہے۔ یہ نور مل میں سکتا۔ دیکھئے تمام دنیا کے لوگ مل کر اس نور کو حرکت دنا چاہیں۔ تو نور کو حرکت نہیں دے سکتے۔ چراغ کا نور اگر اس کو حرکت دنا چاہیں۔ نور کو۔ گمراہیک ہی رات ہے کہ چراغ کو حرکت دی جائے۔ آپ سب مل کر چاہیں کے نور کو ہلاکیں۔ نور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرے گا۔ نور کے حرکت کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ تلخ ہے چراغ کے۔ نور کو ہتنا حرکت دنا ہے اتنا ہی چراغ کو حرکت دیجئے۔ آپ شمع کو حرکت دیجئے۔ نور ملے گا اور آنتاب کا نور، آنتاب کے تلخ ہے۔ آنتاب کے ساتھ ۵۵ ہے اور آنتاب کے ساتھ

غروب کرتا ہے۔ تو نور یہ تلخ ہے اس چراغ کے وہ ہر جگہ میں، حرکت میں، سکون میں، تلخ ہے اس کا۔ اگر نور کو ہلانا ہو تو آپ چراغ کو حرکت دیجئے۔ لیکن بغیر چراغ کے سب مل کر اسے ہلا دیں تو نور کو ہلا نہیں سکتے۔ وہ تلخ ہے۔ تو یہ جنت بھی یہ امام حسین کے نور سے ہے یہ حسین کے تلخ ہے۔ صلوٰات

یہاں جنت جب تک حسین کی طرف سے نہیں ہو گا۔ اگر کوئی تصرف کرنا ہو نور میں۔ تو چراغ میں تصرف کرنا ہو گا۔ اس طرح جنت میں حسین کے ساتھ۔ یہ جنت تلخ ہے حسین کے۔ یہ جنت حسین سے جدا نہیں ہو سکتی اور حسین جنت سے جدا نہیں ہو سکتے۔ یہ راز ہے یہ قلفہ ہے کہ کیوں زمین کرلا جنت ہے۔ زمین کرلا جنت ہے۔ جنت حسین سے جدا نہیں ہو گی حسین مالک ہیں دوسرا کیوں جائیں گے۔ یقیناً یہ عقیدہ آپ رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا بھی چاہیے۔ درست ہے کہ جملہ آئمہ طاہرین جملہ مخصوصین یہ ایک ہی نور سے ہیں۔ جملہ مخصوصین کی طینت ایک ہے۔ یہ ایک نور سے ہیں۔ کل کل کل کلهم من نور واحد جملہ مخصوصین ایک نور سے ہیں۔ ان سب کی اصل ایک ہی نور ہے۔ جو خلف سورتوں میں جلوہ گر ہے۔ زیارت جامعہ میں آپ پڑھتے ہیں اشہد انک میں اس امر کی گواہی رہتا ہوں کہ آپ سب کے سب نور ہیں۔ آپ کی طینت ایک ہے۔ اصل ایک ہے۔ آپ کی روح ایک ہے۔ ارواح ایک ہے۔ صلوٰات۔

یہ کل کے کل ایک نور سے ہیں یہ نور بعد میں تقسیم ہوتا رہا اشہد انک کنت نورا فی الاصلاط الشامخه والاحرام المطهرة لم تنجزك
الجاحلية بانجاسها ولم تلبسك من مدنهماش ثيابها پلے اس نور کو غلق

کرنے کے بعد۔ خالق ارض سماں نے جیلیت میں رکھا تھا۔ بارہ جاپ غلق کیجئے تھے اور ان جیلوں میں ان کے نور کو رکھا تھا۔ ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ خالق انوار آسمانے نے اس نور کو جاپ میں کیوں رکھا۔ جیلیت میں رکھنے کی کیا ضرورت تھی ہو سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیونکہ یہ نور ابھی قسمی نہیں ہوا تھا اس میں نور قاطعہ شامل تھا۔ تو اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ جس نور میں قاطعہ کا نور شامل ہو۔ وہ بے جاپ رہے۔ اس لیئے جاپ میں رکھا درود

پڑھیں

تو جاپ میں رکھا بے جاپ نہ رہے اور یہی وجہ ہے بیشہ جبراٹل کو بھی اجازت تھی۔ ملک الموت کو بھی اجازت تھی۔ لیکن خانہ قاطعہ میں بغیر اجازت کے نہیں آتے تھے۔ بے جاپ نہیں رہنے دیا۔ یہ کل کے کل ایک نور سے ہیں جملہ مصومن کی اصل اور طینت ایک ہے اور یہ کل کے کل اسرار ایسے ہیں اس لیئے مصوم نے فرمایا نحن اسرل اللہ المودعنه فی هیا کل الانسان و دفعوا عننا حضور البشریتہ و نزلون عن الربوبیه و قولوا فینا ما شتم دیکھو ہم اللہ کے سربراہ راز ہیں۔ جو پیکر بشریہ میں بطور الملت رکھ دیئے گئے۔ و دفعوا عننا حضور البشریہ ہم سے لوازم بشریہ کو قطع کرنے آئے نہ رہا و نزلون عن الربوبیه اور دیکھو ہمیں رب نہ کہنا و قولوا فینا ما شتم اور بعض حد-شوں میں یوں ہے و قولوا فی فضلنا ما شتم ہماری فضیلت میں جو دل چاہے کہ دو۔ لیکن یاد رکھو لن تبلغوا ہماری فضیلت کی انتہا کو تم نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سب ایک نور سے ہیں ان سب کی طینت ایک ہے لو لانا کا خرنا و آخر نا کا لو لانا ہمارا اول ماہنہ ہمارے آخر کے ہے۔ اور ہمارا آخر ماہنہ ہمارے اول کے ہے صغیر نا کبیر نا سواء ہمارے چھوٹے بڑے سب برائی ہیں اولنا محمد

او سطناً محمد و آخرنا محمد وكلنا محمد لا تفرقوا ببيننا و يخبو
 هارے در میان فرق نہ کرنا۔ ہم میں کا ہر ایک محمد ہے۔ چھوٹا بڑا سب محمد ہیں ہم میں فرق
 نہ کرو۔ یہ عقیدہ ضروری ہے بخار اذار میں ایک حدیث کے لای بعد عبد حقیقہ
 الایمان کوئی بندہ ایمان کے حقیقت کو پا نہیں سکتا۔ جب تک اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ جو
 کچھ ہمارے اول کیلئے ہے وہ سب ہمارے آخر کیلئے ہے۔ اور جو ہمارے آخر کیلئے ہے وہ
 سب ہمارے اول کیلئے ہے۔ تو یہ سب کے سب ایک نور سے ہیں۔ جوان میں ایک کے
 ساتھ متصف تو دوسرا ان میں سے متصف نہیں آیا نہیں ہے۔ جو صفت ایک میں پائی جاتی
 ہے وہ سب میں پائی جاتی ہے اور یہ لقب شنا ”باقر“ صدق، کاظم، تقی، نقی یہ سب صدق
 ہیں۔ یہ کل کے کل کاظم ہیں۔ یہ سب غصے کے پی جانے والے ہیں۔ کل کے کل نقی
 ہیں۔ یہ کل کے کل تقی ہیں۔ یہ کل کے کل ذکی ہیں۔ صاف سحرے پاک و پاکیزہ یہ صدق
 یہ کاظم یہ سب کے سب ہیں۔ درود پڑھیں۔

یہ جو لقب سے ملقب کیتے گئے ہیں جو صفت جس مخصوص سے اس زمانے کے تقاضے کے
 مطابق معلوم ہوئی۔ ان کو اس لقب سے ملقب کر دیا گیا۔ زمانہ ہے اور زمانے کا تقاضہ۔
 ہر عصر کے تقاضے کے مطابق جو صفت جس مخصوص سے ظاہر ہوئی اس صفت کے ساتھ اس
 مخصوص کو پکارا۔ والا کملات میں سب برابر ہیں۔ علم میں سب برابر ہیں۔ کتاب کلنی میں ایک
 باب ہے نقہ السلام محمد یعقوب کلینی نے لکھا۔ ایک باب ہے کلنی میں وہ لکھتے ہیں کہ
 یہ سب کل کے کل تمام مخصوصین کملات میں برابر ہیں۔ اور خود امیر المؤمنین علی بن ابی
 طالب کا قول ہے نحن فی العلم والشجاعت سواء امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ
 ہم علم میں شجاعت میں سب برابر ہیں۔ یہ کملات ہیں۔ سرکار دو عالم ماکان و ما

یکون کے عالم ہیں۔ امیر المؤمنین بھی عالم ہیں۔ مخصوصہ عالم بھی عالم ہیں ان کو بھی ماں
و ملکوں کا علم ہے الام حسن بھی ماں و ملکوں کے عالم ہیں سید شدائے وہ بھی ماں و ملکوں
کے عالم ہیں پیغمبر مولیٰ علی بھی مولیٰ حسن بھی مولیٰ حسین بھی مولیٰ۔ تمام سارے مخصوصہ علی
ابن الحسین وہ بھی مولیٰ ہیں یہ کل کے کل تمام کملات میں مساوی ہیں برابر ہیں یہ کوئی
مفارقة نہیں۔ لیکن بعض سے ظاہر ہوا اور بعض سے وہ صفتیں ظاہر نہیں ہو سیں۔ جو تو
زنے کے قاضی کے مطابق ظاہر ہوں گیں اس لقب سے متلب کر دیا گیں۔

پیغمبر قدر علی بھی قدر فاطمہ بھی قدر حسن بھی قدر حسین بھی قدر علی ابن الحسین بھی
قدور محمد ابن علی، جعفر ابن محمد، موسیٰ ابن جعفر قدر علی ابن موسیٰ و محمد ابن علی و علی ابن محمد
و حسن ابن علی اور حجۃ القاتم۔ یہ مفاتیح نہیں ہے کہ علی سب سے افضل ہیں۔ یہ مفاتیح
نہیں کملات میں سب برابر ہیں۔ ایک کملات سے علی لول ہیں اور وہ آخر ہیں یہ مفاتیح نہیں
ہے۔ کملات میں سب کی سب مساوی ہیں۔ کملات میں سب کے سب برابر ہیں اور الام
حسن الام حسین یہ سب برابر ہیں۔ درود پڑھیں

یہ کل کے کل برابر ہیں سب کے سب برابر کملات میں کملی میں امیر المؤمنین کا ارشاد
گرائی نحن فی العلم والشجاعت سوادہ ہم برابر ہیں علم میں برابر ہیں شجاعت میں
برابر ہیں کل کے کل۔

ایک جملہ مترفہ مقدمہ سمجھو لیجئے دیکھئے نبی کا وظیفہ کیا ہے۔ نبی کا کام نبی اور پیغمبر کی
زندگی داری۔ اس کا وظیفہ ان کا کام کیا ہے شریعت کا لانا اور پہنچانا مبلغ ہیں۔ نبی وہ شریعت اللہ
کیخلاف سے لی اور پہنچاوی تبلیغ شریعت ہر نبی کا کام ہے اور الام کا کام کیا ہے۔ الام کا

فریضہ کیا ہے۔ امام کا وظیفہ اس شریعت کی حفاظت ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں یعنی شریعت کا لانا یہ نبی کا وظیفہ ہے اور شریعت کی حفاظت یہ وظیفہ امام ہے۔ سکنت کی بات یاد رکھئے گا کہ مرحلہ نبوت میں تقبیہ نہیں ہے آپ سمجھ رہے ہیں۔ یعنی نبی چاہئے قتل کر دوا جائے وہ تقبیہ کر کے اپنے کو پچانیں سکتا کہ میں مبین نہیں ہوں۔ اس لئے کہ اس کا کام ہے شریعت کو پہنچانے۔ اگر وہ تقبیہ کرے تو نفس غرض لازم آئے گ۔ نبی کا مقصد فوت ہو جائے گ۔ تقبیہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن امام کیلئے تقبیہ ہے۔ کیوں اس کا وظیفہ، اس کا فریضہ، شریعت کی حفاظت ہے۔ تو جس طرح سے شریعت کی حفاظت ہو۔ اگر صلح کر کے حفاظت ہو۔ تو امام صلح کرے گا اور اگر حفاظت جنگ پر متوقف ہو تو امام جنگ کرے گا۔ درود پڑھیں۔

اس کے زمہ تو شریعت کی حفاظت ہے۔ جس طرح سے ہو شریعت کو بچانا ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہے۔ امام دیکھئے گا کہ اگر میں تکوار اٹھاتا ہوں تو اصل شریعت کے فنا ہونے کا انذیرہ ہے۔ نبوت ختم ہو جائے گی تو امام تکوار نہیں اٹھائے گا۔ کیونکہ امام کا کام ہے شریعت کی حفاظت۔ درود پڑھیں۔

اپنے نبی کی تبلیغ کے سلسلہ میں جو امور پیش آئیں۔ اس پر عمل کرے گا اگر ضرورت ہو قتل کی تو قتل بھی کرے گا۔ لازمہ نبوت ہے جلو۔ نبوت کا یعنی لوازمہ نبوت میں ایک جلو جنگ ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں تقریباً اسی جنگیں ہیں۔ اورہر قرآن کیا کہتا ہے لا اکرہ فی الدین دین میں کوئی جبر نہیں ہے اور لانا "نبوت جلو ہے۔ جلو ہے۔ جلو اور لا اکرہ فی الدین میں کوئی جبر نہیں یہ دونوں کیسے ہیں یہ جلو اور یہ آیت۔ یہ دونوں بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا ازا دا کہ یہ آیت ہی منسوخ ہے۔ ایسا نہیں ہے

اور اس اطاعت میں ہمارا اور آپ کا فائدہ ہے ہر جل اس سے زیادہ میں آپ کو زحمت نہیں دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ایک منزل پر لے جاؤں اطاعت خدا، اطاعت رسول اور اطاعت امام کا ایک فائدہ یہ ہے۔ مثلاً سے سمجھ لجھے لوہا جب آپ آگ میں ڈالتے ہیں۔ جتنا لوہا آگ کے قریب ہوتا جائے گا اتنا ہی آگ کی صفت اس لوہے میں آتی جائے گی۔ اور لوہا تکھر جائے گا۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ وہی صفت جو آگ کی تمی لوہے میں آجائے گی۔ آگ کی صفت جلانا، روشن کرنا یہ صفتیں ساری لوہے میں آ جائیں گی۔ ابوالفضل العباس علیہ السلام جو امام حسین کے جسمانی عی بھائی نہیں تھے بلکہ روحانی بھائی تھے۔ حضرت عباس اس قاعده سے جس قاعده سے علی ابن ابی طالب پیغمبر اسلام کے روحانی بھائی تھے۔ دیکھنے اس اخوة کا یہ لازمہ نہیں ہے، مطلب نہیں ہے کہ یہ تمام فضائل اور کملات میں مساوی اور برابر ہیں یہ نہیں عباس امام کے بھائی ہیں، تابع امام ہیں، کیونکہ نفس نہیں ہے نفس چاروں معصومین کیلئے ہے۔ کہ یہ معصوم ہیں۔ عباس کیلئے کوئی نفس نہیں ہے۔ عصمت کی اس لئے میں نہیں کہتا کہ عباس معصوم ہیں۔ کیونکہ نفس نہیں ہے اگر کہتا ہوں آپ کسیں کے کیا دلیل دیں نفس لایے کوئی آیت یا حدیث کیونکہ نہیں ہے۔ اس لئے میں معصوم نہیں کہتا لیکن میں یہ ضرر کہتا ہوں کوئی ذر، نہیں کوئی خوف نہیں، دلیل رکھتا ہوں کہ منافیہ عصمت کوئی فعل جناب عباس سے سرزد نہیں ہو۔

آپ ان کی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک تمام حالات کا آپ جائزہ لیں کوئی بھی فعل ان کا عصمت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔ عصمت کے متعلق نہیں ہے۔ لیکن نفس نہیں ہے میں نہیں کہتا ہوں معصوم عدل کے خلاف عدل کے متعلق کوئی فعل جناب

عباس سے سرزد نہیں ہوا۔ آپ ان کی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک تمام حالات کا جائزہ لیں کوئی بھی فعل ان کا عصمت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔ عصمت کے مثالی نہیں ہے لیکن نص نہیں ہے میں نہیں کہتا مخصوص۔ عدل کے خلاف، عدل کے مثالی کوئی فعل ہے جناب عباس سے سرزد نہیں ہوا اور اتنی اطاعت کی اطاعت امام، اطاعت خدا اتنی اطاعت کی کہ خداوند زمین آسمان کی صفت قاضی الحاجات اسم گرامی کا ملکہ بن کر باب الجوانح کا لقب لے لیا۔ بتائیے کوئی ایسا ہے جو حاجت مند نہیں۔ ہے کوئی ایسا آپ کو نہیں ملے جو حاجت مند نہ ہو آج میں آپ کو باب الجوانح کے دروازے پر لے جا رہا ہوں۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں ان لعمی العباس درجتہ یہ بھطا جمیع الشہداء میرے چاہا عباس کا ایک ایسا درج ہے ایک ایسے درجہ پر فائز ہیں۔ کہ تمام شدرا قیامت کی دن اس درجے پر رشک کریں گے۔ ظاہر ہے درج تقویٰ کے اعتبار سے ہے، علم کے اعتبار سے ہے، عبادت کے اعتبار سے ہے خداوند عالم نے میں نے دیکھا کہ جس طرح جعفر طیار کو دو پر دیئے گئے ہیں اسی طرح حضرت عباس کو بھی دیئے گئے ہیں۔ عباس اور زینب ان کو عمل کے لحاظ سے علم اور عمل کے اعتبار سے یہ درج ہے۔ ایمان کا اندازہ عباس کا اس سے لگائیے ہوئے لوگوں کو دیکھا کہ معارض امتحان میں قدم رکھتے ہی قدم ڈگ مگا کئے ہیں لیکن بڑے بڑے میدان امتحان میں عباس نے قدم رکھا مگر قدم کبھی ڈگ مگا کئے نہیں۔ جب مدینے سے نکلنے لگے بہت سے لوگ نہیں آئے حسین کے ساتھ۔ موقع تھا عباس نہ آتے۔ جس طرح بہت سے لوگ نہیں آئے محمد ابن ضیغم نہیں آئے۔ عباس نہ آتے مگر عباس نے امام حسین کا ساتھ نہیں چھوڑا وہ آئے بہت بڑا امتحان تھا۔ ایسے موقع آئے کہ بہت لوگ ٹلے گئے راستے سے عباس بھی جا سکتے تھے مگر عباس نہیں گئے ثابت قدم رہے۔ امام حسین کا

ساتھ نہیں چھوڑا دیکھنے مدنے سے اکثر بیشتر اصحاب الام حسین اپنی اولاد کو ساتھ لائے الہ
 و عیال کو ساتھ لائے مگر جتاب عباس دیکھنے میں نے بہت کوشش کی تمام مقابل کتب میں دیکھا
 مگر یہ مراٹی وغیرہ میں ہو اس کا ذمہ دار نہیں ہوں مگر کوئی حدیث کوئی مقتل ان میں کسی نظر
 سے نہیں گزرا۔ بہت زیادہ مطالعہ کیا تمام کتابیں سامنے ہیں۔ عباس حسین کے ساتھ آئے
 اپنی الہ و عیال کو ساتھ نہیں لائے اولاد کو نہیں لائے۔ اس میں راز کیا تھا دیکھنے عرب کی
 عجیب یہ رسم تھی۔ عربوں میں یہ مشور تھا ہر عرب کی نوک زبان پر یہ ہوتا تھا جو میدان
 سے بھاگنا نہیں چاہتا چاہتا ہے کہ میدان میں اس کے قدم ثابت رہیں۔ وہ نہ بھاگے تو جنگ
 میں الہ و عیال کو لے جائے پھر وہ ثابت قدم رہنے پر مجبور ہے اپنے الہ و عیال کی وجہ سے
 یہ عربوں کے ہر ایک کی نوک زبان پر تھا کہ وہ الہ و عیال کو لے جائے ان کے خیال میں پھر
 وہ بھاگے گا نہیں۔ مستقل مزاج رہے گا۔ عباس الہ و عیال کو لے کر نہیں آئے یہ بتانے
 کیلئے کہ میں کرلا میں ثابت قدم رہا صرف حسین کی خاطر۔ الہ و عیال کی وجہ سے نہیں
 صرف الام حسین کی خاطر میں ثابت قدم رہا اگر لے کر آتے الہ و عیال کو تو عباس کیلئے
 ضروری تھا کہ کچھ تو دیکھنے کچھ وقت صرف کرتے ان کی خدمت کیلئے اگر الہ و عیال کو لے
 کر آتے اور دیکھ بھال نہ کرتے تو یہ بھی اچھا نہیں تھا۔ دیکھنا ضروری تھا۔ عباس عمرا "جان
 بوجھ کر نہیں لائے یہ بتانا تھا کہ کرلا میں میرا سارا وقت حسین اور اطفال حسین کی خدمت
 میں گزرا۔ میرا سارا وقت ان کی خدمت میں گزرے شیخ منید کی روایت کے مطابق جب بھی
 عباس نے اجازت مانگی جنگ کی حسین نے اجازت نہیں دی اور عاشرہ کے دن عباس نے
 خیسے میں جانا بند کر دیا تھا۔ کیوں بند کر دیا تھا پیاس کی شدت گری چھوٹے چھوٹے نخے نخے
 پچھے خیسے میں اپنے ناخونوں سے زمین کو کھو دتے تھے کہ کوئی حصہ نہیں کاٹک تک آئے تو

بچے میں ہنا کر اپنا حکم اس زمین پر رکھتے تھے اس قدر عباس کی شدت تھی۔ ایک مرتبہ زینب نے عباس کو بلایا اور یہ دیکھایا کہ یہ بچے کیا کر رہے ہیں۔ ایک مرتبہ عباس نے دیکھا اپنی آنکھوں سے اس منظر کو اس کے بعد سے پھر خیے میں جانا بند کر دیا کسی نے پوچھا کہ آپ خیے میں تشریف نہیں لے جاتے کیا وجہ ہے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ مجھے بچوں سے حیاء آتی ہے۔ مجھے بچوں سے شرم آتی ہے اور بچوں کی ایک صفت جس سے چیز ملنے کی امید ہوتی ہے بچے اس کے پاس جاتے ہیں۔ یہ حسین کی کم سن بچے سیکھ خالی کوزہ لیئے ہوئے جب بھی عباس آتے تب خنک سوکھی ہوئی ملک اخھا کر سامنے رکھ دی خالی کوزہ ہے چلی آتی اور پانی کیلئے کہا ماحصل تو خیے میں جانا بند کر دیا تھا عباس نے بار بار آپ اجازت مانگتے تھے مگر حسین اجازت نہیں دیتے تھے طب یہ ہوا کہ ایک ساتھ میدان میں جلا جائے تو حسین اور عباس ایک ساتھ جانے سے پسلے عجیب دردناک منظر ہے کہ حسین عباس سے رخصت ہو رہے ہیں۔ عباس کے گلے میں بایس ڈال دیں اور روتا شروع کیا عباس حسین سے رخصت ہو رہے ہیں۔ الہ حرم کی نظر پڑ گئی زینب اور ام کلثوم نے دیکھا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہیں۔ تو یہ منظر دیکھ کر شیخ منید نے لکھا کہ اب زینب اور ام کلثوم بھی آپس میں ایک دوسرے کو رخصت کرنے لگے۔ آپ نے غور نہیں کیا کہ میں نے کیا کہا کہ الہ حرم میں ایک قیامت بہا ہو گئی جب دیکھا کہ بھائی دونوں ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہیں اور رخصت کے وقت عجیب دردناک گلے زبان کے اوپر ہیں دونوں بھائی میدان میں آئے اور لڑتے لڑتے متفق ہو گئے جدا ہو گئے ایک سینے ایک سیرے کے اوپر تھا۔ لیکن جب بھی حملہ کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے انا ابن رسول اللہ میں رسول اللہ کا بیٹا ہوں اور جب عباس حملہ کرتے تھے تو فرماتے تھے انا ابن امیر

المؤمنین میں امیر المؤمنین کا بیٹا ہوں اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے
سوائے غم حسین کے روئے اور رولائے والوں میں قرار دے۔ اس کے بعد عباس عباس کی
عظمت و جلالت کو آپ اچھی طرح سمجھ لجھے گا عباس خیسے نسب ہو رہے تھے تو عباس نے
یہ درخواست کی کہ میرا خیسہ سب سے آگے ہو کیوں اس لیئے کہ جب مخالف کی طرف سے
حملہ ہو تو سب سے پہلے میرے اورپر حملہ پر جب علم کا وقت آیا تو عباس نے بڑھ کر علم ہاتھ
میں لیا کیوں اس لیئے کہ اگر کسی دوسرے کے ہاتھ میں علم پہنچ گیا اور کسیں کوئی ایسا واقع ہوا
تو میرے بھائی کا دل دکھے گا لیکن جب علم میرے پاس ہو گا تو یہ سرگوشوں نہیں ہو گا اور
واقعی ایسا ہی ہوا دیکھے دو علم تھے حسین کے پاس۔ ایک علم تو خیسے کے سامنے آپ نے
نصب کر دیا تھا کیوں اس لیئے کہ برابر فوجیں ادھر سے ادھر گزرتی تھیں تو گھوڑوں کی تاپوں
کی آوازیں ان سے بچے خیسے میں ڈرتے تھے تو عورتوں اور بچوں کو ہتلادیا تھا کہ سامنے یہ
علم نصب کر دیا گیا۔ کہ دیکھو در خیسہ سے دیکھ لیتا جب تک یہ علم یہاں نصب ہے یہ
علامت ہے کہ اشقاء کے شکر سے فوج حسینی میں امن و مان ہے کوئی خطرہ نہیں جب تک
یہ علم سامنے ہے اور ایک علم عباس کو دیا تھا۔ عباس لڑتے لڑتے ایک وقت وہ آیا کہ عباس
گھوڑے سے گرے اور بھائی کو آواز دی یا اخاہ اور کنی تو حسین چاہتے تھے کہ گھوڑے پر سوار ہوں
لکھا کہ جب یہ عباس نے آواز دی یا اخاہ اور کنی تو حسین چاہتے تھے کہ گھوڑے پر سوار ہوں
مگر ایسا لگتا تھا کہ کوشش کر رہے ہیں مگر سوار نہیں ہو رہے۔ پریشان ہیں ایسی کیفیت الی
حالت حسین کی ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہونے سے مغزور معلوم ہوتے تھے ایک مرتبہ
زینب نے خیسے سے دیکھا در خیسہ پر آ کر پوچھا جیا یہ سبب کیا ہے کیا واقعہ ہو گیا آپ کیوں
سوار نہیں ہو رہے تو آپ نے فرمایا یعنی میرا بھائی مار ڈالا گیا اجر کم علی اللہ اب

حسین کسی طرح سوار ہو کر گئے۔ آپ پنج قریب پنج کسی شہید کیلئے ایسا نہیں کیا حسین
 جب قریب پنج تو آپ نے انہا سر عباس کے بدن پر رکھا اور غش آگیا حسین کو کربلا میں
 تین موقعوں پر غش آیا ہے ایک تو اس وقت جب قاسم رخصت ہونے آیا تھا۔ پچھا اور بھیجا
 گئے مل کر اتنا روئے اتنا روئے کہ پچھا اور بھیجا دونوں غش کھا کر زمین پر گر پڑے
 ایک تو یہ موقع تھا دوسرا جب عباس کے بدن پر سر رکھا تھا تو غش آگیا تھا اور تیرے اس
 وقت حسین کو غش آیا تھا کہ جب حسین گھوڑے سے زمین پر آئے تھے مقابل میں ہے کہ
 تین گھنٹے تک حسین کو غش رہا۔ اجر کم علی اللہ جب غش سے افاقہ ہوا اب حسین چاہتے تھے
 کہ عباس کو خیہے کی طرف لے جائیں کچھ رمق جان بالی تھی عباس نے پوچھا ارادہ کیا ہے کہا
 چاہتا ہوں جسیں خیہے میں لے جاؤں تو عباس نے منع کیا کہ مجھے نہ لے جائیے اُنی
 مستحبی من ابنتک سکینہ مجھ کو آپ کی بیٹی سکینہ سے شرم آتی ہے۔ حیاء آتی
 ہے میں نے پانی کا وعدہ کیا تھا میں اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکا۔ اجر کم علی اللہ خدا
 آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے روئے اور رولانے والوں میں قرار دے
 یہ بھی کتب مقابل میں دیکھا کر عباس نے یہ بھی کہا کہ آپ نہ لجھئے اس لیئے کہ جب آپ
 مجھے لے جائیں گے تو اہل حرم ہو سکتا ہے کہ صبران کے ہاتھ سے نکل جائے واقعاً جب
 حسین جیسا صابر لام حسین کہ وقت شخلافت الام حسن کے یہ نہیں فرمایا کہ اب میری کر
 ثوت گئی لیکن عباس کے مرنے پر کما الان انکسر ظهری کہ اب میری کر ثوت گئی یہ
 کر حسین کی کر ہے۔ زنب کی کر ہے۔ سکینہ کی کر ثوت گئی ارباب عزاء عباس نے بت
 خلافت کی علم کی آپ سے ایک وصیت ہے ایک سفارش ہے کہ اس وقت علم آپ کے
 پاس ہے آپ کو میں متوجہ کر دوں۔ انساف سے فرمائیے کہ اگر علی اکبر زندہ ہوتے اصحاب

و انصار حبیب ابن مظاہر مسلم ابن عوجہ اور یہ علم آتا تو یہ لوگ کس طرح اس کا استقبل کرتے۔ بہر حال اس طرح آپ اس کا استقبل کریں کہ جیسے لانے والا علم کو عباس کے پاس سے کون لایا جسین لائے تھے جیسے حسین تو سب سے پہلے علم کو جسین نے اخليا لے کر آئے اور تجزی کے ساتھ آئے بجائے خیسے کی طرف جانے کے حسین کا رخ اس علم کی طرف ہے کہ جو خیسے کے سامنے پچوں کی تسلی تشفی کیلئے نصب کیا گیا تھا۔ حسین اس علم کے قریب آئے اور پہلے اس علم کو آپ نے اکھاڑ کر زمین پر لٹا دیا۔ ارباب عزا انساف سے فرمائیے جب در خیسہ سے عورتوں نے دیکھا ہو گا پچوں نے دیکھا ہو گا تو دل پر کیا گزری ہو گی لیکن کم سن تھی خیسہ سے باہر نکل آئی اور دوڑ کر اپنے باپ کا دامن پکڑ لیا اور کما ہل لک خبر عن عمی ابوالفضل العباس میرے پچا عباس کی بھی کوئی خبر ہے۔ حسین نے صاف فراریا قدقتل عمک العباس بیٹی تمہارے پچا عباس مار دالے گئے مگر زینب بے چین ہے در خیسہ پر کبھی اندر جاتی ہیں کبھی در خیسہ پر آجائی ہیں جسین چلے قریب خیسہ پہنچے ایک قدم خیسے کے اندر رکھا زینب کی نظر بھائی پر پڑی سر جھکا لیا بھائی نے زینب کو دیکھا سر جھکا دیا در خیسہ پر بھائی اور بن دنوں آئنے سامنے کھڑے ہیں نہ بن بھائی کی طرف دیکھتی ہے نہ بھائی بن کی طرف دیکھتا ہے۔ آئنے سامنے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اور بن دنوں کے بدن سے روح نکل گئی ہے۔ سکتے کا عالم ہے۔ اختصار کی حالت طاری ہے کچھ دیر تک بھائی اور بن کا یہ عالم رہا دیر کے بعد زینب نے سر اخليا اور ایک کلہ فریا کہ صدیق ابی امیر المؤمنین میرے باپ امیر المؤمنین نے رج کا تھا کیا کما تھا بیسویں ماہ رمضان مبارک کی رات کہ زینب تم رسن بستہ کر للا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پہنچا جاؤ گی۔ زینب کا یہ خیال تھا کہ کس کی مجال ہے عباس کی زندگی میں

کوئی زینب کے باروں کو ہاتھ لگا دے صدق امیر المؤمنین امیر المؤمنین بچ کرنا ہے کہ اب
زینب رن بستہ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پھرائی جائے گی وسیع علم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ہشتم

انَّ اللَّهَ اشترى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ الْخَلِيلَ
 خداوند عالم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا جس کی روح ہے
 معرفت۔ عبادت کی جان اور روح معرفت ہے۔ اور انسان کو اس نے جلال اور جمل کا
 مظہر بنایا ہے۔ شکر منع واجب ہے اس کا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی
 معرفت نہ ہو یہ شکر کا ادا کرنا واجب ہے۔ ضروری ہے، لازمی ہے، لیکن معرفت ہو
 تو۔ دیکھئے اس کی کلہ حقیقت کی معرفت ممکن نہیں۔ ذات احادیث کی معرفت ممکن
 نہیں۔ کسی کیلئے یہ راستہ کھولا نہیں ہے انَّ اللَّهَ احتجَابَ عَنِ الْعُقُولِ كَمَا
 احتجَابَ عَنِ الْأَبْصَارِ حقیقت اس کلہ ذات کی معرفت کس کیلئے نہیں ہے۔
 لیکن اس کے وجود کا یقین ضروری ہے۔ صانع عالم کے وجود کا یقین ضروری ہے یہ بھی
 لازمی ہے اس کو پہچانا جائے۔ اس کی صفات سے کہ اس کے صفات عین ذات ہیں۔
 ظاہر بر ذات نہیں ہیں۔ عین ذات ہیں۔ یعنی خود اس کی ذات آثار صفات کا مظہر ہے۔
 یعنی ایسا نہیں ہے کہ ذات اور ہے صفات اور ہیں جیسے کہ ممکن الوجود کی ذات اور ہے
 اور اس کے صفات اور ہیں جبکہ واجب الوجود اس کی ذات اور اس کی صفات الگ
 نہیں ہے بلکہ اس کی ذات ہی اس کی صفات ہیں۔ آثار اس کی صفات کا مظہر ہیں یعنی
 آثار صفت علم خود ذات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ آثار صفت قدرت خود ذات سے ظاہر
 ہوتے ہیں۔ ممکن الوجود کی ذات سے آثار صفت علم کبھی ظاہر نہیں ہوں گے۔ جب
 تک کہ ممکن کی ذات اس سے متصف نہ ہو لیکن وہ ذات احمدت تمام آثار علم اس

سے ظاہر ہیں۔ آثار صفت علم نے کماکہ وہ عالم ہے۔ آثار صفت خلق نے کماکہ وہ خالق ہے۔ آثار صفت قدرت نے کماکہ وہ قادر ہے۔ ذات ایک ہی ہے الحال جو صفات کے ذریعے سے مصنوع سے صانع کا وجود معلول سے عملت کا وجود۔ خلق سے خالق کا وجود۔ یہ امر فطری ہے طبعی ہے۔ اثر سے موثر کے وجود کا پتہ لگاتا۔ یہ سامنے کی بات ہے اب شان انبیاء، شان آئمہ، شان اولیاء اور شان علماء۔ یہ ظاہر آثار کتب اور کلام سے ظاہر ہیں۔ جیسا کہ سرالہ بن العالیین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے المرو محجوب تحت لسان انسان اپنی زبان کے یونچ چھپا ہوا ہے تکلموا تعرفوا کلام کو پہچان لیئے جاؤ گے کیا اچھی بات کی شیخ سعدی نے تاریخ ختن گفتہ باشد۔ عیب و ہنر ش نہ گفتہ باشد خود تکلم کی غسلت کلام سے معلوم ہو جاتی ہے۔ دعا کا فقرہ ہے یا من تجلی لعبد فی کتابه اے وہ ذات کہ جو جلوہ گر ہوا ظاہر ہوا اپنی کتاب میں بندوں کے سامنے۔ یہ کلام خدا یہ خود بتلانے کیلئے کہ آثار سے پہچانو۔ ایک فطری چیز ہے اثر سے موثر کو پہچانو کوئی اثر بغیر موثر کے وجود میں نہیں آ سکتا۔ کوئی خلق بغير خالق کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ کوئی معلول بغیر عملت کے وجود میں نہیں آ سکتا۔ آپ کرے میں داخل ہوئے دیکھا آپ نے کہ بترین قالین بچا ہوا ہے۔ تو اس کی عمدہ بناوٹ سے آپ کو اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ اس قالین کا بننے والا بڑا ماہر ہے۔ آپ نے اس کو دیکھا نہیں ہے مگر اس قالین سے ظاہر ہوا۔ سکول میں آپ داخل ہوئے دیکھا کہ طالب علم اچھی طرح امتحان دے رہے ہیں۔ سوالات ہو رہے ہیں جوابات دے رہے ہیں۔ تو آپ کو اس امر کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ تعلیم دینے والا ان کا معلم استاد۔

نمیک شاک ہے۔ ماہر ہے۔ آپ نے کس سے پچھا یہ طالب علموں سے آپ نے معلم کو پچھان لیا۔ درود پڑھیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے خداوند عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے۔ یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کس لیئے آئے تھے وہ صرف اس لیئے آئے تھے کہ اس نوع انسان کو اس بشر کو اللہ سے آشنا کرائیں اس کی عبادت کا راستہ ان کو بتائیں اس کی توحید سے آشنا کرنے کیلئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے اور ان سب نے آکر وہی راستہ بتایا۔ وہ ایک راستہ تھا کہ رب کی عبادت، راہ توحید اور ان سب نے آکر اخلاق کا درس دیا۔ درود پڑھیں۔

ان میں سب سے افضل اور اکمل خاتم النبین ہیں۔ جیسے خود وہ اشرف، دیسے ہی یہ ہیں میں نے دیکھا کہ خاتمت یہ درجہ ہے۔ درجات میں نبوت ہے اس کے مافق رسالت ہے اور رسالت کے مافق اولو العظم اور اس کے بعد خاتمت ہے۔ خاتمت قوس صعود کا نکتہ آخر ہے۔ جس طرح سے ایک وقت میں دو خدا نہیں ہو سکتے اس طرح سے ایک وقت میں دو خاتم النبین نہیں ہو سکتے۔ خاتم النبی آئے اور کما قولوا الا الله الا الله تو یہ حقیقت ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے تقریر کا خلاصہ اس کو میں ایک حدیث میں بیان کر دوں۔ درود پڑھیں

کہ یہ کل کے کل ڈرتے ہیں بکشور سے نہیں ڈرتے ملک سے نہیں ڈرتے، ڈرتے کس سے ہیں اسلام سے ڈرتے ہیں ہر ایک کام دلتا ہے یاد رکھیے میں اس کو ایک حدیث میں بیان کر دوں پوری تقریر کا خلاصہ یہ حدیث ہے کہ جس کو شیعہ سنی

دونوں نے لکھا ہے اگر اہل سنت کی کتاب میں دیکھیے تو ترمذی وغیرہ میں موجود ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گراہی ہے یوشق ان یتداع الیکم الامم من کل افق تدع الاکلت علی کسعتها دیکھو قریب ہے میرے بعد تمام یعنی ہر طرف سے تم پر حملہ ہو گا۔ سب مل کر ایک مرجبہ تم پر ثوٹ پڑیں گے۔ جیسے کھانے والے کھانے پر کیسے ٹوٹتے ہیں کہ جلدی سے اسے ختم کر دیا جائے۔ تو اس طرح سے ہر طرف سے تم پر ثوٹ پڑیں گے۔ یہ سب چاہیں گے کہ تم کو ختم کر دیں۔ نیست و نابود کر دیں تو ایک شخص کہدا ہو گیا کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقلتہ کیا ہم اقلیت میں ہوں گے۔ قلت میں ہوں گے کہ سب مل کر چاہیں گے ہمیں نیست و نابود کر دیں۔ حضرت نے فرمایا لامنیں انکم لکثیر تم بہت ہو گے ولکن کم غوصع کخو صع السیل تمہاری کوئی حقیقت نہیں ہو گی جیسے خش و خاشک نہیں ہیں۔ سیالب اسے کیسے بھالے جاتا ہے یجعل وہن فی قلوبکم تمہارے دلوں میں وہن کمزوری ڈال دی جائے گی اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے رعب نکل دیا جائے گا۔ لحبکم الدنیا و کراہتکم الموت تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے کراہت کرنے لگو گے۔ یہاں دیکھئے گا کہ جو موت سے کراہت نہ کرے گا اس سے سب ڈریں گے۔ درود پڑھیں۔

بہر حال لکھتے کی طرف متوجہ کر دوں واقع یہی ہے کہ آج دنیا میں جمل جمال یہ فہلو ہوتا تھا وہ سب وہیں سے ہوتا تھا باب الحمد للہ وہ سامنے آگیا لیکن دنیا کے سارے مسلمانوں کو چاہیے کہ مل کر رہیں۔۔۔ نبی ایسا ہونا چاہیے کہ دشمن فائدہ نہ اٹھائے الحاصل دیکھئے قران سے بھی یہ سب معلوم ہوتا ہے الذین قال لهم الناس

ابوسفیان نے فتح ابن مسعود اشجعی کو دہلی مدنیہ میں بیچج دیا کہ دہلی جا کر یہ افواہ پھیلاو
کہ بڑی طاقت ہے کفار کی الذین قل لہم الناس ان الناس قد جمعوا
لکم و خشو هم ان سے ڈرو بڑی طاقت دیکھیے افواہوں کا اثر ان پر ہوتا ہے
جمل ایمان نہیں ہے۔ لیکن جمل ایمان ہوتا ہے چنانچہ ذات لہم الایمان ان کے
ایمان میں اضافہ ہوا قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل کما اللہ ہمارے لیئے کافی
ہے وہ بہترین کار ساز ہے دیکھئے کتنی کامیابی ہوتی درود پڑھیں۔

دیکھئے ہیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے متوج رہنا چاہئے دیکھئے یہ صرف مادت سے ڈرانا
اسلحہ سے لیکن جن کے دل میں ایمان ہے۔ ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ کسی
طاقت سے نہیں ڈرتے۔ طاقت نہیں وہ ایک ہیں۔ جب تک شیطان زندہ ہے اس کے
شر سے ضرور بچتا چاہئے یا موسیٰ معکم ملا تراء شیطان میته اے
موسیٰ جب تک تم کو یقین نہ ہو جائے کہ شیطان مر گیا ہے اس کے کمر سے کبھی بے
خوف نہ ہونا۔ یاد رکھیے گا خداوند عالم کتنا میراں ہے قرآن آپ پڑھیں قدم قدم پر یہ
بتلایا ہے کہ دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے ان شیطان للانسان قد علو
شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا یہ سب آکر
بتلاتے تھے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ شیطان سے بچو اور ان کے اوصیاء جتنے ہیں وہ
سب کتے رہے دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے۔ قرآن پڑھیں آپ لا تتبعوا
خطوات الشیطان شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ شیطان شیطان اس قدر ڈرایا
کہ یہ دیکھو تمہارا دشمن ہے۔ قرآن دوسری آسمانی کتابیں، انبیاء سب کہہ رہے ہیں
شیطان۔ تو معلوم ہوا کہ اصل ہی شیطان ہے تو اب شیطان اس سے صرف وہی شیطان

نہ سمجھ لجھے بلکہ و بھلنا لکل نبی عدو شیاطین من الجن والانس جنوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی شیطان ہیں۔ شیطان اُنی بڑا خلڑا ک شیطان ہے۔ اس سے بہر حال نیچتے کی اشد ضرورت ہے۔ یاد رکھئے گا آپ ایک بات کہہ دوں۔ دیکھئے یہ لوگ متوجہ نہیں ہیں یہ دیکھا ہے۔ مسلمانوں میں دو بڑے بڑے فرقے ہیں یہ سے یہ شیعہ سنی، شیعہ سنی اس طرح سے یہ کمال سے وباء آئی حالانکہ ہمارے چیف برلنے تو یہ درس دیا ہے کہ مسلمان کی تعریف ہے *الْمُسْلِمُ مَنْ سَلَّمَ إِلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ مَنْ يَدْعُهُ* ولسانہ حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان کو نقصان نہ ہو دیکھنے اتحاد و اتفاق پر کتنا زور دیا ہے۔ نکتے کی بات یاد رکھئے یعنی ہر اس شے کو سختی کے ساتھ منع کیا ہے کہ جس سے آپس میں اختلاف کے پیدا ہونے کا ذرا سا بھی خطرہ ہو۔ عجب کیوں حرام ہے کیوں چغل خوری حرام ہے۔ یہ تمام چیزوں کو حرام کیا اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ یہ اتحاد اور اتفاق *الْمُسْلِمُ مَنْ سَلَّمَ إِلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ مَنْ يَدْعُهُ* مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ دیکھئے اصل میں لوگ سمجھ نہیں پا رہے ہیں یہ دیکھا کہ دو بڑے بڑے فرقے ہیں شیعہ سنی، شیعہ سنی ایک کا مرکز ایران ہے اور ایک کا پالی مسلمانوں کا مرکز سعودیہ مکہ ہے تو اب ان دونوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے۔ یہ دونوں یوں سمجھ لجھے امریکہ کے یہ دونوں بدل و پر تھے ان ہی سے اڑتا تھا اب ایک پر توکٹ گیا آپ سمجھ رہے ہیں ایک پر توکٹ گیا اب وہ کسی طرح سے چاہتا ہے واپس آئے۔ واپس تو آئیں سکا تو ایک پر سے اڑتا چاہتا ہے اڑ نہیں سکا اڑتا ہے گر جاتا ہے اور ساری تمہیرس وہ مختلف شکلوں میں ظاہر کر رہا ہے۔ درود پڑھیں۔

الحاصل میں نے تو ایک بات سامنے کی تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کر دی
مفتریہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیں ہزار انہیا خداوند عالم نے بیسجے اور قرآن نے یہ بتلایا کہ
شیطان تمہارا دشمن ہے اس سے بچو قرآن آپ پڑھئے قدم قدم پر شیطان سے ڈرایا
ہے۔ یہ شیطان اس سے بچو۔ موئی سے کما کر اے موئی جب تک تمیں یقین نہ ہو
کہ شیطان مار ڈالا گیا کبھی اس کے شر سے بے خوف نہ ہونا بہر حال شیطان ختم ہو گا
اس کے آثار پائے جا رہے ہیں۔

ایک لاکھ چوبیں ہزار انبیاء آئے ان سب نے اخلاقی درس دیا۔ اخلاق، اخلاق،
اخلاق اور ان میں سے سب سے اعلیٰ اور اکمل اور افضل خاتم النبیین ہیں۔ دلیل
اکملیت کے اوپر یہ قرآن ہے کہ سر اللہ فی العالمین امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے آخر وقت میں جب دنیا سے جا رہے
ہیں آپ نے اپنی وسیت میں جہاں اور چیزوں کے متعلق فرمایا وہاں قرآن کیلئے کما اللہ
الله بالقرآن لا یسبقكم بالعمل به غير کم دیکھو قرآن کے بارے میں
ڈرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے اغیار قرآن کی باتوں پر قرآن کی تعلیمات پر عمل کر
کے تم سے آگے نکل جائیں۔ خدا حافظ ہے قرآن کا لیکن مسلمانوں کا بھی یہ فرضیہ ہے
کہ قرآن کی حفاظت کریں۔ نہ یہ کہ قرآن زبان پر فقط رہے۔ قرآن کی حفاظت عمل
ہے۔ لیکن یہ بھی سر اللہ فی العالمین امیر المؤمنین نے فتح البلاغہ میں فرمایا کہ یاتی
على الناس زمان ایک زمانہ آئے گا کہ لا یقی فیهم من القرآن الا
رسم قرآن کی رسم باقی رہ جائے گئی۔ کیا مطلب یعنی صرف حلاوت تو ہو گی باقی عمل

عمل نہیں ہو گا۔ یہ قرآن پر عمل نہیں ہو گا قرآن کے بارے میں خطبے ہیں تغیر کے
 بھی اور امیر المؤمنین کے بھی یا یہا الناس انکم فی دار هدن و انتم علی
 ظهر سفر و سیر بکم سریع وقد رأیتہم اللیل والنهار یبلیان
 کل جدید یقریبان کل بعيد وقام علیه مقداد ابن اسود و قال یا
 رسول مارار الہدن قال رار البلاء وانقطاع اور بہت ہی مشور حدیث ہے
 اور آپ کے نوک زبان پر ہے کہ رب نالی القرآن والقرآن یلعنه بہت
 سے قرآن کی حلاوت کرنے والے ہیں۔ قرآن حلاوت کرنے والے پر لعنت کرتا ہے
 رب نالی کا کیا مطلب ہوا یعنی جس آیت پر حلاوت کرنے والا عمل نہیں کرتا جب
 وہ آیت پڑھتا ہے۔ تو آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ مثلاً نماز
 نہیں پڑھتا آیت اقیمو الصلوٰۃ پڑھتا ہے۔ تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔
 زکوٰۃ واجب ہے اتوالزکوٰۃ پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ روزہ
 نہیں رکھتا تو یا یہا الذين امنوا کتب علیکم الصیام پڑھتا ہے تو یہ آیت
 اس پر لعنت کرتی ہے۔ حج واجب ہے لله علی الناس حج البیت یہ پڑھتا
 ہے۔ آیت اس پر لعنت کرتی ہے اور اجر رسالت ادا نہیں کرتا تو جب یہ۔ قل
 لاسلکم علیه اجر ۱ الا المودة فی القریبی پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر
 لعنت کرتی ہے۔ جس آیت پر عمل نہیں ہوتا ومن دخله کان امنا جو اس میں
 داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔ یہ دعا ابراہیم کا نتیجہ تھا واذ قال ابراہیم ربی اجعل
 هذا البلد امنا جناب ابراہیم کی دعا ہے اس شرکہ کو امن کی جگہ قرار دے۔ اگر
 کوئی ایسا کام کرے جو خلاف امن ہو وہاں پر تو یہ آیت خود اس پر لعنت کرتی ہے۔

درو د پڑھیں -

آیت ہے من دخلہ کان امنا جس آیت پر عمل نہیں ہو گا تو میں یہ عرض کر رہا تھا آپ کی زحمت کو کم کرنا چاہتے۔ زیادہ طول نہ ہو۔ میں آجاؤں اپنے مطلب کے اوپر کہ سب سے اکمل اور افضل خاتم النبین ہیں۔ ہر بُنی نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے زانے میں ایک مدرسہ کھولا اخلاق کا درس اخلاق کا۔ ہر بُنی نے لیکن سب سے بڑا مدرسہ یہ وہ کس کا تھا وہ خاتم النبین کا تھا بلکہ پیغمبر نے اپنے بعثت کی یگانہ غرض اپنے اخلاق کو بتلایا بعثت لا تتم مکارم الاخلاق حضرت عیینی نے بھی کھولا مگر ہمارے نبی کرم نے جو اخلاق کا مدرسہ کھولا اس سے بڑا کوئی مدرسہ نہیں اور ایسا درس اخلاق آپ کو کہیں نہیں ملے گا جیسے اس میں ہے چنانچہ آپ دیکھئے اس مدرسے محمدیہ سے جو فارغ ہو کر نکلے ہیں۔ دنیا آج تک ان کا مثل پیش نہیں کر سکتی میں چینلنج کرتا ہوں آپ اس کا مثل پیش کر دیجئے۔ مدرسہ محمدیہ سے نکلنے والے ایک علی ہیں۔ اس مدرسے سے نکلنے والے مردوں میں ایک علی کی ذات ہے۔ کوئی ہے جو علی کا مثل لے آئے آپ یہ بتلائیے۔ ہے کوئی جو علی کا مثل لے آئے میں نکتا ہوں وہ جو خدا نے کہا ہے قرآن صامت کیلئے میں نکتا ہوں لے آؤ علی کا مثل علی کا کوئی مثل نہیں لا سکتا۔ اس مدرسے سے عورتوں میں ایک معصومہ عالم جناب قاطرہ ہیں۔ اس میں ان کی عظمت اور جلالت اللہ اکبر قاطرہ یہ یاد رکھیئے گا ایک بات جلدی سے کہہ کر آگے بڑھ جاؤں آپ سب حضرات کیلئے یہ جناب قاطرہ کہ جن کا مرحوم اللہ نے تمک کو قرار دیا۔ آپ سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ یہ تمک کیوں ایک بات سمجھ میں آئی دیکھئے جب آپ کسی کے ساتھ احتجان کرتے ہیں جب احتجان کا بدلہ وہ برائی کے ساتھ رہتا ہے تو

آپ کتنے ہیں بڑا نمک حرام ہے۔ کتنے ہیں کر نہیں۔ حالانکہ اس نے پلاو بھی کھایا،
حلوہ بھی کھایا ہے، لیکن کوئی نہیں کہتا حلوہ حرام پلاو کھایا ہے پلاو حرام نہیں کہتا، کتنے
مصالحے کھائے لوگ حرام نہیں کہتا کیا کہتا ہے نمک حرام سب کھایا حلوہ
حرام نہیں کہا لوگ حرام نہیں کہتا یہ نمک حرام کیوں کہتا ہے یہ انتخاب تمام اجزاء میں
نمک کا کیوں ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی چیز فاطمہ کا مر نہیں ہے۔ نمک
فاطمہ کا مر قرار دیا۔ یہ بتلانے کیلئے کہ چاہے کیسی ہی عبادت ہو کسی عبادت میں کسی
معرفت میں کسی اطاعت میں کبھی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس میں فاطمہ
کی محبت کا نمک نہ ہو۔ اس مدرسے سے۔ فاطمہ نکلی ہیں۔ امام حسن ہزاروں مرتبہ
پیغمبر کی خدمت میں آئے اور بے دھڑک کبھی دوش پر کبھی پشت پر وہ سوار ہو جاتے
علی نہ جانے کتنی مرتبہ آئے اور آتے رہے لیکن میں نے کہیں نہیں دیکھا بہت مطالعہ
کیا اور نہ سنا کہ کبھی پیغمبر تعظیم کیلئے حسین کے کھڑے ہو گئے ہوں علی کیلئے کھڑے
ہو گئے ہوں لیکن فاطمہ جب آتی تھیں تو پیغمبر تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ فاطمہ
جب آئیں پیغمبر تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے سمجھ میں آیا تو فاطمہ اس مدرسے سے اور
ہم لوں میں اس مدرسے سے فارغ ہو کر زینب نکلی ہے۔ آپ دیکھنے کیسا میں جانے
والے یا عینی کی تعریف اور مریم کی تعریف سے متاثر ہو کر آنے والے کتنے ہیں۔ جتنے
آئے ان کا مقابلہ کر لیجئے زینب سے۔ جیسے دریا اور قطرہ وہ زندہ میں مل نہیں سکتا جو
زینب کے پاس ہے کہ نہ صرف والدین کیلئے علی کیلئے فاطمہ کیلئے حسن کیلئے حسین کیلئے
قابل فخر ہیں جناب زینب۔ یعنی تمام انسانوں کیلئے سارے جہاں کیلئے فخر ہے۔ باپ کیلئے
زینب یعنی ذین ابھما اپنے باپ کی زینت سر اشہد فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن ابی

طالب علیہ السلام یہ تمام انبیاء پر فخر کریں گے زینب کے ذریعے سے۔ زینب اپنے دور میں اپنے زمانے میں مجاہدہ فی سبیل اللہ تھیں۔ اگر چیزیں نے عورتوں سے جہاد کو نہ ہٹالیا ہوتا اگر ساقط نہ ہوتا عورتوں سے جہاد تو میدان میں پہلے زینب ہوتی۔ لیکن جہاد ایک بات عرض کروں آپ سے ہم نے اور آپ نے واقع کریلا نہیں سمجھا۔ یہ دیکھئے ہم نے اور آپ نے نہیں سمجھا واقع کریلا یہ حسین کے اصحاب انصار ارشادات امام زین العابدین اور زینب ان کے اقوال اور خطبات ان تمام مجموعوں کا نام ہے کریلا اگر چیزیں قرآن نہ لاتے امیر المؤمنین نے نجح البلاغہ میں نہ دیا ہوتا۔ امام زین العابدین نے اگر یہ صحفہ سجادیہ مکارم الاعلاقات دعا ابو حزہ شملی یہ نہ ہوتا آپ یقین مانیتے۔ یاد رکھئے گا کہ بشر کی سعادت اور عظمت اور جلالت اور ان کی نجات اور حیات اور زندگی کی بقاء سب کیلئے یہ واقع کریلا ہدایت کیلئے۔ واقع کریلا کافی ہے۔ واقع کریلا میں زینب کا جہاد توجہ ہم نے واقع کریلا کو ذریعہ معاش بنالیا۔ اس لیئے سارے نکات اس پر پردہ پڑ گیا اگر آپ صرف واقع کریلا سمجھ لیں تو یہ انسانیت کی ہدایت کیلئے کافی ہے۔ مگر یہ ہے کہ ہم نے اس کو ذریعہ رزق بنالیا۔ معاش بنالیا لذذا اس پر پردہ پڑ رہا ہے واقع کریلا میں ہر درس موجود ہے۔ یہ واقع کریلا درس گاہ ہے۔ دہلی سے درس لیتا چاہئے دہلی سے ہر چیز کا آپ کو درس ملے گا۔ دیکھئے زینب کا جہاد وہی اسی زینب کا جہاد ہے اور بتاؤں آپ کو یہ راہ کوفہ اور شام اور قید خانے میں حسین کے بچوں کی دیکھ بھل یہی زینب کا جہاد ہے۔ اگر تمام عورتیں مل کے مردوں کے مقابلے میں آکر فخر کریں کہ ہماری صنف میں اللہ نے فاطمہ زہراء اور زینب کو پیدا کیا تو یہ حق ہے عورتوں کو یہ فخر کرنے کا کہ ہماری صنف میں اللہ نے فاطمہ زہراء کو پیدا کیا۔ ہماری صنف میں اللہ نے زینب کو

پیدا کیا۔ یہ حق ہے عورتوں کو فخر کرنے کا اور یہ حقیقت ہے۔ دیکھنے زینب نے چیف بر
اسلام سے درس لیا۔ اس کے بعد اپنی ماں قاطرہ زهراء کی آغوش میں درس لیا پھر علی
سے درس لیا سبق لیا پھر اپنے بھائی حسن سے اور اس کے بعد یہ حسین کے دوش
بدوش رہیں۔ آپ سمجھے نہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ حسین کے دوش بدوش زینب ہے
تمام ہر چیز میں یہ بتاؤں آپ کو شہادت کی تحریکیل زینب سے۔ شہادت کی تحریکیل کس
سے ہے زینب سے ہے۔ یاد رکھیئے گا آپ واقع کرلا کی بقاء۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں یاد
رکھیئے گا کہ واقع کرلا کی علت مبکیہ زینب ہے۔ آج واقع کرلا مٹ گیا ہوتا اگر
زینب نہ ہوتی۔ احسان ہے زینب کا کہ واقع کرلا ہم تک پہنچا۔ بن رہے ہیں آپ اور
یہ سند لی اپنے بھتیجے زین العابدین سے کوفہ میں کہ امام زین العابدین اپنی پھوپھی سے
خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انت عالمه غیر معلمہ آپ عالہ غیر معلم
ہیں آپ عالہ ہیں آپ کو تعلیم نہیں دی گئی۔ یہ سند کس سے می امام زین العابدین
سے خدا اور اس کے رسول اور امام کی طرف سے جو حکم تھا زینب کیلئے زینب نے
اس پر من و عن عمل کیا کہیں سے اس میں کی اور زیادتی نہیں جو حکم تھا چیف بر کا
اس پر عمل کیا اور جو امام کا حکم تھا عمل کیا محدث استر آبادی نے لکھا کہ مخصوصہ عالہ
سیدہ زهراء کا جنازہ رات میں جا رہا تھا کیونکہ قاطرہ کی وصیت تھی میرے جنازے میں
سلمان ابوذر اور حسین ہوں ان دونوں میں زینب کم سن تھیں۔ رات کا وقت ہے۔
پرده شب میں جنازہ جا رہا تھا ایک مرتبہ امیر المؤمنین کے کان میں کسی آنے والے کی
چاپ سنائی دی کوئی آ رہا ہے امیر المؤمنین کھڑے ہو گئے۔ امام حسن سے فرمایا بیٹا دیکھو
کون آ رہا ہے۔ تو امام حسن نے فرمایا بیبا کوئی اور نہیں ہے زینب آ رہی ہے اللہ اکبر

آپ نے فوراً "فرمایا ارجمند زینب فوراً" واپس ہو جاؤ ابھی تمہارے نکلنے کا وقت نہیں آیا۔ زینب عالہ غیر معلمہ انہوں نے سمجھ لیا کہ میرے بچپن کی جانب سے میرا وظیفہ یہ ہے کہ مجھ کو کسی حالت میں نکلنا نہیں چاہئے۔ اور واقعاً "سخت" سے سخت وقت آیا مگر زینب کبھی اپنی جگہ سے شیس سے مس نہیں ہوئی انہیوں ماہ رمضان مبارک میں جب فضاء میں آواز گونجی قتل علی۔ علی مار ڈالے گئے با خدا کوفہ میں کوئی عورت الہی نہیں جو گھر سے باہر نہ نکل آئی ہو۔ اس آواز کو سن کر مگر علی کی بیٹی۔ کبھی دروازے پر آتی ہے اور صحن خانہ میں چلی جاتی ہے۔ بے چین ہے اس سے بھی زیادہ سخت موقع آئے خیبر میں آپ تشریف فرمائیں کس نے آکر خبر دی کہ آپ کے دونوں فرزند عون و محمد مار ڈالے گئے لاش در خیبر پر ہے با خدا زینب خیبے سے باہر نہیں آئیں پھر کسی نے کہا کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا لاش در خیبر پر ہے پالم بھی ہو گئے مگر زینب باہر نہیں آئیں۔ سخت سے سخت موقع آیا عباس کی شہادت یعنی سکینہ کم سن تھی خیبر سے نکل آئی مگر زینب نہیں نکلی مگر ایک وقت آیا ہے ارباب عزا ایک وقت آتا ہے وہ کونا وقت بتلوؤں دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے جب حسین کا جوان بیٹا علی اکبر گھوڑے سے گرا ہے اور اس نے الوداعی سلام کیا تو کیا ہوا معلوم ہے آپ کو۔ جب یہ آواز آئی اس وقت آپ کو روتانا نہ آئے نہ روئے مگر جب گھر جا کر بستر پر لیئے گا تو سوچنے گا اس وقت جی بھر کر رو لیجئے گا اگر آپ سوچیں گے زینب نے حسین سے پہلے بھائی سے پہلے اپنے آپ کو پہنچا دیا۔ سب سے زیادہ محبت اولاد سے مل کو ہوتی ہے۔ اتنی محبت کسی کو نہیں ہوتی بہر حال زینب پھوپھی ہیں اور لیلی مل ہیں سوال یہ ہے کی لیلی کو پہلے آنا چاہئے تھا نکلا نکلا چاہئے تھا۔ زینب تو پھوپھی ہیں یہ کیوں نکل کے گئی ہیں۔

بہت پریشان تھا مطالعہ کر رہا تھا مقتل دیکھ رہا تھا کہ جب علی اکبر گھوڑے سے گرے
 اور آواز دی تو خیسے میں لیلی نے بھی اس آواز کو سن۔ اس آواز کو سنتے ہی غش کھا کر
 گری جب غش سے انفاثہ ہوا چاہتی تھی کھڑی ہو کر نے جواب دے دیا۔ مقتل کی
 طرف منہ کر کے کما بیٹا سب سے پہلے میں آتی مگر تمہرے مرنے سے میری کرنے
 جواب دے دیا۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے
 جعل کم اللہ من الباکین رونے اور رولانے والوں میں قرار دے زینب
 دیکھتے کوئے میں بھائی کو کما گیا خارجی وہاں جناد کیا۔ بتلایا ایک ایک تک پہنچایا کہ یہ
 فرزند رسول ہے۔ یہ فاطمہ کا بیٹا ہے۔ زینب نے پہنچوایا اپنے بھائی کو اور خطبوں کے
 زریعے نے جو انقلاب لائیں۔ زینب نے بازاروں میں ایسا خطبہ دیا آپ نے یقین مانے
 کہ نظروں کے سامنے یا دیواروں کے پیچے یا چھتوں پر سے جس کسی نے نا تو ایک
 مرتبہ سب کئے گئے کہ علی کمال سے آگئے۔ ایسا لمحہ تھا زینب نے کچھ خطبات کیئے
 ہیں زینب کے کچھ خطبات ہیں پہلا خطبہ یہ قتل گاہ میں آنے کے بعد زینب کا پہلا
 خطبہ اللہ کی طرف منہ کیا ہاتھ اٹھائے خدا یا آل محمد کی اس حقیر قربانی کو قبول فرا
 لے۔ اللہ اکبر آل محمد کی قربانی قبول فرماء اور دوسرا خطبہ اپنے ٹانا سے کیا شیخ جعفر
 مشتری لکھتے ہیں کہ اس وقت حالت زینب کی ایسی تھی کہ قریب تھا کہ روح زینب
 کے بدن سے نکل جائے۔ پیغمبر آئے ٹانا کو دیکھ کر زینب سنبھل گئی ٹانا سے خطبہ کیا
 یا جلدہ نانا صلی علیک ملاتکته السماء ٹانا آپ پر آسمان کے فرشتوں
 نے نماز پڑھی وہنا حسین مرمل بالدمہ ٹانا یہ آپ کا حسین اجر کم علی اللہ
 مزیوح الراس من القفا مسلوب العمame والردمہ۔ اجر کم علی اللہ

تیرا خطاب زینب نے اپنے باب امیر المؤمنین سے کیا ہے کہ بیبا آپ نے اس کو گوارہ
 نہیں کیا کہ میرے قدوس قامت پر کسی نا محروم کی نظر پڑے۔ مل کے جتازے میں آپ
 نے شریک ہونے نہیں دیا۔ بیبا آپ کی بھی بھی زینب اسری ہے۔ اجر کم علی اللہ ایک خطاب مل
 سے کیا مل سے ایک کلمہ کہا کہ میں تمام معنی میں نیابت کر رہی ہوں واقعاً ”فاطمہ کی
 جگہ کے اوپر زینب خدمت انعام دے رہی تھی اجر کم علی اللہ لیکن ایک خطاب ارباب
 عزاداروں پر ہاتھ رکھ لیجئے گا چند خطابات اپنے بھائی سے کیے ہیں ایک توجہ مقتل پنجی
 زینب نے دیکھا ایک جسم تیروں سے چھلنی ہے منہ کے مل لاش پڑی ہوئی ہے متوجہ
 کیسے ہوئی دیکھا نظر جمی ہوئی تھی کہ قتل گاہ میں کس کی لاش ہے سمجھ میں نہیں آ رہا
 ایک مرتبہ دیکھا کہ فرات کی طرف سے دو کبوتر آگئے ان کی منقاروں میں پانی تھا کئی
 ہوئی گردان پر ان کبوتروں نے پانی بھایا اور چلے گئے۔ اب زینب کی توجہ ہوئی اللہ اکبر
 اب پچھاٹا کمائت اخسی الحسین تو ہی میرا بھائی ہے اجر کم علی اللہ خدا آپ کو
 کسی غم میں نہ رولائے انت اخی کیا تو ہی میرا بھائی۔ زینب کا ایک اور خطاب چلتے
 ہوئے کما چند خطابات ہیں ایک تو اس وقت بھی ہے جب نوک نیزہ پر پہلی مرتبہ زینب
 نے سردیکھا ایک بار کما تھا کہ بھیا جب تک تیرے سر پر علامہ تھا زینب کے سر پر چادر
 تھی تیرے سر سے علامہ اتز زینب کے سر سے چادر اتر گئی۔ اجر کم علی اللہ ارباب عزا
 ایک خطاب سننے آپ۔ زینب نے اسے بھائی سے خطاب کیا کما بھیا شقیانے قتل کیا جو
 مصیبت پہنچائی وہ تو پہنچا۔ ہو عکلا جسے کہ میں ساری مصیبت تیری بھول جاؤں زینب
 بھول جائے مگر ایک مصیبت تیری ذہب کبھی نہیں بھول سکتی وہ کیا فرات کے کنارے
 پیاسا نزع ہوتا وہ زینب کبھی نہیں بھول سکتی وسیع علم الذین ظلموا ای
 منقلب ینقلبین

مجلس نہم

انَّ اللَّهَ اشترى مِنَ الْمُوْمِنِينَ اَنفُسَهُمْ وَامْوَالَهُمْ بَانَ لَهُمْ جَنَّةُ الْخَيْرِ
 يَهُ آتَيْتَ يَهُ مِنْ جَنَّةٍ هُنَّ يَهُ رُوزَهُ خَالِيْنَ هُنَّ يَهُ آتَيْتَ اُورَ خَدَا وَنَدَ عَالَمَ هُنَّ قَارِيْنَ پُرْضَعَنَهُ
 وَالا انَّ اللَّهَ اشترى مِنَ الْمُوْمِنِينَ يَقِيْنًا "اللَّهُ نَّهَى خَرِيْدَةَ اَشْتَرَى كَمْ مَعْنَى خَرِيْدَةَ
 كَمْ هُنَّ اَشْتَرَى كَمْ دَمْقَيْتَ هُنَّ عَبْلَ لَغْتَ مَيْنَ - اَشْتَرَى كَمْ مَعْنَى بَيْتَنَهُ كَمْ بَحْرَيْتَ هُنَّ
 كَمْ هُنَّ بَيْتَنَهُ كَمْ هُنَّ يَهُ بَيْتَنَهُ - يَقِيْنًا اللَّهُ نَّهَى خَرِيْدَةَ اَشْتَرَى مِنَ الْمُوْمِنِينَ مُوْمِنِينَ سَبَقَ
 اَنْفُسَهُمْ اَنَّ كَمْ نَفْسَوْنَ كَوْ - اَنَّ كَمْ جَانُوْنَ كَوْ - وَامْوَالَهُمْ اُورَ اَنَّ كَمْ مَالُوْنَ كَوْ خَرِيْدَةَ بَانَ
 لَهُمْ جَنَّةَ اَسَ اَمْرَكَ بَدَلَ مَيْنَ اَنَّ كَيْلَيْتَ جَنَّتَ هُنَّ يَهُ جَنَّتَ كَمْ عَوْضَ مَيْنَ خَرِيْدَةَ
 جَانَ لَيْ اُورَ جَنَّتَ دَيْ - وَهُ مُوْمِنِنَ كَوْنَ سَبَقَ هُنَّ كَمْ جَنَّ سَبَقَ خَرِيْدَةَ اَنَّ كَمْ عَلَامَ بَلَائِيْنَ هُنَّ
 يَقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَللَّهُ كَمِ رَاهَ مَيْنَ لَزِيْنَ گَرَ - اَللَّهُ كَمِ رَاهَ مَيْنَ قَتْلَ كَرِيْنَ گَرَ -
 اَللَّهُ كَمِ رَاهَ مَيْنَ جَمَادَ كَرِيْنَ گَرَ فِي قَاتِلُوْنَ اُورَ اَللَّهُ كَمِ رَاهَ مَيْنَ كَفَارَ اُورَ مُشَرِّكِينَ اُورَ مُنَافِقِينَ
 كَوْ قَتْلَ كَرِيْنَ گَرَ وِيَقَاتِلُوْنَ اُورَ آخِرَ مَيْنَ اَللَّهُ كَمِ رَاهَ مَيْنَ شَهِيدَ كَرَ دَيْيَ جَائِيْنَ - قَتْلَ كَرَ
 دَيْيَ جَائِيْنَ گَرَ - درود پُرْضَعَنَهُ

يَقَاتِلُوْنَ آخِرَ مَيْنَ وَهُ قَتْلَ كَرَ دَيْيَ جَائِيْنَ گَئَنَهُ وَيَكْمَنَهُ خَدَا وَنَدَ عَالَمَ نَهَيْنَ اَپَنَے جَبِيبَ هَنَيْ
 سَبَقَ يَاقِعَ بَيْانَ نَمِيْنَ کَيْلَ مَيْنَ هُنَّ هُرَ مِجَلسَ مَيْنَ يَهُ بَلَائِيْنَ چَلَآ آزِهَا هُوْنَ تَقْرِيْبَا يَهُ بَوْصَافَ يَهُ صَفَاتَ
 جَوَ اَنَّ آتَيْتَ مَيْنَ بَيْلَنَهُ كَمْ گَئَنَهُ هُنَّ وَهُ عَلَامَ جَوَ اَنَّ مَيْنَ بَيْانَهُ كَمْ گَئَنَهُ هُنَّ وَهُ صَرْفَ اَلَامَ
 حَسِينَ پَرَ مُنْتَبِقَ هُوْنَ هُنَّ اَنَّ لَتَهُ كَمْ حَسِينَ بَنَے بَنَچَلَ - عَالَمَ زَرَ مَيْنَ اُورَ صَرْفَ حَسِينَ هُنَّ
 جَنُوْنَ نَهَيْنَ اَپَنَیْ جَانَ اَپَنَے اَسَوَالَ كَوَنَيْ جَيْزَ حَسِينَ نَهَيْنَ رَكْمَيْ - اَپَنَے لَتَهُ سَبَقَ بَنَجَ دَيَا اُورَ

اس طرح کسی نے بھی نہیں۔ آپ دیکھنے جائزہ لیجئے انبیاء اوصیاء آئمہ میں کسی نے سوائے حسین کے سارے اموال کو نہیں بیچا۔ حسین نے اپنے لیئے کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ جان کے ساتھ ساتھ مال اور جو کچھ حسین کے پاس تھا سب بیچ دیا۔ اللہ کی راہ میں اور جنت لے لی۔ یہ جنت حسین کی ہے۔ خداوند عالم نے اس واقع کو صرف اپنے جیب مصطفیٰ ﷺ سے ذکر نہیں کیا۔ تورت میں زور میں انجلیل میں قرآن میں ساری اسلامی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حسین یہ قطب ہے عالمیں کا جملہ انبیاء، اوصیاء، اولیاء اور مومنین کے قلوب حسین کے پاس ہیں۔ سراشہ فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے ان الحسین محبته مكتونته فی قلوب المؤمنین یقین حسین کی ایک خاص محبت ہے۔ مخصوص ہے مومنین کے دلوں میں جو کسی اور کسی نہیں ہے۔ ایک خاص محبت ان الحسین محبه مكتونه ایک چیز ہوئی محبت ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ خاص محبت ہے۔ مومنین کے دلوں میں جو اور کسی معصوم کی کسی امام کی وہ نہیں ہے۔ حسین کی زیارت میں ایک فتوحہ ہے اس سے بھی استفادہ ہوتا ہے کہ خاص محبت قلوب من ولاہ قبرہ ان لوگوں کے دل جو حسین سے محبت رکھتے ہیں حسین کی قبر ہے۔ قلوب من ولاہ قبرہ ان لوگوں کے دل حسین کی قبر ہیں جو حسین سے محبت رکھتے ہیں۔ حسین سے مودت رکھتے ہیں۔ جو حسین کو چاہئے ہیں حسین کی قبر ہے۔ یہ لفظ قبر سے کیوں تبیر کیا۔ قبر کیوں فرمایا ایک قبر میں دو شخص دفن نہیں ہو سکتے۔ ایک قبر میں ایک ہی ہونا چاہئے تو اس قبر سے تبیر فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو خاص محبت حسین کی دلوں میں ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ درود پر حسین ایک خاص محبت ہے حسین سے اس میں کوئی شریک نہیں ہے اور یہ مناقات نہیں۔

ہے ان کی محبت ہے اور خود اللہ نے بھی حکم دیا ہے۔ تنبیر اسلام نے بھی حسین سے اس خاص محبت کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے تمام آئندہ طاہرین نے بھی اس محبت کا حکم دیا ہے۔ زیارت لکھ سین پر رونے کا گریہ کرنے کا ایک خاص حکم۔ وہ آئندہ طاہرین بھی حسین کے بارے میں بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ یہ صادق آل محمد نے کما حسین برگزیدہ خدا ہیں فرزند محمد مصطفیٰ فرزند علی مرتضیٰ نور چشم فاطمہ زهراء حسین از خود کچھ نہیں رکھتے۔ جو کچھ حسین کے پاس ہے یا جو کچھ حسین کا ہے وہ سب اللہ کا ہے۔ ہر وہ شے جو حسین کی طرف منسوب ہے۔ وہ اللہ کی طرف ہے۔ حسین کی معرفت اللہ کی معرفت ہے۔ حسین سے محبت اللہ سے محبت ہے۔ حسین کی دوستی۔ اچھا اور حسین کا نہ پہچاننا۔ اللہ کا نہ پہچاننا ہے اور حسین کو اذنت اللہ کو اذنت دینا ہے۔ مختصر یہ کہ ہر چیز حسین کی اللہ کی ہے۔ حسین کا خون اللہ کا خون ہے۔ آپ زیارت میں نہیں پڑھتے اسلام علیک یا ٹھار اللہ ولی بن ٹھارہ والوْرَالْمُوْرَتِ۔ صلوٰات

حسین بے مثل اور عجیب ہیں۔ حسین کا کوئی مثل نہیں ہے۔ حسین پر گریہ میں چاہتا ہوں کہ با معرفت ہو۔ با بصیرت ہو۔ آج یہ واضح کر دوں مقدمہ ہے۔ تمہید ہے۔ حسین کی مصیبت ایک ایسی مصیبت ہے۔ کہ جس کے سامنے بھی یہ مصیبت پیان ہو وہ گریہ کو ضبط نہیں کر سکتے۔ چاہے کسی کتب فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ جو بھی ہو۔ حسین کی مصیبت ہی ایسی ہے۔ بیعا" از حیث مصیبت۔ وہ متاثر ہو گا اور روئے گا۔ یہ دیکھے اس طرح کا روتا کر وہ کونسا روتا ہے کہ جو حسین کو نمطلوب ہے اور حسین کو پسند ہے اور حسین کی مادر گرامی کے جو صاحب عرا ہیں۔ حقیقت میں مجلس میں تشریف فرمائیں۔ اور وہ دیکھ رہی ہیں۔ آپ کو دیکھ رہی ہیں۔ آپ کے رونے کو بھی دیکھ رہی ہیں۔ آئندہ طاہرین یہ مجلس میں موجود

ہوتے ہیں۔ یہ ایک خصوصیت مجلس عزا حسین کی یہ ہے۔ کہ مجلس عزا حسین میں مخصوص شریک ہوتے ہیں۔ مخصوصہ عالم شریک ہوتی ہیں۔ یہ سب شریک ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک دو نمیں یعنکھوں حدیثیں ہیں۔ اس وقت شریک ہوتے ہیں اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مخصوصین مجلسوں میں آتے ہیں دیکھتے ہیں۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے وہ آپ کیسا تھو۔ سامنے کی بات ہے۔ اگر کسی کا کوئی پیٹا مر جاتا ہے اور آپ کسی مجلس میں وارد ہوتے ہیں اور اس مجلس میں آپ کے بیٹے کی تعزیت کے سلسلے میں شاداہ مجلس ہے۔ تو آپ اللہ مجلس کے شریک ہو جائیں۔ تعزیت ہے آپ بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ کہ مخصوصین مجلس میں آتے ہیں اس سلسلے میں ایک دو نمیں یعنکھوں حدیثیں ہیں اس وقت شریک ہوتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مخصوصین مجلسوں میں آتے ہیں دیکھتے ہیں آپ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے تو مخصوصین مجلس میں آتے ہیں اور رونے میں آپ کے شریک ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور استغفار کرتے ہیں۔ آپ صیخت سے متاثر ہو کر روتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کی دعا اور ان کا استغفار خالص ہو گا۔ وہاں تو کوئی نہ رباء کا شاہراہ ہے اور نہ کوئی اور چیز۔ ان کی دعا بھی خالص۔ اور ان کا استغفار بھی خالص۔ اور ان کی دعا رد نہیں ہوتی۔ صلوات۔

مخصوصین دعا کرتے ہیں بالخصوص جناب سیدہ — عزاداری۔ بہت زیادہ احادیث میں چھان بین کیا تلاش کیا۔ عزاداری سید شداء میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی عبادت۔ اجر و ثواب کے لحاظ سے نظر نہیں آتی۔ سب اجر کے اعتبار سے۔ ثواب کے لحاظ سے اہمیت کے اعتبار سے یہ عزاداری سب نے اس کو اہمیت دی ہے۔ یہ امام حسین کا واقع کوئی عام نہیں ہے۔ سب نے اس کو اہمیت دی ہے لیکن بہر حال یہ با معرفت ہونا

چاہئے۔ گریہ با معرفت حسین یہ چند دن آپ کے ہیں یہ مقدمہ ہے کہ آپ با معرفت با بصیرت متوجہ ہوں۔ میں نے بتلایا آپ کو کہ حسین کی مصیبت کوئی نہیں روک سکا۔ کتنا ہی سمجھ دل کیوں نہ ہو۔ مختصر یہ کہ اگر غیروں کے سامنے ہندوؤں کے سامنے بھی اگر یہ معاشر بیان ہوں تو وہ بھی اپنے گریے کو ضبط نہیں کر سکتے۔ جیسے جب الہ بیت مجلس یزید میں وارد ہوئے وہاں جتنے بھی غیر مسلم تھے ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا کہ جوان کی مصیبت سے متاثر ہو کر رویا نہ ہو۔ دربار میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے گریہ نہ کیا۔ خود یزید پا جوہر اتنا سمجھ دل ہونے کے وہ یزید بھی رویا۔ انحاکر دیکھے تاریخ۔ سمجھ دل ہونے کے پا جوہر یزید بھی رویا۔ جناب سیکنڈ کا بیان ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے یزید سے زیادہ سمجھ دل نہیں دیکھا وہ بھی رویا اور کہنے لگا ایک امر تھا ایک واقع تھا ہو گیا۔ وہ بھی رویا دیکھنے مصیبت الہی ہے کہ کوئی بھی سنے گا۔ اس کے سامنے مصیبت حسین بیان ہو گی وہ متاثر ہو گا۔ یہ روشن حسین کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ با بصیرت با معرفت روشن قیمت رکھتا ہے۔

دیکھنے یہ سمجھ کر کہ حسین کیا ہیں۔ حسین کی کوئی چیز از خود نہیں ہے یہ حسین کا خون رسول کا ہے۔ حسین کے ہاتھ پر بیت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے حسین یہ سمجھنے۔ متوجہ رہتا چاہئے کہ حسین کون ہیں یہ "حسین واقعہ" یہ عالم امکان کا جو ہر اور خلاصہ ہے اور انتخاب ہیں۔ عالم امکان میں حسین کا کوئی مثل نہیں ہے حسین جو ہر عالم امکان کا قلب۔ حسین کو بھجو لیجھ کر خاتم النبین جیسا شخص حسین کا ہاتھ ہے اور علی مرتفعی جیسا شخص حسین کا باپ ہے اور فاطمہ زہراء جیسی ملی ہیں۔ کسی کا نسب کسی کا حساب حسین کی مانند نہیں ہے۔ توجہ اگر آپ غور کریں فکر کریں حسین بے مثل ہیں حسین حسب و نسب میں کوئی حسین کا شریک نہیں ہے۔ بتلایا میں نے خاتم النبین جیسا حسین کا ہاتھ علی مرتفعی جیسا باپ اور فاطمہ

زہراء یہ حسین کی مل ہے ہمارے نبی کرم کا فاب بھی وہ نہیں ہے جو حسین کا ہے۔ پندرہ
کا بھی نب نہیں ہے جیسے تھا حسین کے دیے پندرہ کے بھی نہیں ہیں جیسے باپ حسین کے
دیے رسول اللہ کے باپ نہیں ہیں جیسی مل حسین کی ولی پندرہ کی مل نہیں ہے۔
صلوات۔

سبھج لججے آپ ولی مل پندرہ کی بھی نہیں ہے۔ تلاعے آپ ہمارے نبی کرم کے پدر
بزرگوار عبداللہ ہیں یہ عبد اللہ باپ ہیں۔ کیا یہ امیر المؤمنین کے مقابل میں ہیں۔ نہیں ہیں۔
الحاصل امیر المؤمنین کی نسل میں لمم حسین جیسے امیر المؤمنین کے بیٹے حسین کے تھا دیے
تھا امیر المؤمنین کے نہیں ہیں۔ امیر المؤمنین کی مل فاطمہ بنت اسد ہیں۔ لیکن فاطمہ بنت اسد
کمال اور فاطمہ زہرا کمال۔ صلوات۔

جیسا بھائی حسین کا ہتا ہے۔ حسن بقیٰ یہ کے آپ حسن کے تھا بھی دیے۔ حسن کے
باپ بھی دیے۔ فرق ایک چیز میں الگ ہی ہے حسین حسین بے مثل ہیں۔ کیوں دیکھئے جیسی
اولاد حسین کی ولی حسن کی نہیں ہے۔ حسین کی اولاد کا جائزہ لججے آپ حسین کی اولاد میں
ایک علی ابن الحسین۔ یہ حسین کی اولاد ہیں کون پیش کر سکتا ہے۔ کون ہے علی ابن الحسین
کا مثل۔ لایے آپ منظر سے خلاصہ کے ساتھ علی ابن الحسین ایک جماعت اچھی خاصی
داخل ہو گئی خانہ کعبہ میں اور سخت گرمی بارش نہیں ہو رہی تھی یہ پیاس کا ہر شخص پر
غلبہ تھا۔ پیاس نے پریشان کر رکھا تھا یہ ساری جماعت مل کر دعا کر رہی ہے مگر کسی کی دعا
قبول نہیں ہوئی۔ ان میں ایک ماں کا شخص بھی ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک جوان آیا
اور اس نے ہم میں سے ہر ایک کا ہم لے لے کر پکارنا شروع کیا کمال۔ اے فلاں کیا تم میں

کوئی اس قاتل نہیں ہے کہ جس کو اللہ دوست رکتا ہے۔ تم میں کوئی نہیں ایسا دیکھئے
حضرت نے بتایا سختے کی بات یاد رکھئے گا۔ حضرت نے بتایا کہ اللہ جس کو دوست رکتا ہے
اس کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ صلوٰت۔

جیسے اللہ دوست رکھے گا اس کی دعا کبھی رد نہیں ہو گی۔ تو کیا تم میں کوئی ایسا نہیں کہ
جیسے اللہ دوست رکتا ہو۔ پھر آپ خود آئے دو رکعت نماز پڑھی اور جانب آسمان ہاتھ بلند
کئے خدا یا تجوہ کو اس محبت کا واسطہ جو تجوہ کو مجھ سے ہے۔ ان لوگوں کو پانی سے سیراب فراہ۔
اوہ دعا کے الفاظ تمام ہوئے اوہ رابر آیا اور بر سار صلوٰت

یہ ہے حسین کا بیٹا۔ دعا کی پانی بر سار ایک شخص آگے بڑھا اس نے کما قسم ہے خدا کی
آپ کو۔ آپ کون ہیں۔ پہلے یہ پوچھا کہ آپ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ آپ کو دوست رکتا
ہے کما کہ اللہ اگر مجھے دوست نہ رکتا تو میں یہاں کبھی بھی نہیں آتا۔ میں آیا ہوں تو محبت
اس کی مجھے کھینچ کر یہاں لائی ہے۔ وہ مجھے دوست رکتا ہے اس کی محبت مجھے کھینچ کر لائی کما
آپ بتا دیجئے آپ کو اس کی قسم آپ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ علی ابن الحسین ہیں
صلوات۔

آپ ان کی شخصیت دیکھیں یہ حسین کا بیٹا ہے۔ سب پوچھاتے ہیں۔ فرزدق نے کیا کہ
تحاہشام کے سامنے هذا الذی تعرفه بطحا والبیت یعرفه والحل والحرم
خانہ کعبہ پوچھتا ہے۔ حل و حرم پوچھاتے ہیں۔ ان کی تعریف توصیف میں اس نے دریا بھاریا۔
الحاصل یہ علی ابن الحسین حسین کی اولاد ہیں۔ بتائیے الام حسن کی اولاد میں ایسا نہیں ملے گا
اور حسین کی اولاد میں الام محمد باقر کہ بغیر نہ۔ سرکار دو عالم نے جابر ابن عبد اللہ انصاری

کے ذریعے سے خصوصی سلام کسلوایا تھا۔ جابر نے آکر سلام امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں نقل کیا۔ اس کے بعد جب جابر بیار ہو گئے۔ حضرت بات چیت کیلئے تارداری کیلئے گئے۔ جابر ابن عبد اللہ کی۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا۔ اس سے آپ کی عظمت اور جلالت کا اندازہ ہو گا کہ حسین ابن علی کی اولاد میں کیسے کیسے بچے تھے۔ امام محمد باقر نے جابر سے پوچھا جابر کیا حال ہے۔ تو جابر نے کہا مولیٰ اب تو میں اپنے کو اس منزل پر پا رہا ہوں کہ میں موت کو حیات پر ترجیح دیتا ہوں۔ مرض کو میں صحت پر ترجیح دیتا ہوں اور فقر و فاقہ کو تو گھری پر مال داری پر ترجیح دیتا ہوں۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جابر دیکھو۔ تم میں اور ہم میں فرق یہ ہے۔ یعنی حضرت نے فرمایا آل میں اور اصحاب میں فرق یہ ہے کہ تم موت کو حیات پر ترجیح دیتے ہو مرض کو صحت پر ترجیح دیتے ہو فقر و فاقہ کو مال داری پر ترجیح دیتے ہو لیکن ہم اس حالت کو ترجیح دیتے ہیں کہ جس حالت میں اللہ ہم کو رکھے۔ اگر وہ مرض کی حالت میں رکھے تو مرض کو۔ اگر وہ صحت میں رکھے تو ہم صحت کو ترجیح دیتے ہیں۔ صلوات

ہم تو اللہ کے تابع ہیں۔ اللہ ہم کو جس حالت میں رکھے۔ دیکھا آپ نے حسین کا ایک بیٹا یہ امام ہے اور حسین کا ایک بیٹا صادق آل محمد ہے۔ جن کے بارے میں امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ماراتت اتفاقہ من جعفر ابن محمد میں نے جعفر ابن محمد سے بڑا فتحی نہیں دیکھا۔ نہیں پایا۔ اور ایک دفعہ جب امام جعفر صادق پر نظر پڑی تو اس نے کہا تھا ماہنباشریہ تو بذر نہیں ہیں۔ صادق آل محمد کی شان میں کہا تھا کہ یہ بذر نہیں ہیں۔ صادق آل محمد ان کی کنیت ابو عبداللہ حسین کا ایک بیٹا باب الحوائج امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ ان کا یہ بیٹا منی میں سے گزر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک عورت عجوزہ بوڑھیا۔ وہ رو

رہی ہے اور اس کے ارد گرد اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ بھی رو رہے ہیں اور سانسے ایک گائے مری ہوئی پڑی ہے۔ امام کی کیا صفت ہے کہ ایک تو اس کو ہرگز کسی خبر ہو اور حکم خدا سے مردے جلائے۔ حضرت نے فرمایا انا افعال ذالک میں تو ایسا کرتا ہوں اما عندک فخمسه دنائیر تمہارے پاس پانچ دنار ہیں یہ سمجھ بیجھ کہ جب امام کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس پانچ دنار ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ کیسے ہیں۔ حلال طریقے سے اس نے حاصل کیا ہے یا حرام طریقے سے اس نے حاصل کیتے۔ ہیں کس قسم کا ہے۔ یہ بھی امام کو معلوم ہو گا۔ کما تمہارے پاس پانچ دنار ہیں یہ بھی معلوم ہو گا امام کو اس میں سے حق نکلا ہے خس نکلا ہے یا نہیں نکلا۔ سب امام کو معلوم ہو گا اور جلانے کا مسئلہ یہ ہے تیری زوجہ تیری بیوی ایک سال پہلے مری ہے قداحیتہا الساعہ میں نے ابھی اس کو زندہ کیا ہے اور زندہ کر کے تیرے گھر بیجھ دیا ہے۔ صلوات۔

وہ گھر آیا دیکھا کہ اس کی بیوی گھر میں موجود ہے۔ اس سے پوچھا اس نے بیان کیا کہ اس طرح سے میں زندہ ہوئی۔ تو امام رضا علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا کہ کس طرح کا ہے۔ ان کے حکم سے میں زندہ ہوئی ایک سال تک وہ وہاں رہی تو حسین کا ایک بیٹا یہ بھی ہے۔ دیکھئے آپ کہ اللہ نے جو حسین کو اولاد دی ہے اس کا کوئی مثل پیش نہیں کر سکتا اور حسین کا ایک بیٹا امام محمد تقیٰ علیہ السلام ہیں۔ حسین کا فرزند محمد تقیٰ محمد جواد لقب ہے اور جواد معلوم ہے امام جواد یہ لقب کہاں سے کب اور کس وقت ۔۔۔ دیسے تو تمام القابات من جا شباب اللہ ہیں جواد کے لقب سے آپ بنت زیدہ مشہور ہوئے۔ یہ نفائص الاخبار میں دیکھا کر امام الغفضل کو تکلیف تھی اس امر سے کہ میرے باپ مامون نے میرا عقد کیوں امام محمد تقیٰ سے کر دیا۔ کسی مال دار سے کیا ہوتا دین کے لحاظ سے صحیح ہے گھر دنیا ان کے پاس نہیں

ہے یعنی ہماری اور آپ کی زبان میں اس کو یہ کیا خبر ہے کہ کائنات ان کی ٹھوکروں پر ہے۔ وہ یہ سمجھ رہی ہے کہ میرے باپ نے میری شادی ایک غریب سے کر دی ہے۔ برعکس میں ماںوں کی بیٹی ہوں کسی ایسے شخص سے میرا عقد ہونا چاہئے تھا کہ جو میرے باپ کے گھر کا ہو۔ مالدار ہو یہ عورتوں میں خبر گشت کرنے لگی کہ ام الفضل ناراحت ہے۔ پریشان ہے اس عقد سے اس کو دنیا چاہئے کوئی مال دار ہونا چاہئے۔ دنیا دار ہونا چاہئے کوئی ظاہری مال دار ہو وہ ناراحت ہے پریشان ہے۔ اسے دنیا چاہئے یہاں دنیا نہیں ہے۔ ظاہری اسے وہ آزادی نہیں ہے وہ ماںوں کی بیٹی ہے۔ سچھ قاضی ہیں اس کو آزاد ہونا چاہئے جو باشیں باپ کے گھر ہیں وہ باشیں امام محمد تقیٰ کے گھر تو نہیں ہیں۔ یہ بات جب عورتوں میں مشہور ہوئی تو عورتوں سے مردوں میں آئی۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ عورتوں کی صفت ہے کہ وہ ہضم ہی نہیں کر سکتیں کسی بات کو بھی۔ جب تک کہ وہ بیان نہ کر لیں۔ آپ چاہئے کسی مرتبے پر عمدے پر فائز ہوں۔ عورتوں میں یہ خاص بات ہے کہ وہ ہضم نہیں کر سکتیں۔ ہر طرف چڑھا ماموں تک بات پہنچی ماموں نے دیکھا کہ میری بیٹی پریشان ہے تو وہ پریشان ہوا۔ تو امام محمد تقیٰ علیہ السلام نے ماموں کو پیغام دیا کہ ماموں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تمام فقراء پر ایک ایسا احسان کروں کہ آج تک کسی نے فقراء پر ایسا احسان نہ کیا ہو۔ بت بڑا دعویٰ ہے کہ کسی نے ایسا احسان نہ کیا ہو مگر اس شرط کے ساتھ کہ اعلان تمہاری طرف سے ہو گا۔ کہ شانی اعلان ہو۔ تمام فقراء جو ملک میں ہیں ان سب کو یہ اطلاع دی جائے خبر دی جائے۔ کہ فلاں تاریخ کو سب مسجد میں جمع ہو جائیں اور حسین کا بیٹا یہ احسان کرنا چاہا رہا ہے۔ اعلان ہو جائے سب کو بتا دیا جائے وہ آ جائیں میں احسان کروں اولین و آخرین میں ایسا کسی نے احسان نہیں کیا۔ جیسا میں کرنا چاہ رہا ہوں اعلان ہوا ماموں کی طرف سے فرمان جاری ہو گیا۔

مقررہ تاریخ پر تمام فقراء مسجد میں جمع ہو گئے۔ قل رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ تمام لوگوں کا
جمع ہے کہ امام محمد تقیٰ اتنا بڑا دعویٰ۔ کیا احسان فرا رہے ہیں مگر ہر شخص کو اس امر کا یقین
ہے کہ امام محمد تقیٰ علیہ اسلام کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ان کے ہاں جھوٹ نہیں ہے جھوٹ
تو اللہ نے ان سے دور رکھا ہے۔ کبھی بھی جھوٹ ان کے پاس نہیں آیا تمام امراء روساء
علماء جو حلا تمام عورتیں مرد ایک جمع ہے۔ یہ دیکھنے آرہے ہیں کہ امام کیوں نکر اور کیسے احسان
فرا رہے ہیں۔ مسجد میں تخلوٰت جمع ہے۔ فقراء ہیں ایک نقیر یہاں ہے اس کے ارد گرد
دوسرے لوگ بھی ہیں۔ اس طرح کا جمع ہے۔ حضرت منبر پر تشریف لے آئے۔ سامنے
یہاں ماموں وزراء سب بیٹھے ہیں۔ امام منبر پر آتے ہیں آپ نے حمد و شادی کے دریا بہا
دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب ایسا دور آگیا ہے۔ ایسا زانہ آگیا ہے کہ آل محمد
سے رشتہ کو لوگ عیب سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس دنیا نہیں ہے۔ تو میں آج یہ بتاتا چاہتا
ہوں کہ دنیا ہماری ٹھوکروں پر ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر دنیا کو منہ نہیں لگایا ہے اس وجہ
سے بھی ہم نے دنیا کو منہ نہیں لگایا۔ قسمی مسئلہ ہے کہ باپ جسے طلاق دے دے وہ اولاد پر
حرام ہو جاتی ہے۔ تو عملی تو دنیا کو طلاق دے پکے تھے پھر کیسے منہ لگاتے۔ یہ تو حرام قسمی ان
کے اوپر۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ خطبہ ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہذا
احساننا علی الفقراء یہ ہمارا احسان ہے تمام فقیروں پر۔ اور ہر یہ فرمایا اور آپ کی
آستین مبارک سے جواہرات کی تحلیلیں لکھنا شروع ہوئیں۔ اور ہر فقیر کی آنکھوں میں آکر
گری جیسے آپ کا ہاتھ غلطی نہیں کرتے۔ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے ہاتھ سے غلطی ہو گئی
ہو لقہ اور اصر چلا گیا ہو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تو جیسے آپ کا ہاتھ کھانے کے مسئلے پر
غلطی نہیں کرتا یا خدی کمکی۔ ایک جیسے گھر ہیں سب کے۔ مگر کبھی کوئی کمکی دوسرے کے

گھر میں نہیں جائے گی۔ ظلمی نہیں کرتی یہ دنیا میں آپ نے ایک نمونہ دیکھالا امام ہے۔ قیامت کے دن بھی تو ہر شخص کے نامہ اعمال یہ سب کے نامہ اعمال یہ فائدیں تیار ہو رہی ہیں وہ دو ہیں فرشتے جو لکھ رہے ہیں اور تیار کر رہے ہیں۔ دو رات میں رہتے ہیں دو دن میں رہتے ہیں ما یلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید اور اس نامہ اعمال کو امام نے طائر کیا ہے وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقه و نخرج له یوم القيامه کتابابا یلقاء منشورا تو قیامت کے دن اولین و آخرین کا مجمع ہو گا۔ یہ نامہ اعمال ایسے نہیں کہ بلا بلا کر دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ نہیں۔ جیسے ایک مرتبہ آپ کو تروں کو اڑا دیتے ہیں اسی طرح نامہ اعمال میدان حشر میں ایک دفعہ اڑا دیے جائیں گے۔ جس کا نامہ اعمال ہو گا اگر دائیں ہاتھ میں آیا تو اس کو سمجھ لیتا چاہئے کہ خیریت ہے۔ اگر دائیں ہاتھ میں۔ بہر حال ہر ایک کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ تلقین میں آپ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں آپ تلقین میں نہیں پڑھتے الجنۃ حق و النار حق و نظر الکتب حق اور نامہ اعمال کا قیامت کے دن اڑیا جانا حق ہے۔ صلوٰات۔

کل انسان الزمنہ طابرہ فی عنقه و نخرج له یوم القيامہ کتابابا یلقاه منشورا ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں ہو گا اور اس نامہ اعمال کے حساب سے اسے حساب دیا جائے گا۔ سوالات ہوں گے یہ تم نے کیوں کیا۔ الماصل تو حضرت نے فربلا هذا احسانا على الفقراء یہ ہمارا احسان ہے فقیروں کے اوپر۔ تو جواہرات کی تعلیمیں اور ہر فقیر کی گود میں آ کر گرتی تھیں۔ یہ مل ایک الکی چیز ہے اس میں ایک الکی کھناس ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ اب انغیاء مل داروں نے دیکھا کہ فقراء تو ہم سے آگے نکل گئے پیٹھے پیٹھے آگے ہو گئے۔ یہ آدمی انہیں ایسا ہے کہ

ویکھا کہ کسی کے پاس موڑ سائیکل گز رکھنی تو پریشان ہو جاتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے۔ اب دہل یہ اغذیاء گمرا کئے۔ کہ فقراء ہم سے آگے ہو کئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہ سب خواہش مند ہیں تو حضرت نے فقراء کے بعد کما کہ تم بھی لے لو هذا الحساننا علی الاغنیاء یہ ہمارا احسان ہے مال داروں پر اور تھیلیاں جواہرات کی نکلنے لگیں۔ اب کتنی فقیر کی آغوش میں نہیں جا رہی ہیں۔ صرف مال داروں کے آغوش میں تھیلی گر رکھنی۔ اب وزراء کے منہ میں پانی آگیا کہ پادشاہ کی خدمت کا کیا صد طلاق یہ تو لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے۔ دیکھا یہ خواہش مند ہیں تو آپ نے فرمایا هذا الحساننا علی الوزراء یہ ہمارا احسان ہے وزیروں پر۔ تھیلیاں آ رہی ہیں اور وزیروں کی آغوش میں آ رہی ہیں۔ اب ماہوں کے منہ میں پانی آیا کہ وزراء تو آکے نکل گئے تو آپ نے فرمایا هذا الحساننا علی العامون یہ ہمارا احسان ہے ماہوں پر۔ تھیلی ماہوں کی آغوش میں گری۔ آٹھین سے نکل کر۔ تو اس دن سے آپ کو جواد کے ہم سے پکارا جانے لگا۔ صلوٽ

یہ ہے حسین کی اولاد۔ ایک امام علی نقی ایک امام حن عسکری اور ایک بیٹا حسین محمد مدی آخر الزمان کہ جس کے پیچے یعنی نمازو پڑھیں گے۔ حسین کا جب وہی بیٹا آئے گا تو ہے یعلاء الأرض قسطاو عدلا جو چنبر چاہتے تھے نظام عدل کو نافذ کرنا چاہ رہے تھے نہیں ہوا ان اللہ یا مراو بالعدل ولا حسان نہیں ہو سکا تو خدا نے ان کو باقی رکھا ہے۔ تو یہ آئیں گے اور امیر المؤمنین کی دل خواہش یہ تھی۔ امیر المؤمنین کا نظر یہ تھا کہ روح زمیں پر کسی غیر عادل کو رہنے کا حق نہیں ہے۔ تو امام عصر جب آئیں گے تو زمیں پر کوئی غیر عادل نہیں ہو گا سب زمیں پر عادل ہوں گے یعلاء الأرض قسطاو عدلا کما ملت ظلموا وجورا کہ امام کا تصور ہو گا بعد کے دن۔ اس سل عاشورہ بھی

جude کے دن ہو گا۔ یاد رکھیے تاکہ آپ نہ بھولیں۔ جude اور عاشورہ جب ایک دن آئے تو امام کو یاد رکھیے۔ امام آئیں گے تو خود بخود علم کا پھررا اکھل جائے گا۔ ذوق الفقار خود بخود نیام سے نکل آئے گی۔ اخراج یا ولی اللہ اے ولی اللہ اٹھئے۔ الحال یہ ہے کہ ایسی اولاد کسی کو حاصل نہیں جیسی حسین کو ملی۔ حسین کا واقع ایسا وسا واقع نہیں ہے یہ حسین بے مثل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسین کے گلوارے سے مس ہونے کے بعد ملک اپنے کو بے مثل سمجھنے لگا۔ کیا فطرس نہیں آپا تھا۔ فطرس آپا تھا۔ گلوارے سے مس کیا بابل و پر اس کے واپس آگئے اور یہ تمام آسمانوں پر ہر طرف یہ جاتا تھا اور یہ اعلان کرتا تھا من مثلی میرا مش کون ہو گا انا عتیق الحسین میں حسین کا آزاد کردہ ہوں۔ میرا مش کون ہو گا جاتا یے آپ صرف گلوارے سے مس ہونے کے بعد۔ یہ آدم کا سجدہ فرشتوں نے کیا مگر میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی فرشتے نے کہیں فخر کیا ہو کہ میں نے آدم کو سجدہ کیا ہے۔ لیکن اللہ ربے یہ آل محمد کیا عظمت حاصل تھی کہ اگر کسی نے ولادت کی مبارک باد دی تو وہ جا کر کہہ رہا ہے کہ میں حسین کی ولادت کی مبارک باد دے کر آ رہا ہوں۔ والی کہتی ہے میں حسین کی قبلہ ہوں۔ ہر شخص جو درود رکھتا ہے وہ حسین کی پارگاہ میں آ رہا ہے۔ حسین کی شادوت کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس کو اللہ نے تمام انبیاء سے بیان کیا۔ یہی وجہ تھی جناب آدم کے سامنے بیان کیا اور آدم کے سامنے جب اسے آئے تو لفظ حسین کے نام پر بے چین ہو گئے۔ ترپ کر سوال کرتے ہیں۔ خدا یا اس نام میں بڑا درد ہے۔ کیا بات ہے کہ جب میں اس نام کو رکھتا ہوں یہ حقیقت ہے۔ کہ کچھ اسے ہیں جو رفت خیز ہیں جن میں درد ہے ان سے دل پر چوت پڑتی ہے ایک تو حسین ہیں۔ ایک کرلا۔ ایک زینب۔ یہ کیسا واقع ہے کہ ابھی واقع ہوا نہیں اور حسین کی مجلس شروع ہو گئی۔ آدم سے کہا۔ آدم

یہ ایسا ہے تمہاری اولاد میں ایک شخص ہو گا جنہیں آخر زمان کا بینا۔ حسین نواسہ رسول امت ان کی اس کو قتل کرے گی اور ایک کلہ کماکہ لوت ر آئے اے آدم اگر تم اس کو دیکھتے اس کی مصیبت کے سامنے تمام مصلحات تھے ہیں۔ اگر تم اسے دیکھتے کہ کس طرح سے وہ پیاسہ ہو گا۔ تو پیاس حسین جتاب آدم کے سامنے بیان ہوئی۔ خداوند عالم جبراٹل کے ذریعے سے حسین کی پیاس کا ذکر کر رہا ہے کہ وہ ایسی پیاس ہو گی کہ سارا عالم پیاس سے دھواں نظر آئے گا۔ یہ حسین کی پیاس کا ذکر جبراٹل جتاب آدم سے کر رہے ہیں۔ آدم بے چین ہو گئے سن کر اور واقعاً ایسا ہے کہ عجیب پیاس تھی دیکھنے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس پر حسین کی پیاس کا اثر نہ ہو۔ امام عمر بھی جب آئیں گے تو تمام مصیبوں میں امام حسین کی پیاس کا اختیاب فرمائیں گے اور تمام اهل عالم سے یہ فرمائیں گے یا اہل العالم ان الحسین قتلہ عطشانا اے اہل عالم میرے جد امجد حسین کو پیاسا مار ڈالا گیا۔ اجر کم علی اللہ کسی پیاس تھی یلوق لسانا من شدہ العطش جتنے اسہاب پیاس لگتے کے ہوتے ہیں وہ سب جمع ہو گئے تھے۔ حسین میں دیکھنے پیاس ایک تو چلنے پھرنے سے پیاس لگتی ہے۔ کیا حسین یہ جو آنے والا ہے کل کا معلوم ہے آپ کو کہ حسین دن بھر حسین کا کام کیا تھا۔ دن بھر حسین وقت خدمت تک لاشوں کے اخنانے میں دن گزرا۔ ابھی ایک لاش لا کر رکھی دوسری آواز آگئی یا اخاہ اور کنی یا عمدہ اور کنی یا مولیٰ آپ میری خبر لجھے یہ دن بھر ہوا۔ اس سے پیاس تھی۔ گری کی وجہ سے بھی پیاس زیادہ لگتی ہے اور کرلا کی گری جب فلسفہ خدمت پر سے پرده ہٹلایا گیا۔ حسین کو کیوں اتنا بڑا درجہ ملا کما صبر کی وجہ سے تو اعلیٰ کرتا ہے حسین اگر یہ گری اور زیادہ ہو جائے تو حسین صبر نہیں کر سکتے تو فوراً فرشتوں کو حکم ہوا کہ آنتاب کی ساری شعاعوں کو ہر طرف سے سیٹ کر زمین کرلا پر ڈال

دو۔ اللہ اکبر میں نے کتب مقابل میں دیکھا کہ حسین کا سارا پدن زخمی تھا تو ان زخموں میں خون کھولنے لگا۔ اتنی شدید گری تھی اور زخموں پر زخم جتنے تیر کتے تھے۔ حسین کا چہرہ اتنا ہی دھکتا جاتا تھا اور مناجات کرتے تھے ترکت الخلق طرافی ہر آک تیری محبت نے تیری محبت میں ساری کائنات کو چھوڑ دیا وایتمتمن العیال کی اراک تیری محبت میں۔ میں نے اپنے بچوں کو یتیم کیا۔ سینہ کو تیری محبت میں میں نے یتیم کیا فلو قطعتنی بالحرب اریا۔ لما جن الفواد ای سواک یہ زخم کیا ہیں یہ تیروں کے زخم پر نیزوں کے زخم کیا ہیں۔ اگر حسین تیری محبت میں نکلے نکلے کر دیا جائے تو حسین کا دل تیری طرف سے کبھی مرنیں سکتا۔ یہ حقیقت ہے پاس کے لئے کا ایک سبب آپ روز ایسے گھوڑے کو اسپ روائی ہے۔ ہوا جب آتی ہے تو منہ نکل ہو جاتا ہے پاس بڑھ جاتی ہے حسین گھوڑے پر سوار ہو کر برابر مقل میں آرہے تھے جا رہے تھے اور ایک وجہ پیاس کے لئے کیا ہے۔ بیداری جاننا آپ جائے پاس لگے گی۔ حسین شب عاشور ایک منٹ کیلئے بھی نہیں سوئے۔ ساری رات حسین اور حسین کے ساتھ جتنے بھی خیے میں تھے کسی نے رات کو آرام نہیں کیا۔ کوئی نہیں سویا۔ عورتوں کا یہ عالم تھا کہ بلا میں سات ماہیں تھیں۔ کل سات ماہیں ان کا کام کیا تھا کہ رات بھر اپنے بچوں کو یہ سمجھاتی رہیں کہ بچوں یہ دیکھو کل فاطمہ کے سامنے ہمیں شرمندگی نہ ہو۔ کل قریانی آل محمد کا دن ہے زینب اپنے بچوں کو سمجھا رہی ہیں۔ عون و محمد کو صبح کو یہ ساری گودیاں خالی ہو گئیں۔ پیاس کی وجہ ایک سبب یہ بھی ہے۔ جب غش سے افاقت ہو۔ — غش سے افاقت ہونے کے بعد پیاس شدید ہو جاتی ہے۔ تیر ہو جاتی ہے حسین کو تین مرتبہ غش آیا ہے عاشور کے دن ایک تو اس وقت جب آپ کا بھیجا قام رخصت آخر کیلئے آیا اور حسین کے قدموں پر اپنے منہ کو

ملنا شروع کیا۔ کما پچا جان بگ کیلئے جانے کی بھی اجازت دیجئے اس وقت حسین فرماتے ہیں
اتمشی بر جلک الی الموت کیا تم اپنے قدموں سے موت کی طرف جا رہے ہو۔
کیا کہتا ہے پچا جان آپ تو دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اجر کم علی اللہ۔ اجازت دی سینے
سے لگایا۔ خوب روئے حسین سمجھے کے ساتھ مل کر اتنا روئے کہ پچا اور بستیجا دونوں غش کھا
کر زمین پر گرے۔ اس کے بعد جب غش سے انفاہ ہوا تو قاسم کو اجازت دی۔ وہ گئے اور
تحوڑی دیر کے بعد ایک مرتبہ آواز دی یا انگی لور کنی پچا جان میری مدد سمجھے حسین گئے اشتباہ
چاہیجے تھے کہ قاسم کو قتل کریں اس نے مدد نہیں لی۔ فوج آگئی۔ لیکن رمق جان بالی
اس دفاع کی حالت میں قاسم کی لاش گھوڑوں کی ٹالپوں کے نیچے آگئی۔ لیکن رمق جان بالی
تمی۔ حسین دفاع کرتے جاتے تھے ایک مرتبہ ایک نجف آواز حسین کے کان میں آئی پچا
جان بگ رک روک دیجئے سینے کی پڑیاں چور چور ہو گئیں۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم
میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا اتصال کس رات سے
ہے۔ یہ قیامت کی رات ہے قیامت کی رات شب عاشور۔ آپ کو معلوم ہے ذرا آپ اپنے
دولوں کی سوئی کربلا کی طرف موڑیں۔ دیکھئے حسین کے خیے میں کیا عالم ہے۔ آج کی رات
صلت کی رات ہے۔ یہ صلت لی ہے حسین نے۔ ملادت کیلئے دوسرے حسین کب بے
ہوش ہوئے۔ حسین اس وقت بے ہوش ہوئے جب عباس نے آواز دی یا اخلاہ اور کنی جب
حسین کی کرنٹ چکی تھی۔ عباس کے پدن پر سر رکھا حسین کو غش آگیا لور تیرے کب
غش آیا جب حسین ذوالجلح گھوڑے سے نہیں پر آئے تو اس وقت آپ کو غش آیا ملاٹا
ساعت تین ساعت ابو محنف نے لکھا کہ تین گھنٹے حسین بے ہوش رہے۔ جب ہوش
آیا تو حسین نے دیکھا میرے سینے پر کوئی موجود ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا انعرفنی

مجھے پہچاتا ہے۔ کس کے سینے پر تو سوار ہے۔ تو کہتا ہے شرکہ ہاں میں پہچانتا ہوں۔ آپ محمد مصطفیٰ کے بیٹے ہیں میں جانتا ہوں۔ آپ سالنی کوڑے کے بیٹے ہیں میں جانتا ہوں۔ پہچانتا ہوں کہ آپ فاطمہ کے لال ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں شر اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو مجھے ایک گھونٹ پانی کا پیلا دے۔ اجر کم علی اللہ ایک ایسا کلمہ اس ملوک نے کہا پانی تمہارا تو خیال ہے کہ تمہارے باپ سالنی کوڑہ ہیں وہ جسمیں سیراب کریں گے۔ دیکھتے ایک بست بڑی جہارت فوج اشقياء کی کہ وہ حسین سے طزاً کئے گئی۔ یہ بست زیادہ شرت دے دی تھی بلکہ چھوٹے چھوٹے پیچے بھی جب ملتے تھے کہ خارجی نے خروج کیا ہے۔ عورتیں ایک دوسرے سے کہتی تھیں حسین بار بار عاشور کے دن کیوں روائے رسول اوڑھ کر آ رہے ہیں۔ کبھی آپ عماسه رسول پن کر آ رہے ہیں اور بار بار اپنا نسب نامہ جو بیان کر رہے ہیں انا ابن ثاقبی کوثر میں ہاتھی کوڑہ کا بیٹا ہوں۔ پیاسا فزع کیا جا رہا ہوں۔ یہ بار بار بتلا رہے تھے کہ دہاں لڑنے کیلئے چاہنے والے بھی آگئے تھے۔ بست سے واپس آئے بھی ابھی ابھی میرے ذہن میں یہ بات آئی جیسے معلوم ہوا ہو کہ اسے بھی بیان کر دوں۔ ایک شخص شام سے حسین کا چاہنے والا وارد کوفہ ہوا۔ دوست سے ملاقات ہوئی پوچھا کمال کا ارادہ ہے۔ کربلا نہیں گئے۔ کمال سے آ رہے ہو۔ پوچھا کربلا میں کیا ہے۔ کما خارجی نے خروج کیا ہے۔ کہنے کا کوئی اثر نہیں ہو۔ مگر آیا۔ وق الباب کیا میری جوان بیٹی دروازے پر آئی کہتی ہے دیکھتے ہی۔ خریت ہے پوچھنے کے بعد کہتی ہے بیا کیا آپ کربلا نہیں گئے۔ بیٹی کربلا میں کیا ہے کما آپ کو نہیں معلوم دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ خارجی نے خروج کیا ہے۔ کہتا ہے جب میری بیٹی نے مجھ سے کہا تو مجھے جلال آگیا۔ میں نے سلان رکھا اور سلان رکھ کر میں لکھنا چاہ رہا تھا کہ میری بچی مجھ سے کہتی ہے دعائیں دیں کہا بیا جب آپ کربلا سے واپس

آئیں تو میرے لئے کرلا سے ایک انگوٹھی لیتے آئیے گا۔ کما میں نکلا۔ جب باہر آیا تو یہ
حسین کا آخری حملہ تھا۔ فوج دار العمار سے نکلا رہی تھی تو میں جس سے پوچھتا ہوں
مالخبر واقع کیا ہے۔ تو کسی کے حواس قابو میں نہیں ہیں۔ سب بھاگ رہے ہیں۔ میں
مجمع سے ہٹ کر ایک میلے پر آگیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگوار حملہ کر رہے ہیں کہ جن کے
چہرے سے نور ساطع ہے۔ ہاتھ میں ذوالفقار ہے۔ یہ عالم دیکھ کر میں گھبرا لیا کہ لوگ ان کو
خارجی کہتے ہیں۔ حق تو ان کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اتنے میں مجمع
کالی کی طرح پہنا اور وہ بزرگوار میرے پاس آگئے اور قریب آ کر اپنی انگشت مبارک سے
انگوٹھی نکالی اور مجھ کو دی اور مجھ سے کہا کہ تم اپنی بچی کو میرا سلام کہہ دئنا اور یہ کہہ دئنا
کہ خارجی نے خروج نہیں کیا۔ ارسے میں فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ اجر کم علی اللہ فاطمہ کا بیٹا
حسین ہوں۔ یہ سنتا تھا وہ غش کھا کر زمین پر گرا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے کہا کہ اب
امام سے اجازت لے کر مجھے لڑنا چاہئے کہا میں مقتل گاہ کی طرف چلا جب کچھ دور چلا تھا
ویکھا۔ سیاہ آندھیاں چل رہی ہیں زمین میں زلزلہ اور فضاء میں آواز گونج رہی تھی الا
قتل الحسين بکربلا ذبح الحسين بکربلا۔ وسيعلم الذين
ظلمواى منقلب ينقلبون

ال manus سورة فاتحہ رائے تمام مرحومین

۱) شیخ صدوق	۱۳) سید حسین جبار فرشت	۲۵) تکمیل و اخلاق حسین
۲) علامہ بخاری	۱۴) تکمیل و سید حضرت علی رضوی	۲۶) سید متاز حسین
۳) علام انصاری حسین	۱۵) سید نظام حسین زیدی	۲۷) تکمیل و سید اختر حسین
۴) علامہ سید علی نقی	۱۶) سید وہاڑہ ہرہ	۲۸) سید محمد علی
۵) تکمیل و سید عبدالعلی رضوی	۱۷) سید و رضوی خاتون	۲۹) سید و رضیہ سلطان
۶) تکمیل و سید احمد علی رضوی	۱۸) سید محمد الحسن	۳۰) سید مظفر حسین
۷) تکمیل و سید رضا احمد	۱۹) سید مبارک رضا	۳۱) سید باسط حسین نقی
۸) تکمیل و سید حیدر رضوی	۲۰) سید تبیت حیدر نقی	۳۲) تکمیل احمدی الدین
۹) تکمیل و سید سلطان	۲۱) تکمیل و مراوح حام	۳۳) سیدنا مصطفیٰ زیدی
۱۰) تکمیل و سید مردان حسین حضرتی	۲۲) سید باقر علی رضوی	۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۱۱) تکمیل و سید جبار حسین	۲۳) تکمیل و سید باسط حسین	۳۵) ریاض الحن
۱۲) تکمیل و سید رضا احمد علی	۲۴) سید عرفان حیدر رضوی	۳۶) خورشید تکمیل